

اعلام عام رسالہ عجالہ المسما

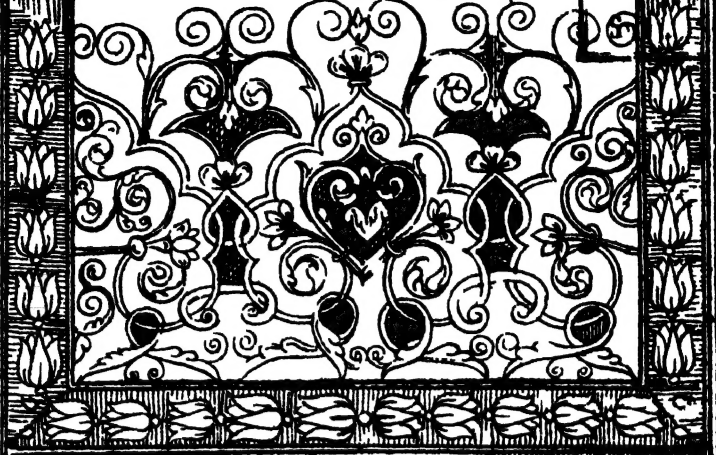
بالبرہان اللامح فی تحقیق المذہب

مغنی و محتجب ہے کہ یہ کتاب لا جواب جواب میں ہر اور ان اشخاص کے کہ بوجہ
رکھنے مذہب عقلی محض کے یا اور کسی مذہب خاص کے فیج حیوانات کو
ظلم صریح اور ناجائز محبت جانتے ہیں اور مجوزین فیج حیوانات سے
واسطے اثبات جواز استحسان فیج حیوانات کے ایسے ادو عقلیہ
براہین قطعیہ طلب کرتے ہیں کہ جن میں مقدمات نقلیہ کا اصلاً دخل و
مساس ہی نہ ہو ہر حدیث بحث اس سلسلہ خاصہ کی نہ ہو اور اہل اسلام یہ بھی
اکثر ہوا کی ہر لیکن اول تو دراصل نفس سلسلہ فیج و اکل لحم میں مخالفت
اور بحث و کلام در میان نہ ہو اور اہل اسلام کے واقعہ نہیں بلکہ جو کچھ
مخالفت و بحث و کلام در میان نہ ہو اور اہل اسلام کے واقعہ ہوئی وہ ہم
مخالفت و بحث و کلام مبتنی تھے صرف ایک اختلاف خاص فیج تقریر
علاوہ اسکے جوابات اہل اسلام تو نہ ہو کے مقابلے میں صرف ایک
الزامی ہی طور پر مرجع و مشترک ہیں رہا طریق استدلال عقلی محض اس میں
انینق پر اثبات جواز استحسان فیج حیوانات لیک دو دلیل کے ساتھ

بھی کسی کتاب یا رسالہ میں کتر نظر آیا ہے مصنفین رد اعتراضات ہنود
 نے طریق استدلال عقلی محض کی طرف بسبب عدم ضرورت کے شاید
 کہیں اتفاقی ہی قرض و اعتنا فرمایا ہو اور کوئی خاص کتاب تو اس باب
 میں تصنف ایسے اولہ قویہ اور براہین قطعیہ کے کبھی کسی وقت میں
 تصنیف ہی نہیں ہوئی اور شاید تصنیف ہوئی ہو لیکن کوئی ایسی
 تصنیف شائع تو ہرگز ہوئے نہیں پائی بلکہ کیسے دیکھنے اور سننے میں
 بھی شاید کبھی نہیں آئی پس یہ کتاب لا جواب اس باب خاص میں
 اگر حقیقت پوچھیے تو بالکل عجیب و جدید ہر مثل اور مولفات زمان
 حال کے کچھ تالیفات نہیں بلکہ تصنیف ہو اور تصنیف بھی نہایت کیتا و
 جدید اگرچہ غذا کے گوشت تو سوا اہل اسلام کے اور اکثر فرقہ او
 اقوام بھی برابر کھاتے ہیں کیا یہود کیا نصاریٰ جملہ اہل کتاب اس
 غذای سمیٹل دنیا ب کو بلا خوف و مبالغات جان حیوان ہر شب روز
 نوش جان فرماتے ہیں لیکن اگر دلیل و توجیہ تجویز و استحسان قیل و
 حیوان کی پوچھیے تو لاکھ میں ایک بھی اوس سے واقفیت نہیں رکھتا
 معترضین فوج کے جواب میں سوا اس بات کے کہ ہمارے مذہب میں
 فوج کر کے کھانا ان حیوانات کا جائز ہو اور کچھ دلیل اسکے جواز و استحسان
 کی ایک آدمی بھی کوئی شخص بیان نہیں کر سکتا پس جس قدر اسباب
 مذہب مجوزین فوج کے گوشت ہمارے انواع حیوانات با تباع رسم مذہبی
 و اقتصاد سے خواہش نفسانی رات دن چکھتے تھے لیکن وجہ و

دلائل قطبیہ جواز و استحسان فوج حیوان سے کچھ اصلاً خبر ہی نہیں رکھتے
 تھے اور سب حضرات کو مردہ ہو کہ جو عجز و سکوت مقررین فوج کے
 جواب میں اونکو ہوتا تھا اب اس کتاب لا جواب کے سبب سے
 وہ عجز و سکوت بالکل دفع ہو گیا اور جو تخطیہ اور الزام منکرین کی طرف سے
 عقل و حواس اکثر نادانوں کے گھومتا تھا اس رسالہ نایاب کے ہٹ
 سے وہ تخطیہ اور الزام سراسر دفع ہو گیا اگرچہ حضرت مصنف نے غائب
 اہل اسلام ہی کی طرف سے یہ جواب باصواب مقررین کو دیا ہے لیکن
 اگر مغزور ملاحظہ کیجئے تو تمامی ارباب مذاہب مختلفہ مجوزین فوج کو جو کہ اصلاً
 واقفیت دلائل جواز و استحسان قتل نفس حیوان سے نہیں رکھتے تھے
 اس سلسلے ہدایت عام اور فیض تام سے ممنون احسان بنے پائے
 اپنے کا کیا اتحق مزید تائید اس تصنیف لطیف کی جملہ اہل مذاہب مجوزین
 فوج کے واسطے عام بحر فی الواقع کل اہل مذاہب مجوزین فوج کے غلبہ و نصرت
 کے لیے یہ رسالہ ایک برہان قوی اور حجت تام ہو چکی ہے کہ
 سوا اہل اسلام کے باقی تمام حضرات مجوزین فوج بھی قطع نظر تعصب ہی
 سے فرما کر استفادہ دلائل قویہ اور براہین قطبیہ اس کتاب لا جواب کا
 اپنے ہم و الاہم پر واجب و لازم جانیں اور گو تعصب مذہبی اس
 استفادہ سے اونکو کتنا ہی مانع بھی ہو لیکن ایسے امراہم اور فائدہ ہم
 میں منع تعصب کو ہرگز ہرگز نہ مانیں اور بلا شک و شبہ جو حضرات فوج
 مجوزین فوج سے مطالعہ اس کتاب لا جواب کا فرمائیں گے تو اس نسخہ نایاب

کے سبب سے نجات حاصل جواز و استعانت و عدم جواز و استعانت
 فوج حیوان میں بہت کچھ فوائد عجیب پائینگے اور منافع غریب ٹھانینگے
 استفادہ اور فوائد عجیب اور منافع غریب کا مستفیدان با عقل و نظر
 کو غایت درجہ ممنون و شکر گزار مصنف والا تبار بنائے گا سو اجنت
 و جبرائیل اللہ خدا چاہے اور کچھ زبان انصاف بیان حضرات مدد پر
 نہ ایگنا خلا کلام یہ کہ اس گوہر ہکیتا اور ورے بہا کی قدر شناسی میں
 نفس ذات قدر شناس ہی سرتاسر متصور سمجھنا چاہیے درجہ
 خود قویہ گوہر ہکیتا اور ورے بہا احتیاج کیسی قدر دانی
 کی بھی نہیں رکھتا بقول سعدی
 حاجت مشاطہ نیست و می لارام را
 والسلام علی
 من اتبع الهدی
 +



بسم اللہ الرحمن الرحیم

صد ہزار شکر اوس خدای بہیمت کی جناب ستطاب میں سزاوار ہیں جس نے انسان
ضعیف البنیان کو اپنے کارخانہ قدرت سے شرف وجود جملہ مخلوقات جہاں
پر عنایت کیا اور باقتضای عطای منصب خلافت عظمیٰ سائر موجودات جہاں
پر قبضہ و اختیار حکم و تصرف کامل کا اوسکو دیا اوسے عاجز بے سروسامان
کے منافع و مصالح ذاتی کے واسطے تمام جمادات و نباتات و حیوانات کو
خلق فرمایا اوسے کمزور و ضعیف البنیان کو تمام جہاں پر قابض و حکمران
کر دکھایا سبحان اللہ کیسا قادر مطلق اور پاک برحق کہ جسکی قدرت حکم اور
حکم قدرت سے ایک حیوان دوسرے حیوان کے واسطے غذائے اعلیٰ
مقدر ہوا ایک ذی روح فانی مؤجل کا رزق دوسرے ذی روح فانی مؤجل سے
اوسکے کارخانہ قدرت میں مقرر ہوا انسان اگرچہ سراپا عقل و ادراک ہر
لیکن بعد مرنے کے اوسکا جسم بھی زمین کے کیڑوں یا دریا کے جانوروں

کی گویا ایک مقررہ خوراک ہر واہ کیا قدرت کے نیزنگ ہین اور کیسے کیسے
 اوس رزاق بے منت کے رزق رسانی کے ڈھنگ ہین جسم لطیف
 اشرف مخلوقات کو توڑ کر پیوند خاک یا دودھ ہائے زمین کی خوراک قرار پانا
 اوس کے حکم محکم سے عین اقتضای شرف و کمال ہر اور اجسام بعض حیوانات
 کو بعد تزکیہ ذبح لقمہ طیب حضرت اشرف المخلوقات بنجانا اوسکی حکمت حکیم
 اکمل و ماکول دونوں کے حق میں کمال تقاضای مرحمت و فضل ہر پاک
 جانور و ن کو حرکت آنی ذبح کے سبب سے شدت تکلیف مرض الموت پہنچا
 کیسا اوسکا لطف عام ہر انسان پاک سرشت کو باوجود آسان ہونے موت
 ذبح کے شدت موت مرض کے ساتھ مخصوص بائلا فرما کمال اوسکا اعتقاد
 تشریف و اکرام ہر آورد و د کمال نازل ہوا و پر اوس نبی اُمّی کے جسے
 شرف ذبح کے اظہار کے واسطے اپنے تین ازروی کمال اقتدار مخاطب
 بخطاب مستطاب ابن الذبیحین فی سبیل اللہ فرمایا اور امر ذبح کو باتباع
 اپنے جد جلیل سیدنا ابراہیم خلیل کے واسطے منافع عام اہل اسلام کے
 جائز اور مرض ٹھہرایا اور بھی اوپر آل اطہار اور اصحاب کبار اوس نبی عزیزی
 کے جو کہ قربان اور فدا ہونے والے تھے راہ خدا میں نفوس و اموال آپ سے
 اما بعد انقر بارگاہ صدیقہ حقیر سید محمد الدین احمد ابن مبرور مغفور
 مولوی سید محمد الدین احمد الکنوی مولدا و السید پوری موطن خدمت عالیہ
 صاحبان عقل و ذکا میں بصدانکسار عرضہ گزار ہر کہ اصل باعث تحریر اس
 رسالہ عجاہ سہمی ہر بہان لاسخ فی تحقیق امر الذبائح کا خاکسار

فدہ ہمدرد کو یہ ہوا کہ اتفاقاً ایک روز ایک کرمفرمانے فقیر خانہ عمر کا شانہ پر
 رونق افروز ہو کر یوں ارشاد فرمایا کہ ہمارے ایک اشنائی معزز ابو حسب
 جو کہ مذہب برہما ساج رکھتے ہیں اور اکثر فنون و کمالات میں اد کو بوسگاہ
 کامل حاصل کر کئی روز سے کہ حسب عادت ہم او کی ملاقات عیسے گئے تھے
 ناگمان ہمارے اور اونکے درمیان میں کچھ تذکرہ مذاہب ادیان مختلفہ
 کا آگیا ہر چند وہ سوا مذہب برہما ساج کے اور کسی مذہب کے قائل نہیں
 ہیں لیکن عند المکالمہ اس روز ایسا معلوم ہوا کہ جہد مذہب دیگر سے مذہب
 اہل اسلام کو وہ نہایت پسند کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض بعض مسائل و
 احکام میں تو خاصہ دم توصیف مذہب اہل اسلام ہی بھرتے ہیں اور
 قرآن حالی و متالی سے تو ایسا خیال میں آتا ہے بلکہ یقینی پایا جاتا ہے کہ اگر
 بعض مسائل دین میں جو کہ فہم خاص او کی سے دور ستور ہیں اس میں
 میں داخل نہوتے یا آنکہ کوئی شخص سمجھانے والا اس قسم مسائل کا
 او کو ملجاتا اور غیچہ اونکے دل تھیر منزل کا ایتر از نسیم تفہیم سے کھلجاتا تو بغایت
 بلکہ یقیناً وہ مذہب اسلام کو فی الفور قبول ہی کر لیتے اور مینے اونسے وعدہ
 کیا ہے کہ میں کسی ایسے مسلمان ذی علم و لیاقت سے آپ کی ملاقات کر ادوں گا
 کہ جسکے سبب سے گتھی آپ کی وقت و مشکل کی مسائل دین اسلام میں بخوبی تمام
 کھلی نیگی اور جو گرد و شلوک آپ کے سامان خاطر عطر پہنچی ہر ترشح آب زلال
 استدلال سے بوجہ ہوں و طرز حسن و دلجائیگی پس بموجب اس اپنے
 وعدے کے میں تمھارے ساتھ ابو صاحب کی ملاقات کرانا چاہتا ہوں

جس وقت یہ سب تقریر اپنے کرمفرما کی بیٹے سنی تو اول بیٹے اون سے
یہ پوچھا کہ فرائیے کون سے ایسے مسائل و احکام دین اسلام میں جن میں
آپ کے دوست بابو صاحب کو شک و تردد واقع ہو اس میرے استفسار
کے جواب میں اونھوں نے یہ فرمایا کہ حقیقت تو یہ ہے کہ سوادِ واحد کے اور کسی
امر میں بھی اونکو شک و تردد واقع نہیں ہے ایک مسئلہ ثبوت ضرورت نبوت
دوم مسئلہ ملت فروع حیوانات اگر یہ دونوں مسئلے اونکو بدلائل عقلیہ سمجھا دیے
جائیں تو غالباً وہ اس دین متین کو ملاحت و تکرار اختیار ہی کر لیں پھر کسی
حکم میں احکام دین اسلام سے اونکو شک و تردد کسی طرح کا اصلاً باقی نہ رہے
یہ بات سُکر بیٹے اون سے پوچھا کہ آیا بابو صاحب زبان اردو یا فارسی بخوبی
سمجھتے ہیں یا نہیں اونھوں نے فرمایا کہ سوا زبان بنگالی یا انگریزی کے تو وہ
کوئی زبان بھی نہیں سمجھتے تب اونکی خدمت میں بیٹے عرض کیا کہ اس
صورت میں میں اونکے سمجھانے سے معذور و مجبور ہوں کس واسطے کہ
نہ اونکو زبان اردو یا فارسی خواہ عربی میں مداخلت ہے نہ مجھکو زبان بنگالی
یا انگریزی سے واقفیت یہ جواب واقعی تو بیٹے اپنے کرمفرما کو اس وقت
دید یا لیکن بعد اونکے تشریف لیجانے کے میں اپنے دل میں بہت کچھ
غور و فکر اس مقدمے میں تا دیر کرتا رہا اور پس از غور و فکر بسیار یہ بات
دل میں ٹھہرائی کہ دلائل اثبات ضرورت نبوت کے مباحث تو اکثر کہنے لگتے
و غیرہ میں موجود ہیں بلکہ بعض رسائل خاص ہی اس باب میں دستیاب
ہو سکتے ہیں جنکے ملاحظے سے تعلیم و تہذیب مستفید صاحب عقل سلیم کے

بخوبی تائمر متصور ہے لیکن مسئلہ رخصت و اباحت زوج حیوانات اس کے
دلائل عقلی کا کوئی رسالہ شہود البتہ نظر نہیں گذرا جس کے ذریعے سے کسی معترض
کو جواب باصواب دیا جائے یا کسی شاک متروک کاشفی و اطمینان خاطر کیا جا
اور ہر چند کہ ہدایت تو منکرین کی بدون حکم و ارادہ الہی کے کسی سے بھی
نہیں ہو سکتی لیکن نیت خیر اور قصد ثواب سے جو کام کیا جائے اگر تاہم ابراہیم
کبھی ضائع نہیں ہوتا پس اگر بیان وجوہ و دلائل عقلی اور مل اعتراضات زوج
میں ایک رسالہ مختصر لکھا جائے تو خالی ابر و ثواب سے کیسے طبع نہیں ہوا
شاید کہ خداوند موفیق حقیقی اس رسالے کے سبب سے بابو صاحب کو
راہ ہدایت پر لائے یا آئندہ اور کوئی شخص ہی بعون عنایت خداوندی
توفیق ہدایت پائے پس حصول اس اصل مول کا بھی افضال بجمال خداوند
مجید سے کچھ بعید معلوم نہیں ہوتا ہر گاہ یہ سب بات اس فقیر سراپا تقصیر کی
خاطر فاتر میں بخوبی منتشر ہو گئی تو اسی وقت خاکسار ذرہ بمقدار نے واسطے
تحریر اس رسالہ عجالہ کے دست و قلم کو متوجہ کیا اور توفیق طریق رہنمائی کے
خداوند ہادی بحق منیفض مطلق سے چاہئے ہوا الموفق بالصواب عندہ علم الکتاب

آغاز کلام بہ تہمید بعض مقدمات ضروری الاعلام

قبل ذکر دلائل جواز و استحسان امر فیج اور رد و اعتراض معترضین کے بیان
بعض مقدمات ضروری کا کیا جاتا ہے حضرات ستمان و الاشان کو اول اول
مقدمات کا سن لینا چاہیے مقدمہ اول جاننا چاہیے کہ مباشرت
بفعل فیج و اکل لحم بيشرا لفظ دین اسلام سے بے دخل اصول دارکان

دین متین بلکہ خصوصیات خاصہ دین متین سے بھی نہیں ہر ہر ہانک کہ اگر
 کوئی مسلمان تمام عمر بھی مباشران دونوں افعال کا نہ تو عدم اشتغال
 و استعمال افعال مذکورہ کے سبب وہ شخص ملت اسلام سے کسی طرح خارج
 نہیں ہو سکتا بلکہ یہ عدم اشتغال و استعمال ان دونوں افعال کا اس کے کمال
 اتقا اور دینداری میں بھی کسی طرح خارج نہیں ہو سکتا پس ہم مذکور ایسے ایک امر
 سے جو کہ حقیقت دین اسلام سے درحقیقت ایک شے علیحدہ ہر اور کچھ خصوصیات
 خاصہ بھی دین اسلام کے ساتھ نہیں رکھتا نفس حقیقت
 دین اسلام کو مقدوح و نامحسوس جاننا کسی طرح اقتضائے عقل و
 انصاف نہیں ہر تقاضائے عقل و انصاف تو یہ ہر کہ دریافت حقیقت
 و استحسان دین اسلام کے واسطے اول اس کے اصول و ارکان کی طرف
 نظر کریں پھر تمام فروع و لوازم و خصوصیات خاصہ کو بچشم عقل و انصاف
 دیکھیں رہے وہ امور کہ حقیقت دین اسلام سے تو خارج ہیں اور شہابط
 یا خصوصیات خاصہ دین اسلام میں داخل نہیں ایسے امور کے سبب
 دین اسلام کو مقدوح اور مطروح سمجھنا عقل سے بھی بعید ہر اور انصاف سے
 بھی خلاف بلکہ کمال تقاضائے عقل و انصاف تو درحقیقت متفقہاً سب
 کا ہر کہ ہر گاہ تمام اصول دین متین بادلہ قاطعہ و حجج ساحلہ ثابت و متحقق
 ہو جائیں تو خود اگر فروع و خصوصیات خاصہ دین متین میں بھی سمجھنا کسی
 ایک خبری خاص کا مشکل و دشوار یا بظاہر خلاف عقل و اعتبار ہو تو ایک
 فرع خبری خاص کے فہم میں نہ آنے سے یا بظاہر خلاف عقل و اعتبار

پائے جانے سے اوس دین محقق و مدلل کو جسکے اولہ اصول تمام مسلم
 و مقبول ہو چکے ہوں مقصود باننا اور مورد طعن و تشنیع گردانا ہرگز نہیں
 چاہیے کیونکہ اصل اعتبار اصول کا ہر نہ فرغ کا علاوہ اسکے اگر کسی دین یا
 آئین کے تمام احکام مقبول و معقول ہوں اور احیانا اوس دین و آئین
 میں ایک دو حکم ایسے بھی پائے جائیں جسکا سمجھ میں آنا دشوار ہو یا
 بظاہر خلاف عقل و اعتبار ہو تو اون بعض شہاذ احکام کے سمجھ میں نہ آئے
 سے یا بظاہر خلاف عقل و اعتبار پائے جانے سے وہ دین و آئین قطع نظر
 از اعتبار اولہ اصول بھی نامقبول اور غیر معقول تو نزدیک عقلا کے نہیں
 ہو سکتا خیال کرو کہ اگر کسی عالم گمانہ یا شاعر اوستا دزمانہ نے کوئی کتاب
 لاجواب یا دیوان بلاغت عنوان ایسا تصنیف کیا ہو جسکے تمام مضامین
 لطافت قرین اور اشعار آبدار نہایت مقبول اور پسندوار ہوں اب
 عقول ہوں لیکن احیانا بعض مضمون کتاب نایاب کے یا دو چار شعرا
 اوس دیوان لاجواب کے فہم عقل ظاہر سے دور و مستور بھی واقع ہو
 ہوں تو کیا دستور عقلا یہ ہے کہ اون بعض مضامین کتاب نایاب اور چند شعرا
 دیوان لاجواب کو عدم درک کے سبب سے نامقبول اور غیر معقول گنا
 کریں چہ جائے کہ اون بعض مضامین و ابیات کے سبب سے تمام کتاب
 اور دیوان لاجواب کو نامین اور مردود و ناپسند جانیں پس اگر مسئلہ ذبح
 حملہ احکام مخصوصہ دین اسلام سے بھی فرض کیا جائے اور وجہ اسکی اہل ظاہر
 کے فہم قاصر میں نہ آئے تو بھی عدم فہم کے سبب سے اس خبری خاص

کو نامقبول یا اسکے باعث سے اور تمام احکام مسئلہ دین متین کو ناسلم
 اور غیر معقول جاننا کسی طرح سزاوار عقل و عمت بار نہیں ہر
 مقصد مدہ دوم قبل بحث دلائل جواز عدم جواز ذبح کے جاننا
 اس بات کا بھی ضروری کہ منکرین جوامر ذبح کو سخت نامناسب اور فعل
 مذموم سمجھتے ہیں یہ سمجھنا انکام صرف باقتضا سے رقت جنسیت اور قیاب
 کرنے جانوں جملہ حیوانات کے اور پر جان غریز اپنے کے ہوا کرتا ہی معند
 سخت نامناسب اور مذموم سمجھنا فعل ذبح کا چاروں جانوں سے خالی نہیں ہو
 وجہ اول مثلاً کسی مصنوع الہی کا وجہ دوم جانور کھنا صدقہ حرمان
 متبع بقیہ حیات کا کسی جاندار پر وجہ سوم تجویز نفس محرومی جاندار متبع بقیہ
 حیات ستارے وجہ چہارم ایصال تکلیف اشد ذبح کا جاندار غیر مخلوق
 پر ہر گاہ یہ چاروں وجہیں نامناسب ہونے امر ذبح کے بیان کی گئیں تو اب
 اس بات کا دریافت کرنا ضروری کہ آیا یہ چاروں وجہ نامناسب ہونے
 کے قتل نفس انسانی اور نفس حیوانی دونوں میں برابر تصور ہیں یا کیا پس
 اس امر کے دریافت کرنے کے واسطے بیان ان چاروں وجہ کا علم
 علمائے شافعیہ اما وجہ اول پس مخفی نہ ہے کہ مثلاً کسی مصنوع آلہ
 کا اس سبب کو ناجائز ہی نہیں کہ خداوند تبارک و تعالیٰ کو اس کے مٹانے
 سے کچھ ضرر و نقصان نفوذ باللہ منہا پہونچتا ہو یا اس کے خزانہ مخلوقات میں
 کسی ایک چیز یا بہت سی چیزوں کے معدوم ہونے سے کمی اور خسارہ کی
 صورت پیدا ہوتی ہو یا یہ کہ جس طرح آدمی کسی چیز کی صنعت میں کمال و ترقی

اور مشقت اور ٹھٹھائے میں اسی طرح خداوند تعالیٰ کو بھی اوس کے بنانے میں دقت اور مشقت ہوئی تھی لہذا مٹا دینے اوس مصنوع سے تفسیع اوس وقت اور مشقت کی لازم آتی ہے یا صالح حقیقی کو اوس جاندار کا بار درگ پر پیدا کرنا ممکن نہیں یا ساتھ امکان کے مشقت طلب ہے ان صورتوں میں سے تو کوئی صورت بھی اس جگہ کی طرح تصور نہیں ہو سکتی ہاں اس قدر قباحت اس مٹانے میں عقلاً البتہ بظاہر لازم آتی ہے کہ خداوند عالم نے ہر گاہ کسی چیز کو اپنی مشیت اور کمال صنعت اور قدرت سے بنایا اور خلق فرمایا تو انسان کو اوس مصنوع قدرت کا مشا دینا کب سزاوار ہے جاوہ عقل و ادب سے تو یہ امر بالضرورہ و معلوم ہوتا ہے کیونکہ اوس خالق حقیقی نے تو ایک چیز کو اپنی مشیت و قدرت سے بنایا دوسرا کوئی مخلوق جو اوسکو مشا دے تو یہ مٹانا اوس کا خلاف مرضیات حضرت خالق کائنات ضرور ہوگا علاوہ اس کے جو جو حکمتیں اور مصلحتیں اوس کے پیدا کرنے میں رکھی گئی ہیں اودن حکمتوں اور مصلحتوں کا مٹانا بھی ضرور ہی لازم آئے گا پس جبکہ اصل منشاء اس ہے کہ قباحت کا معلوم ہوا تو جانتا چاہیے کہ اگرچہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ جملہ اشیاء اس عالم کی حکم و مشیت خداوندی ہی سے پیدا ہوئی ہیں اور جو کسی شے کا حکم و مشیت سے خالی نہیں پیدا کیا گیا لیکن جس طرح پیدا ہونا ہر شے کا حکم و مشیت سے ہے اور خالی حکمت و مصلحت سے نہیں ہوتا اسی طرح ہلاک ہونا بھی ہر شے کا اوسی خداوند حقیقی کے حکم و مشیت سے ہے اور خالی حکمت اور مصلحت سے بھی ہرگز نہیں ہوتا اور اگر اہلاک ان

تمام مخلوقات کا خالی حکمت اور مصلحت سے کہا جائے تو قول محقق فعل حکم
 لا یخلو عن حکمتہ کا ابطال ضرور لازم آئے علاوہ اسکے یہ بات بھی اپنی جگہ پر
 تحقیق تہا مقرر ہو چکی ہے کہ خداوند عالم نے جملہ اشیا کو اس جہان میں واسطے
 منافع اور مصالح ذاتی نوع انسان ہی کے خلق کیا ہے اور محتاج ہونے
 انسان کے طرف ان جملہ اشیا کے حکم عقلی اور اختیار قدرتی دخل و تصرف
 جملہ اشیا کا انسان کو دیا ہے پس اس صورت میں جس طرح نوع انسان کو اپنے
 منافع ذاتی کے واسطے پیدا ہونے تمام انواع مخلوقات کی طرف احتیاج ہے
 اسی طرح ان سب انواع کی ہلاکت و انعدام کی طرف بھی ضرور ہی احتیاج ہے
 بلکہ پیدا ہونے اکثر انواع سے مستلک منعدم ہو جانا اور نکاح تصرف و ارتفاع
 ذاتی انسان کی واسطے یہی عین مقصود ہے جو یہی عدم حقیقت اور نکاح اصل سبب وجود
 ہے دیکھو اوس صانع بچوں نے کیسی کیسی اشیا عجیب و غریب نباتات و معدنیات و حیوانات
 میں خلق فرمائی ہیں کیا کیا صنعتیں اوس خلاق بیشہ و نمونے ان سب اشیا کے
 خلق کی واسطے ظہور میں آئی ہیں اور بالآخر تمام عجائب قدرت کی خوبی صنعت کا
 ہال اور مرتبہ کمان حکم تحقیق حقیق ہی ہے کہ حضرت انسان ان سب اشیا کو اپنے دخل
 و تصرف میں لائے اور قسم قسم کے منافع ذاتی ہر ایک نوع کے دخل و تصرف سے پائے
 اور فوائد و غمرات اٹھائے پس اگر مٹانا جملہ اشیا ہی مصنوع قدرت کا مطلقاً
 خلاف مرضیات حضرت خالق کائنات ہوتا تو دخل و تصرف انسان کا نباتات
 و معدنیات میں بھی کب جائز نظر آتا کیونکہ ان سب تصرفات میں قطع اور بڑے
 اور تبدیل و تغیر اور بالآخر محو و معدوم کر دینا ہر ایک شے یا اکثر اشیا کا تو ضرور ہے

لازم ہوتا ہے بلکہ تصرف تام نام اسی منتقل اور محو و منعدم کر دینے کا کہنا ہے اور بدون اس تصرف تام کے انسان کی ضرورتوں کا سر انجام کسی طرح پر تصور نہیں ہو سکتا۔ ہا یہ کہنا کہ ایسا تصرف جو کہ محو اور منعدم کر دینے کا سبب ہو نباتات و معدنیات وغیرہ میں جائز حیوانات میں جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ نفس نسبت مصنوعیت کے سبب سے تو ایسا تفاوت ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ جس طرح نباتات و معدنیات مخلوق و مصنوع اور اس صانع حقیقی کے بین او سطر حیوانات بھی مخلوق و مصنوع ہیں اور یہ بات بھی نہیں کہ ایک نوع کا خلق آنا خداوند صانع حقیقی پر آسان اور دوسرے نوع کا خلق دشوار و کربنا رہے پس مصنوع و مقدور ہونے کی نسبت سے تو جبکہ انواع مخلوقات ایک ہی مرتبہ میں برابر تصور ہیں ہاں اگر اس سبب سے یہ تفاوت قرار دیا جائے کہ نباتات و معدنیات کے تصرف میں کچھ سطح کی ایذا و کمزوری ہو تو اور حیوان ذی روح کے تصرف میں متاثری ہو تو اس کا منورہ ہر اس وجہ سے تفاوت ہونا ان دونوں تصرفات میں در صورت عدم قول باثبات جس نباتات جیسا کہ مذہب بعض حکما کا ہے البتہ مسلم لیکن آل عدم تجویز تصرف تمغنیہ کا اس تقدیر پر عدم جواز تفسیر و تصرف مصنوع کی طرف راجع ہوا بلکہ صرف تاثری ذی روح کے سبب سے یہ تصرف ناجائز ٹھہرا پس درحقیقت آل عدم جواز کا اس صورت میں راجع ہوا طرف وجہ راجع کے وجوہ اربعہ مذکورہ بالا سے نہ طرف اول یعنی عدم جواز ہر بین مصنوع کے اور بیان وجہ راجع کا آگے چلکے معلوم ہو گا علاوہ اسکے

آگے چلکے یہ بات بھی تبصریح و توضیح تمام معلوم ہو جائیگی کہ ضرورت اور
 مصلحت کی نظر سے تو خود بعض افراد انسانی کا معدوم و مہدوم کرنا بھی
 جائز بلکہ واجب ہو جایا کرتا ہے پس ہر گاہ عدم جواز ہر مینان مصنوع کی نظر
 سے خود نفس شرف انسانی کا شاننا بھی مطلقاً ناجائز نہیں ٹھہرا تو ہر نفور
 حیوانیہ کا عدم جواز اس وجہ سے کب مطلقاً سزاوار قبول ارباب عقول ہو
 بلکہ جن وجوہ و ضرورات کے سبب سے ہم وجود انسان عقلاً جائز ہے
 ہم وجود حیوان تو اون مراتب سے کمتر مرتبہ پر بھی عقلاً مجوز ہو سکے گا
 اما وجہ دوم یعنی جائز رکھنا صدئہ مران متع بقیہ حیات کا کسی جاندار
 پر یہ وجہ تو عقلاً فوج حیوانات میں کیسے طرح پرستھو رہی نہیں کیونکہ ایسا
 صدمہ اور تاسف عقلاً مخصوص ہے ساتھ اس جاندار کے کہ مددک ہو
 حیوانات غیر مددک کو حقوق ایسے صدمے اور تاسف کا کب ہو سکتا ہے
 اسحق صدئہ عقلی جو کہ عظم داشتہ اسام صدمات سے ہے اور اس قسم صدمہ اشت
 تو حیوانات بالکل مامون و موعون ہے پیدا کیے گئے ہیں رہا صدئہ
 اس صدئہ قسم غیر اشت سے جس قدر حصہ حیوانات بحکم عقل و فطر مقرر ثابت
 ہوا ہے حقیقت اسکی آگے چلکر بخوبی واضح کی جاے گی
 اما وجہ سوم یعنی تجویز نفس محدودی جاندار متع بقیہ حیات مستعار است
 بیان اسکا یہ ہے کہ قطع کرنا سلسلہ انقطاع کنسی متع کا مطلقاً تو محذور اور
 خلاف عقل شہور ہی نہیں والا چاہیے تھا کہ نفس نباتات و اشجار بھی عقلاً
 ناجائز ہوتا کس واسطے کہ تمتعات نشو و نما اور تغذیہ و تنمییہ کے قوانینات

واشجار کے واسطے بھی بالبدایہ ثابت ہیں ساتھ اسکے منقطع کرنا سلسلہ
 متع نباتات واشجار کا اور محروم رکھنا اونکو اس متع سے کسی عاقل کے
 نزدیک محذور اور خلاف عقل و شعور نہیں ہے اور وجہ اسکی سوا اسکے اور
 کچھ معلوم نہیں ہوتی کہ چونکہ نباتات میں قوت ادراک علیٰ الہدیب لاصح
 پائی نہیں جاتی لہذا قطع کرنا اونکے سلسلہ متع کا کسی عاقل کے نزدیک
 دوسرے محذور اور خلاف انصاف نہیں سمجھا گیا پس معلوم ہوا کہ محذور و
 نامحذور ہونے قطع سلسلہ متع کا مدار اعتبار صرف اوپر ثبوت ادراک
 عدم ادراک اوس متع کے ہوا کرتا ہے ہر گاہ یہ بات مقرر ہو چکی تو اب
 کیفیت درک حیوانات کو اور اونکے حلالہ امتاع متع کو دریافت کرنا چاہتا
 ہوں کہ محذور یا محذور ہونا قطع سلسلہ متع حیوانات کا اوس تحقیق سے بخوبی
 معلوم ہو جائے اور جو قدر تفاوت درمیان سلسلہ متع حیوان اور
 سلسلہ متع انسان کے واقع ہے وہ قدر تفاوت بھی بوجہ حسن مفہوم ہوا
 منحنی ہے کہ متع حیوانات کی دو قسمیں ہیں ایک متع نفس وجود و حیات
 دوسرے متع اوسکے اور لوازم استلذات کا لیکن قسم اول یعنی متع نفس وجود
 و حیات پس بیان اوسکا یہ ہے کہ درک و شناخت تو نفس وجود و حیات
 اپنے کی حیوانات کے واسطے ثابت لیکن یہ درک و شناخت حیوانات
 میں عقلی نہیں ہے صرف درک حسی ہے لہذا حیوانات کو اس درک سے یہ بات
 حاصل نہیں ہوتی کہ بسطرح انسان اپنے وجود و حیات کو پہچانتا ہے اور غلہ
 نہایت دیگر سے مقدم اور بالاتر سمجھ کر قدر اوسکی جاننا ہے اور فوق و امتیاز

کرتا ہر درمیان مراتب وجود و عدم کے اسطرح حیوان بھی اپنے وجود
 و حیات کو پہچانے اور جملہ مستلذات و نغای دیگر سے اسی کو مقدم و ^{مغظم}
 جانے اور فرق کرے درمیان مراتب وجود و عدم کے اور اس فرق و امتیاز
 سے نعمت وجود کو غایت درجہ ایک شے عزیز اور نہایت عمدہ پر خیال کئے
 معرض حیوانات کو نفس ادراک اپنے وجود کا اسطرح ہوا کرتا ہر جسطرح انسان کو بعض
 اوقات نفس معرفت اور شناخت کسی شے کی بڑن سحاطہ اسکی بھلائی یا برائی کے اور غرض
 فنا مرغوب ہو نیکی حاصل ہوندا جسقدر منزلت اکل شے بڑے اور تمام مرغوبات اور مستلذات
 کی حیوانات کو ہوتی ہے اور ان لذائذ مہینے ایک دن لذت کو یہ تمام حیوانات محبوب و مرغوب
 جانتے ہیں نفس نعمت وجود و حیات کی تو قدر منزلت اسقدر بھی انکو نہیں ہوتی
 بلکہ اسکی قدر و منزلت سے تو یہ اصلا واقفیت ہی نہیں رکھتے پس ہر گاہ
 حیوانات نے تنہا نفس وجود اپنے کی قدر و منزلت ہی نہ پہچانی تو زائل کرنا
 ایسی متع کا اونے جسکی قدر و منزلت کا حرک ہر انکو عنایت نہیں ہوا ہر
 مثل زائل کرنے متع اشجار و نباتات کی کچھ محدود اور خلوات عقل و شعور
 ٹھہرا رہا یہ کہنا کہ حیوانات بھی تو اپنی جان کو نہایت عزیز رکھتے ہیں کہ واسطے
 کہ جملہ موزیات اور مضرات سے اپنے تئیں بچانے میں ہر وقت بدل و جان
 کو شان ہار کرتے ہیں اور علی ہذا القیاس طلب منافع کے واسطے بھی کمال
 کوشش اور جوشش انکی ظاہر و باہر ہر جواب اسکا یہ ہر کہ بچانا حیوانات کا
 اپنے تئیں تمام آفات و موزیات سے کچھ باقتضای مدد عقلی اور شناخت
 قدر وجود اپنے کی نہیں ہوتا بلکہ یہ امر ایک اقتضای فطری اور کیفیت طبعی

اضطرابی ہر خلاق مطلق اور حکیم برحق نے یہ اقتضائیں مادہ خوف جان کے
 بچانے کا اصل فطرت ہر ذبیحات میں رکھ دیا ہر عقل و ادراک کی ایک واسطے
 کچھ ضرورت نہیں بلکہ مثل اقتضائی قوت جذب مغناطیس و کھرباکی اس
 اقتضا کو بھی سمجھنا چاہیے خود ذی شعور انسانی میں بھی اس اقتضا کے واسطے
 دخل عقل و ادراک کی ضرورت نہیں ہوتی چہ جائے حیوان اس سطح طلب سنانغ
 میں بھی کوشش کرنا حیوانات کا کچھ سبب درک عقلی اور شناخت قدر و قیمت
 نفس وجود کے نہیں ہوتا بلکہ اس طلب کے واسطے بھی ایک اقتضائی خاص
 غفلت حیوانی میں رکھ دیا گیا ہر اور ہر ایک طلب کی خواہش اس میں اس طرح
 پیدا کی گئی ہے کہ بدون حاصل کرنے اپنے مطلوب کے کسی طرح صبر و قرار
 ہی اوسکو نہیں ہوتا حاصل ان مقضیات خاصہ کے غلبے کے سبب سے
 کوشش کرنا حیوانات کا بلب سنانغ اور دفع مضرات وجود میں کچھ ثبوت محبت
 و قدر والی نفس وجود پر دلیل نہیں ہے اور اسحق کہ پہچانتا قدر نعمت وجود کا
 متضرع ہوا کرتا ہے اور پر درک عقلی کے نہ اور پر درک حسی کے دیکھو جس وقت کوئی
 آدمی مرض جنون کے سبب لای عقل محض ہو جایا کرتا ہے اور اصلاح شائبہ درک
 عقلی کا اوس میں باقی نہیں رہتا تو درک حسی کے ذریعے سے ادراک تو اپنے
 نفس وجود کا اوسکو ضرور ہوتا ہے لیکن قدر منزلت و ذوی حیات کو وہ اوقت
 اصلاح نہیں پہچانتا اور کسی شے اذنی کے برابر بھی اوسکو عزیز نہیں جانتا پس
 جانور کی نسبت بھی شناخت قدر نفس وجود کو قریب قریب اسی کے سمجھنا چاہیے
 یہاں تک بیان قسم اول متع حیوانات کا تھا لیکن متع قسم دوم پس بیان

اوسکا موقوف ہو اور تفصیل اقسام اور شرح مفصل اوسکے کے واضح ہو کہ متع و
 استلذاذ علما و نفوس جو دمیات کے بھی دو قسمین ہیں ایک تنوع اضطرابی و
 تنوع غیر اضطرابی تنوع اضطرابی اوسکو کہتے ہیں کہ جسکا کسب و استحصال
 کسی ضرورت لاحقہ کے سبب سے بنا چاری لازم ہو اور باز رہنا اوسکی طلب
 و تحصیل سے کی طرح ممکن نہ ہو سکے اور تنوع غیر اضطرابی کو بخلاف اسکے یعنی
 صرف نحوہاں اختیار و میلان غیر اضطرابی سمجھنا چاہیے قسم ثانی اعلیٰ
 درجہ تنوع و استلذاذ ہوتا ہے کہ یہی قسم تنوع خاص کیا گیا ہے ساتھ اہل نسبت کے
 یعنی جنت میں کسی لذت کے طلب کے واسطے نہ و اضطراب لاحق نہ ہوگا پس
 کھانینکے اہل جنت اغذیہ لطیفہ اوسکی بدون لاحق ہونے تعلیف و اضطراب
 بھوک کے اور مباشرت کرینگے ساتھ اپنی ازواج کے بدون لاحق ہونے
 تکلیف و اضطراب شہوت نفسانی کے اور ساتھ عدم شوق تکلیف و اضطراب
 غلبہ خواہش کے تلذذ نفسانی جنت کا اعلیٰ درجہ پر ہوگا یہاں اگر کوئی یہ
 اعتراض کرے کہ ہر گاہ غلبہ خواہش ہی نہوا تو مزہ اون استلذات کا کیا
 حاصل ہو سیکے گا کوسوئے کہ ہر ایک چیز کا مزہ صرف غلبہ خواہش ہی کے سبب سے
 ہوا کرتا ہے اور جب قدر غلبہ خواہش زیادہ ہوتا ہے اوسی قدر شوق مطلوب زیادہ تر
 مرغوب ہوتی ہے بدون پیاس کے اگر پانی پین تو کچھ بھی مزہ اوسکا حاصل
 نہیں ہوتا اور اگر حالت تشنگی میں پین تو غلبہ تشنگی بقدر زیادہ تر ہوگا پانی کا
 مزہ بھی اویسے قدر زیادہ تر ہوگا جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ غلبہ اضطراب
 خواہش مولہ میں جو کوئی چیز نہایت مرغوب ہو اکتی ہو تو یہ نہایت مرغوب

ہونا صحت دفع پنج و تخلیف خواہش مولہ کے سبب سے ہوتا ہر نفس
 درک لذت و خوبی مستلذ کی سبب سے پس اوس تلمذ اضطرابی کو اس طرح
 سمجھنا چاہیے جس طرح کسی شخص کے پیٹ میں شدت درد اور پیچ لاجی ہو جس کے
 سبب سے وہ شخص ٹرنے لگے پس اوس وقت کوئی شے اس کو زیادہ اس
 مرغوب نہیں ہوتی کہ کسی طرح وہ تخلیف درد اس کے دفع ہو جائے ہر گاہ وہ
 شخص میت اغلا جاتا ہو اور دفع ریح و فضلات سے اوس درد لاحق میں تسکین
 پاتا ہو تو اوس تسکین کے وقت جیسی کچھ درد اور مکمل تلمذ کی کیفیت اس کو
 حاصل ہوتی ہو اوس حسرت و تلمذ کو خیال کرنا چاہیے کہ جملہ مستلذات و
 مرغوبات بہان سے اوس وقت وہ کیفیت خاص اس کو زیادہ تر پسند
 مرغوب ہوا کرتی ہو حال آنکہ وہ کیفیت الغدام درد کی فی نفسہ کوئی شے تلمذ
 کی نہیں ہوتی اور اگر کوئی شے تلمذ کی ہوتی تو چاہیے تھا کہ قبل کھون درد
 کے بھی باعث تلمذ ضرور ہوتی کس اسطے کہ حالت صحت میں قبل کھون درد
 کے بھی تو یہی حالت آسائش جو کہ بعد سکون درد کے حاصل ہوتی حاصل
 تھی اوس وقت تو ادنی لذت و مسرت بھی اس کی اس شخص کو معلوم نہ ہوتی
 اسی طرح وقت کھون درد کے کسی عضو ظاہری میں زور سے پکڑنا اور دانا
 اوس عضو کا کسر باعث راحت و آسائش کا ہوتا ہو حال آنکہ بدون کھون
 درد کے اوس طرح زور سے پکڑنا اور دانا اصلاً موجب راحت و آسائش کا
 نہیں ہوتا بلکہ موجب کسی تددانہ اور تکلیف کا ہو لہذا ہر یا وقت غلبہ ظہار
 کے کھجلا نا بدن کا لذت اس کھجلا نے کی جیسی کچھ ہر پر ظاہر حال آنکہ کھجلا نا

فی نفسہ کوئی چیز تِلْذُذِی نہیں ہے بلکہ درحقیقت تو وہ ایک موزی اور مکلف شے
 ہے اگر مومن خارش کے کسی محل بدن کو کھجلائیں تو غیبت مکلف و ناگوار ہو
 مگر صرف دفع تکلیف مولہ خارش کے سبب جس قدر لذت اس امر غیر مرغوب
 کی ہو اگر قی ہے بیان اسکا نہیں ہو سکتا پس حالت غلبہ خواہش مولہ میں نہایت
 مرغوب معلوم ہونا کسی شے کا صرف دفع رنج و تکلیف کے سبب ہو اگر تا بہر سبب
 نفس تِلْذُذِی شے مطلوب کے نفس تِلْذُذِی شے مطلوب تو غلبہ خواہش مولہ کے سبب
 مغلوب بلکہ مسلوب ہے ہو جایا کرتا ہے دیکھو شدت غلبہ جوع کے وقت کیسی ہی
 کوئی بد مزہ اور نالائق شے کھا لی جائے نہایت مرغوب معلوم ہوتی ہے اصل بارائی
 یا بد مزگی اسکی ظاہر نہیں ہوتی اتنی جملہ مرغوبات جہان کا اصل ذائقہ اور
 مزہ حالت اختیار اور عدم حقوق اضطراری میں دریافت کرنا چاہیے والا غلبہ
 اضطرار خواہش تو درحقیقت مانع ادا کا اصل ذائقہ کا ہو اگر تا ہے اور محصل کلام
 اس مقام میں یہ ہے کہ اگرچہ نفس خواہش تو تمتع غیر اضطراری میں بھی ضرور ہوتی ہے
 لیکن خواہش کچھ خواہش تمتع اضطراری کی طرح ایسی غالب نہیں ہوتی کہ باز نہ آ
 اوس سے کسی طرح ممکن نہ ہو سکے اور ساتھ عدم غلبہ خواہش مذکور کے بھی تِلْذُذِی
 تمتع غیر اضطراری کا اعلیٰ مراتب تِلْذُذِی ہو اگر تا ہے جس طرح تِلْذُذِی مودہ انبہ وغیرہ
 کہ باوجود غالب اضطراری نہ ہونے خواہش مودہ مذکور کے تِلْذُذِی
 اوسکا اعلیٰ مراتب تِلْذُذِی ہے پس اصل تِلْذُذِی او وہ میں امتیاز تِلْذُذِی اس تِلْذُذِی تمتع
 غیر اضطراری ہی کو سمجھنا چاہیے کہ ادراک اسکے کمال خوبی اور مرغوبی کا کچھ
 بسبب دفع الم خواہش مولہ اضطراری نہیں ہوتا بلکہ اصل درک لذت شے

مطلوب مرغوب کے سبب سے ہوا کرتا ہے ہر گاہ اصل ماہیت اور کیفیت
 تمتع اضطراری اور غیر اضطراری کی معلوم کی تو اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ
 چونکہ حصول تلمذ تمتع اضطراری کا صرف حدوث و اندام حالت احتیاج و اضطرار
 کے سبب سے ہوا کرتا ہے نہ بدون اس کے لہذا باز رکھنا کسی تمتع کا اس تلمذ
 سے دو طریق پر مقرر ہے ایک یہ کہ حالت احتیاج اور اضطرار کی باقی رہے
 اور ساتھ باقی رہنے اس احتیاج کے تمتع شے مطلوب و محتاج الیہ سے باز رہنے
 جس طرح باز رکھنا کھجانے سے باوجود موجود رہنے غلبہ خارش کے دوسرے
 یہ کہ اصل حالت احتیاج کی باقی نہ رہنے یا باقی نہ رکھنے کے ساتھ اس
 تمتع سے باز رکھیں جس طرح باز رکھنا کسی صاحب خارش کا کھجانے سے ساتھ
 دفع ہونے یا دفع کرنے اصل مادہ خارش کے پس ظلم اور بیرحمی اگر تصور ہے
 تو صورت اول میں ہر نہ صورت ثانی میں کیونکہ ہر گاہ اصل منشاء اضطرار ہی کا
 باقی نہ ہا تو باز رکھنا تمتع اضطراری سے ظلم اور بیرحمی کب بظاہر بعد سننے اس
 تمام متبہد کے مخفی نہ رہے کہ اغلب تمتعات اور اصل اصول تمتعات جملہ
 حیوانوں کے اضطراری ہیں نہ اختیاری کس واسطے کہ کھانا پینا گھنا موتنا
 یہی سب تمتعات اضطراری ہیں جنہیں تمام حیوانات شب و روز مشغول
 منہمک ہا کرتے ہیں پس ایسے تمتعات اضطراری سے باز رکھنا حیوانات کا
 اگر اس طرح ہو کہ ساتھ باقی رہنے کیفیت اضطرار کے ان تمتعات سے باز
 رکھیں اور ترسائیں جس طرح باز رکھنا کسی بھوکے پیاسے جانور کا تمتع اکل و
 شرب سے ساتھ باوجود اور باقی رہنے کیفیت احتیاج و اضطرار کے

اس طرح کا محروم رکھنا تمتع مطلوب سے البتہ نہایت معیوب ہے اور موجب ظلم اور بے رحمی کا ستر تصور ہو سکتا ہے رہا باز رکھنا ایسے تمتعات اضطراری سے دوسرے طریق پر یعنی یہ کہ حاصل مادہ اضطراری باقی رہے جس طرح کہ ساتھ دفع ہونے یا دفع کرنے اصل خواہش و اضطرار جوع و عطش کے تمتع اکل و شرب سے کسی جاندار کو باز رکھیں یہ باز رکھنا عقلاً ظلم اور بے رحمی کسی طرح نہیں ہو سکتا اور اس قسم باز رکھنے میں کچھ کیسے طرح کا اصلاح و آزار کسی جاندار کو نہیں پہنچتا یہ سب تو بیان جواز و عدم جواز قطع سلسلہ تمتع اضطراری کا تھا باقی رہا تمتع غیر اضطراری اگرچہ ایک قسم تمتع غیر اضطراری کی بھی حیوانات میں پائی تو جاتی ہے جس طرح کو دنا اول کیل کرنا چوپایوں کا یا خوشی کے ساتھ سبزہ زاروں میں اوڑھتے ہوئے پھر ناطیوں کا ایسے تمتعات تو حیوانات میں بھی غیر اضطراری اور قبل تمتعات اختیاری سے ہوا کرتی ہیں لیکن اول تو خود اس قسم کی تمتعات ہی حیوانات میں نہایت کم ہیں علاوہ اسکے خواہش اکل و شرب وغیرہ مقتضیات اضطراری کا غالبہ حیوانات میں اس قدر زیادہ تر رکھا گیا ہے کہ جسکے روبرو تمتعات غیر اضطراری کا ظہور ان میں نہایت کم بلکہ کالعدم سمجھنا چاہیے اور با اینہم قسم تمتعات غیر اضطراری سے تو باز رکھنا حیوانات کا انسان کے واسطے بضرورت اپنے فوائد اور منافع ذاتی کے بالاتفاق حلاً عقلاً جائز ہی سمجھ چکا ہے چنانچہ باندھ کر رکھنا جانوروں کا لہذا بہ سبب قید و بند کے محروم رکھنا ان کو کوڈنے اور کیل کرنے سے اور باندھ رکھنا ان کے بچے ہائے شیر خوار کا قرب و مجاورت مادہ سے واسطے بچانے شیر کے یہ سب کام با بحث و کلام

مقبول بلکہ معمول جملہ عقلای انام کے ہو چکے ہیں پس جس طرح حالت زندگی حیوانا
 میں باز رکھنا اور نکالا اس قسم تمتعات غیر اضطراری سے انسان کے واسطے
 جائز قرار دیا گیا اسی طرح فوج کرنے کے ساتھ بھی باز رکھنا اور نکالا اس قسم تمتعات
 سے بلاشبہ جائز ہی ٹھہرا بلکہ حالت زندگی میں تو ان کو اس قسم تمتع سے
 باز رکھنا بہ نسبت اس دوسری صورت کے نہایت اشد ہے کیونکہ اس حالت میں
 جیتے جی ترسانا حیوانات کا اس قسم استلذات سے ہوا کرتا ہے بخلاف اس صورت
 دوم کے کہ جیتے جی ترسانا اور نکالا لازم نہیں آتا اس حاصل بوجہ مصروفہ کو قیاس
 کرنا سلسلہ تمتعات حیوانی کا اور پر سلسلہ تمتعات انسانی کے کسی طرح سزاوار
 قبول ارباب عقول نہیں ہو سکتا علاوہ اسکے نوع انسان کو سوا ان تمتعات
 فانی جسمانی کے تمتعات باقی نفسانی بھی سزاوار نہ ثابت ہیں پس بسبب اسکے
 کہ تمتعات عقلی و نفسانی نوع انسانی کے اعلیٰ قسم تمتعات سے ہیں اور وہ
 سب تمتعات ساتھ بقا سے نفس نامطلقہ کے باقی دائمی ہوا کرتی ہیں نہ مثل
 تمتعات جسمانی کے فانی الی لہذا بسبب مامول ہونے حصول تممتعات
 عمدہ اور باقی کے یا محتمل ہونے ظہور و صدور اور نفع تمام اور فوائد عام کے
 جنکے آثار و اطوار ہمیشہ کے واسطے یا بہت مدتوں کے لیے اس جہان فانی
 میں باقی ہو سکتے ہیں ہر ایک بخلہ بقا سے حیات اور حصول تمتعات انسانی
 کا نہایت ہی عزیز اور کمال درجہ بیش بہا چیز ہے جو محکمہ ہر سال زندگی حیوان
 پر ایک لمحہ حیات انسان ضعیف البنیان کا تفوق و ترجیح صریح رکھتا ہے +
 اما وجہ چہارم یعنی تکلیف فوج پس اب بیان اس کی حقیقت کا سننا چاہیے

یہ بات تو ظاہر ہے کہ کارخانہ تقدیر خداوند قدیر میں ہمارا مختصر جملہ کاروبار
 انسانی کا اور خلق انواع حیوانات ہی کے مقدار اور مقرر رکھا گیا ہے اور نوع
 انسان ضعیف البنیان غایت درجہ عاجز پیدا کی گئی ہے اپنے کارہے
 ضروریہ کے رد اور اجراء میں طرف انواع حیوانات کے علاوہ اسکے یہ امر
 بھی کسی طرح مخفی نہیں کہ ہر انتفاع اور کارروائی انسان کی حیوانات سے
 موقوف ہو کر رہی ہے اور پر تکلیف وہی اور سب رسائی حیوانات کے کیونکہ بڑے
 تکلیف دہی اور سب رسائی حیوانات کے تو اسکا کوئی کام بھی سرانجام نہیں لے سکتا
 یعنی تا وقتیکہ انسان حیوانات کو مقید و محبوس نہ رکھے اور بلوں میں تمام تمام
 جوتے اور نر لوں میں سوار ہو کر تمام تمام دن ہانکنے اور دوڑانے کی تکلیف
 نڈسے اور منوں بار اپنا اور اپنے تمام حوائج و ضروریات کا ادھر نہ لادے اور
 ان تمام مشقتوں سے شافہ کے لینے میں تمام تمام وزوز و ضرب بکرتا رہے
 اور اوقات ضرورت میں ہر محم ہو کر سبستی تمام مار مار کر اونکو نہ ڈوڑائے اور شدت
 سب تاب اور تعب و مشقت مجید و حساب سے عرق اونکو نہ دیکارے تو
 حصول مطلب اور اجراء کا راون سب حیوانات سے سراسر محال و دشوار ہے
 لہذا اسی مصلحت اور ضرورت کی نظر سے حضرت حکیم مطلق اوصاف برحق نے
 اپنی حکمت بالغہ کے اقتضا سے ایسی تدبیر قدرت کی کے ساتھ ان حیوانات کو
 خلق فرمایا ہے کہ تو اسے مدد کرے کہ تو ان حیوانات کی بہ نسبت انسان کے نسبتاً
 کمزور و ضعیف کس خلق فرمایا اور بعض اسکے انکی قوت طبعی اور مزاجی کو
 بہ نسبت انسان کے غایت درجہ قوی اور مضبوط بنایا تاکہ جس وقت انسان

اونکو اپنے منافع اور ضرورت کے واسطے تکلیف دہی اور بیخ راہی کرنا چاہیے
 تو اول تو بسبب ضعف اور کمزوری قوت حاصلہ کے اُنکو حصہ و درک ہی ادا نہ
 شدائد و تکالیف کا چندان نہ ہو دوم اگر تکالیف کا احساس بھی ہو تو بسبب قوت
 طبعی اور مزاجی کے بقدر احساس بیخ و تکلیف کا ہوا و سکون بخوبی اوستائیں اور
 شدائد و تکالیف لاحقہ کو چندان خیال میں نہ لائیں پس یہی حکمت بالہ کلیم مطلق
 کا سبب ہے کہ حیوانات کیسے کیسے شدائد و تکالیف پاتے ہیں اور کیا کیا زور و زور
 نیا دیتاں انسانوں کی اوستائے ہیں آدمی کیسا ہی مضبوط اور جفاکش کیوں
 نہ ہو اگر عشرت شہیہ بھی ادا نہ شدائد و تکالیف کا پائے اور کئی از ہزار زندگی
 از بس یا رہی ادا نہ مشقتوں میں سے اوستائے تو غالباً ایک ہی دور و زور
 میں ادا نہ شدائد و تکالیف سے جانبر نہ ہو سکے اور بھلا یہ شدائد و تکالیف
 تو حیوانات پر صرف نوع انسان کے زور اور زبردستی کے سبب سے
 ذکر کی گئیں قطع نظر ان شدائد و تکالیف کے بھی فی نفسہ جو کچھ سامان
 خلقی معیشت و زندگی حیوانات کا مقرر ہے وہ خود بہ نسبت سامان معیشت
 نوع انسان کے اس قدر سخت تر اور درشت تر واقع ہوا ہے کہ اگر انسان
 اوس قسم سامان معیشت کے ساتھ زندگی کرنا چاہے تو کی طرح اوس
 ممکن ہی نہ ہو سکے جو جو وجوہ و اسباب کہ حیوانات کے واسطے سراسر
 موجب آسائش و آرام ہیں انسان کے حق میں وہی وجوہ و اسباب
 سراسر باعث تعب و ایلام ہیں دیکھیے اصل مدار سکونت و قرار حیوانات کا کچھ
 ادا نہ قصد و ایوانات پر جو کہ صدقات حر و برد و غیرہ آفات ارضی و سماوی

سے بچا سکیں نہیں رکھا گیا نہ پہننا لباس و افنج و ضرر کا اونکے واسطے
مقرر ہوا پس اہل وضع خلقی اونکی معیشت کی اکثر اسی طرح پر مقرر ہے کہ جسم و بدن
کے ساتھ بنا تصور و مکانات کے باسائش تمام بسر کرنے میں نہ شدت
تمازت آفتاب چند ان اونکو ستاتی ہے نہ تکلیف ایام بہت و برداور صعوبت
جو اسی سرور سے جان سخت اونکی چند ان بچ و ضرر اور ٹھانی ہے انسان ضعیف اگر
اس طرح پر بسر کرنا چاہے تو نہایت دشواری اور خارج اوسکے جیڑ اختیار سے ہے
علیٰ ہذا القیاس قوای شامہ اور ذائقہ میں بھی حیوان اور انسان کے اتنا
بعد و تفاوت رکھ دیا ہے اور اس درجہ فرق و امتیاز مقرر کیا ہے کہ انسان کو کسی
نہایت متعفن جگہ پر ایک دم ٹھہرنا یا کسی نہایت تلخ اور بد مزہ چیز کا اندک چکنا
اور زبان پر رکھنا موجب اذیت جانی اور باعث تکلیف روحانی کا ہوا کرتا ہے
بخلات جانوروں کے کہ اگر کیسی ہی بدبو اور متعفن جگہ پر گذرین یا ٹھہرین وہ
تعفن و بدبو کی اصلا پر واجب اونکو نہیں ہوتی بلکہ اکثر بدبو دار چیزیں تو خود جو
اصلی ان جانوروں کی مقرر ہوئی ہیں اسی طرح جو جراثیم و نباتات تلخ و بدبو
خرداک مرغوب اور غذا سے مطلوب جانوروں کی واقع ہوئی ہیں انسان لطیف المزاج
کو تو ذرا چکنا اور زبان پر رکھنا بھی اونکا دشوار اور غائب چیز اختیار ہے اور قوت
لمس میں تو بین انسان اور حیوانات کے اس قدر تفاوت شدید اور بے حد
واقع ہوا ہے کہ جن جن خدو حوض کو حیوانات شل مخلوقے بے دود کے کھاتے ہیں
انسان ضعیف لطیف اگر ایک لقمہ بھی اونکا کھائے تو کھل سختی اور تیزی اور
خشونت کے بب سے خلق و دہان ہی اس بچا سے کا پھٹ جائے

اور یقین ہے کہ ایک ہی دو ائمہ میں خود ماندہ زندگی سے ہاتھ اٹھائے
 جانور جس نرس کے ساتھ مارا ہے خشک کو مثل طوطے ترکے کھاتے ہیں
 انسان لطیف و ضعیف تو کچے آناج کو بھی اوس طرح بے تحلف محض نہیں
 کھا سکتا اسحق اصل سبب ان تمام تفاوت اقیازات شدید کا مابین انسان
 اور دیگر حیوانات کے یہی ہے کہ جانور دن کو خداوند علیم حکیم نے بہ نسبت نوع
 انسان کے نہایت قوی الطبع اور ضعیف اس خلق فرمایا ہے اور چونکہ خلقت
 جانور کی مثل انسان کے مدنی الطبع مقرر نہیں کی گئی اور قوت کتساب
 صنائع وغیرہ کی بھی ان کو نہیں دی گئی لہذا اگر خداوند علیم حکیم اس طرح قوی الطبع
 اور ضعیف اس او کو خلق فرماتا تو بسر ہونا او کی زندگی گانی کا جس طرح برکہ مقرر
 ہے سخت اشکال بلکہ سر حال ہو جاتا پس درحقیقت حکمت مقتضی اسی بات کی
 تھی کہ کمال قوت تحمل شدائد و تکالیف کی حیوانات کو دی جائے اور اصل
 خلقت ان کے درک آلام و اذیات میں بہ نسبت انسان کے نہایت ضعیف اس
 مقرر کیا جائے اس حاصل غایت ضعیف اس اور قوی الطبع ہونا حیوانات کا
 تو درک و احساس جملہ انواع و اقسام میں بالبدانہ ثابت اور تحقیق ہے پس
 ہر گاہ اور تمام اقسام شدائد و تکالیف کے ادراک میں مابین نوع انسان
 اور حیوانات کے بون بعید اور تفاوت شدید ثابت ہوا تو درک و احساس
 تکلیف و بیچ میں بھی تفاوت شدید اور بون بعید ہونا ضرور ہی مسلم ٹھہرا کہ سوا
 کہ اصل مدار و انحصار قوت اور حدت احساس جملہ مفرجات و مولات کا
 حدت و قوت الذہن پر رکھا گیا ہے نہ فقط النفس فی روح یا ذی حس ہونے پر

کیونکہ نفس ذی روح ہونے کے واسطے تو خود لازم و ثبوت نفس احساس کا
 بھی ضروری نہیں ہوا اور اگر ایسا ہوتا تو عارضہ تخلیقی سن میں باوجود ذی روح
 ہونے جسم کے ابطال احساس ہونا اور بھی بعض اعضاء انسان اور
 حیوان کا باوجود ذی روح ہونے کے اصل خلقت میں غیر ذی حس پیدا ہونا
 کب ممکن تھا رہا نفس ذی حس ہونا اسکی واسطے بھی قوت و مدت حساس
 کی کچھ خواہ مخواہ لازم نہیں ہوتی کیونکہ واسطے کہ باوجود ثبوت اس بات کے
 کہ حس لمس تمام جسم انسانی میں پھیلی ہوئی ہر مرتبہ احساس تمام اعضا کا برابر
 نہیں ہوتا ظاہر اعضا میں از انکشت سببہ ناسا اعضاء ذی و اگر کثرت و فرق
 مرتبہ احساس ایک عضو کا دوسرے عضو سے ثابت و متحقق ہر علاوہ اس کے
 ہنگام حقوق الم شدت بخار یا بخیر باوجود مبتلا ہونے تمام بدن ستر پا کے یا تمام
 اعلیٰ حصہ بدن کے صدر رنج و تکلیف میں جس قدر صدمہ اور رنج و تکلیف کا
 قلب و دماغ پر ہوا کرتا ہے اور کسی عضو پر عشر عشر بھی اور سکا نہیں ہوتا حال آنکہ
 قوت احساس میں تو بھی اعضا شریک ہوتے ہیں پس باوجود ذی حس ہونے
 اور اعضا کے مرتبہ درک و احساس قلب و دماغ اور دیک و احساس دیگر اعضاء
 میں کس نہ بعد تفاوت بین معین ہر غرض کہ ہر ذی روح کے آلات حس میں
 جو ایک مرتبہ خاص درک و احساس کی قوت خلقی کا اندر سے اعتدائے مزارع
 نوعی یا شخصی کے عنایت ہوا ہر کم و بیش اور مرتبہ سے کسی راحت یا اذیت
 کا احساس بھی کوئی ذی روح ہرگز نہیں کر سکتا لہذا کمال درجہ تفاوت ہونا
 اذیت و سچ حیوان اور اذیت و سچ انسان کا بحسب تفاوت خلقی مرتبہ قوت

اساس ان دونوں کے اور اس قبیل سے ہو کہ جس کا کوئی عاقل بھی انکار
 نہ کر سکیگا خلاصہ مقصود اس تمام مقدمے کا یہ ہے کہ جن جن وجوہ کی نظر سے منکرین
 امر ذبح کو قتل نفس انسان پر قیاس کیا ہے اور اس قیاس کے سبب سے نہایت
 اشنع اور قبیح قرار دیا ہے غلطی فہم منکرین کی قیاس مراتب مذکور میں بالضرورت
 آتی ہے جس قدر قبائح عقلی ذبح حیوان میں متصور تھیں بیان ادن سب قبائح کا
 بشرین و ابط تمام کیا گیا اور جواب باصواب بھی ہر ایک قباحت کا بوجہ موجود
 عطا کیا گیا اور سبب شرح و بیان سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ نفس
 نجس ذبح کے اور کوئی قباحت تو درحقیقت اس جگہ معتبر ہی نہیں ہو سکتی
 رہی نفس تکلیف ذبح ہونا تو اس کا مسئلہ لیکن چونکہ نسبت تکلیف اشد قتل انسان
 کے جس پر اصل قیاس اس کا کیا گیا تھا یہ تکلیف درحقیقت تکلیف خفیف و رخص
 واقع ہوئی ہے نہ برابر تکلیف قتل انسان کے اشد و ازید آئندہ انباء قیاس کو
 پر اعتبار شاعت اس تکلیف کا بھی مقبول اور سزاوارسپندار با مقبول نہیں ہے
 اور محصل کلام اس مقام میں یہ ہے کہ مزاج انسانی اعدل از مزاج از روی خلقت
 کے واقع ہوا ہے یعنی ہر مرتبہ اعتدال خلاق حقیقی نے مزاج انسان کو عنایت فرمایا ہے
 وہ مرتبہ اعتدال اور کسی نوع کو انواع حیوانات سے ہرگز عنایت نہیں فرمایا
 یہاں تک کہ اقرب از ہر طرف اعتدال حقیقی کے مزاج انسان ہی واقع ہے
 چونکہ نفس ناطقہ انسانی اشعور و اکمل تھا مزاج بھی مبدیہ فیاض سے
 واسطے تعلق اور نفس کے موافق شان اور احتیاج اوسی نفس کے عنایت
 ہوا یا یہ کیسے کہ مبدیہ مزاج اعدل تھا ویسا ہی نفس بھی اوس کے تعلق کیو سطر

اکمل تجویز ہوا لہذا جو قوت اور صحت اور حدت ادراک حسی کے بسبب اعدل ہونے کے انسان کو حاصل ہو وہ قوت اور صحت اور حدت ادراک حسی کے اور کسی نوع کو انواع حیوانات سے ہرگز حاصل نہیں ہوئی یعنی درک حسی انسان کا ادراک حسی جانداران دیگر سے ہر درجہ فائق تر واقع ہو اور قیاس ایک کے مرتبہ جس کا دوسرے کے مرتبہ جس پر کی سطح معتبر نہیں ہو سکتا یا اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ بعض جانوروں کو تو بعض خاص غایت اس غرض انسانی کے اس قدر زیادہ ترقوی عنایت کیے گئے ہیں کہ عشر عشر بھی اس قوت کا خاصہ خاصہ انسانی میں بقا بلکہ خاصہ خاصہ حیوانی کے پایا نہیں جاتا چنانچہ بعضے بطور حالت طیران میں غایت بلندی سے ایک اونٹنی کو زمین پر دیکھ کر اتر آتے ہیں انسان اگر اس قدر بلندی سے اس شے کو دیکھنا چاہے تو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتا چوٹی کی قوت شام کا یہ حال ہو کہ شمعانی وغیرہ شے مرغوب اس کی کہیں کسی ہی حفظ و احتیاط کے ساتھ کیوں نہ رکھی ہو نہ زور و قوت شمع سے درک اس کا کر کے محل مطلوب پر اکثر پہنچ جایا کرتی ہو حالانکہ انسان کو اس طریق پر ہرگز درک اس شے کا نہیں ہو سکتا پس ان وجوہ سے یہ بات ظاہر ہو کہ کچھ قوت نوع انسان ہی کو کمال قوت درک حسی کی عنایت نہیں ہوئی بلکہ بعض انواع حیوانات تو نوع انسان سے بھی اس مرتبہ درک میں افضل اور اعلیٰ واقع ہوئی ہیں اور اگر کمال قوت اور حدت درک حواس کی کمال اعتدال مزاج نوعی ہی کے سبب سے تسلیم کی جائے تو جو بعض جانور کہ غایت طاقت اپنی کسی خاصہ خاصہ میں حاصل کرتے ہیں چاہے کہ یہ غایت

طاقت اور انکی خاصہ خاصہ کی غنی کمال اعتدال مزاج نوعی ہی کے سبب مسلم ہو
 اور اختصا ص کمال اعتدال مزاج نوعی کا ساتھ انسان کے کوئی امر ہی نہ ٹھہرے
 جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ بعض قسم حیوانات کو جو کمال قوت کسی خاصہ
 کی گویا بطور فضل خبری کے عنایت کی گئی ہے صرف بسبب ضرورت خاصہ نوعیہ کے
 یہ صفت خاص اور سکو عنایت ہوئی ہے کس واسطے کہ حکیم مطلق نے جس طریق و
 عنوان خاص پر جس جاندار کی خلقت نوعی بنائی ہے سو انق ضرورت و احتیاج
 اوس نوع خاص کے کوئی قوت اور صفت کارروائی ضروری خاص کی بھی ضرورت
 اور سکو عنایت فرمائی ہے مثلاً جس جانور کی خوراک نوعی دیا کے امد کی
 پیرتی ہوئی پٹھلی مقدر اور مقرر کر دی گئی ہے اور اس جانور کو ایک جاا کی اور قوت
 خاص طیران اور عروج و نزول کی اور بھی تیزی اور سرعت خاص قوت نظر کی
 اس طرح بنائیت زدنی ہے کہ اور کسی جاندار کو اس صفت خاص کا ایک شاہ
 بھی عنایت نہیں ہوا اسطرح اور بعض بعض جانوروں کا بھی اختصاص ساتھ کسی
 صفت خاص کے باتقنا می حکمت خداوند حکیم و فیاض مطلق صرف ضرورت
 نوعی خاص ہی کے سبب سمجھنا چاہیے پس یہ اختصاص خاص کسی نوع حیوان
 کا دلیل اس بات پر نہیں ہو سکتا کہ وہ حیوان خاص عدت و قوت حملہ جوامین
 اور کمال اعتدال مزاج نوعی میں بدیل و عدیل نوع انسان کا واقع ہوا ہے یا
 صفت کمال اعتدال میں انسان سے بھی زیادہ تر متفخر خلق کیا گیا ہے کس واسطے
 کہ جو صفت اور قوت اور اگر کسی کی کمال اعتدال مزاج نوعی کے سبب سے
 ہوا کرتی ہے وہ عدت و قوت مخصوص ساتھ ایک طارہ خاصہ کے ہرگز نہیں ہو سکتی

بلکہ نسبت مزاج نوعی کے سبب سے تو جملہ حواس میں اس حدت اور قوت کا ظہور ضرور چاہیے رہا صرف ایک خاصہ خاصہ میں قوت کا زیادہ ہونا اور اور تمام حواس میں ضعف ہونا یہ نہیں ہوتا مگر مزاج نوعی یا شخصی کے ایک نوع اقتضائی خاص کے سبب یہاں تک کہ بعض افراد انسانی میں بھی اس قسم کی حدت اور قوت خاص ایک حس کے ساتھ ضعف اور تمام حواس قالات کی خصوصیت مزاج شخصی ہی کے سبب ہو کر تھی ہر سبب کمال اعتدال مزاج شخصی کے غرض کہ از یاد قوت کسی ایک خاصہ خاصہ کا دلیل اور کمال اعتدال انسانی کے نہیں ہو سکتا علاوہ اسکے اول تو ہمارا کلام اس مقام پر درحقیقت صرف اس حس میں ہر جس حس کے ساتھ درک المذہج متعلق ہوا کرتا ہے یعنی قوت لمس اور اس میں شبہ نہیں ہے کہ کمال حدت اور قوت حس لمس کی سبب کمال اعتدال مزاج نوعی کے مخصوص ساتھ نوع انسان ہی کے کی گئی ہے اور کسی نوع کو انواع حیوان سے اس قوت احساس خاص میں انسان لطیف و مجید کے ساتھ مسامت اور مناسبت ہرگز معلوم نہیں ہوتی اور سے ہمارا مقصود بحث اس جگہ خاص پر بغیر بکری اونٹ وغیرہ حیوانات منصفہ ذبیح سے ہر نہ اور تمام حیوانات سے اور ان حیوانات مخصوص بالذبح کا نسبت انسان کے کمال ضعیف حس اور قوی الطبع ہونا ایک امر بدیہی ہے کہ حسین کچھ بحث و کلام ہی نہیں ہو سکتا اب ہم آج کے مولف مخزن الادویہ کے ایک قول کو نقل کرنا باقتضائے موقع وقت مناسب سمجھتے ہیں مولف مہدیج نے بیان حضان یعنی گوشت خورین بموجب تحقیق بعض محققین اہلای اہل اسلام نے مہدیج پر ذکر کیا ہے اور کیفیت

خلقی نوع کو سفند کو باین عبارت پر اپنے شرح و بیان دیا ہے کہ نسبت حیوانات کے
 بسیار بلید و قابل تعلیم نیست و از کمال بلاوت بر سر فراج می آیند و درشت و فطرتاً
 نیکند و همین یک وجه طبعی است که آن و امثال آنست از حیوانات ضعیف النفس و الادراک
 زیرا کہ حیوانات قوی ذکی بحس و الادراک عندالجمیع حرج و الم بسیار میباید و نفس آنها را
 تعلقی میدن خود و نفس ذیاج میباشد و لهذا اکثر حرام شده اند در شرع شریف تمام
 ہوا قول صاحب مخزن کا اور اس بیان سے ایک اور خدشہ بھی مٹ گیا تشریح
 اوسکی یہ کہ اس مقدمے میں وجہ دوم اور سوم کے بیان میں جو یہ بات کہی
 گئی تھی کہ حیوانات کو بسبب عدم ادراک عقلی کے حرمان بقیہ حیات کا غم نہیں ہو
 اور تمتع نفس و وجود حیات کی بھی کچھ قدر و منزلت بسبب لا عقل ہونے کے اونکے
 نزدیک نہیں ہے ایک خدشہ اوس جگہ اس طریق پر تصور تھا کہ بندر وغیرہ بعض
 حیوانات کے ادراک میں بھی تو نہایت ذکاوت ثابت ہوتی ہے گو وہ ادراک اوان
 بعض حیوانات کا ادراک عقلی نہی مرتبہ فرست ہی سہی لیکن کمال ذکاوت
 اوان بعض حیوانات کے ادراک کے اوس درجہ پر پائی جاتی ہے کہ ادراک عقلی میں
 اور اس ادراک میں کتر فرق معلوم ہوتا ہے پس ساتھ مشاہدہ اسے ادراک کے
 کس طرح یہ بات منزا و تسلیم ہو سکتی ہے کہ حیوانات کو حرمان تمتع بقیہ حیات کا غم
 و الم ہی ثابت نہیں یا تمتع نفس و وجود حیات کی کچھ قدر و منزلت ہی اونکے نزدیک
 نہیں ہے یہ سب خدشہ بیان مندرجہ بالا سے بخوبی منفع ہو گیا یعنی اگر بالفرض
 ثبوت اوس درجہ غایت ذکاوت کا بعض انواع میں قبول ہی کر لیا جا تو بھی
 ہمارے مطلب خاص کے ثبوت کے واسطے کچھ اصلاً مضر نہی ہے کہ کس واسطے

کہ ہمارا کلام تو خاص بھیر بکری وغیرہ جانوران ماکول اللحم کی عدم ذکات میں
 ہوا اور یہ بات ظاہر ہو کہ بندہ وغیرہ بعض انواع حیوانات کے جس ذکات کا
 ذکر کیا گیا ان جانوران ماکول اللحم میں تو اس ذکات کا کوئی اصلہ شاہد
 بھی ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ یہ جانوران مخصوص بالذبح تو تمام انواع حیوانا
 میں ساتھ کمال بلاوت ہی کے گویا بالاختصاص خاص کئے گئے ہیں تمام
 مقدمہ دوم بیان تک تو تہید مقدمات کی تھی اب یہاں سے بیان وجہ
 ودلائل ثبوت رحمت وضرورت ذبح حیوانات کا شروع کیا جاتا ہے اور یہ بیان
 مشتمل ہے اوپر چند مقاصد کے حضرات ستمناں والا شان جملہ وجہ ودلائل کو
 بغوش اعتنا اصغافرایں مقصد اول مخفی اور مجرب ہے کہ مقررین علوم
 ذبح کو خلاف مقتضای ترجمہ کہتے ہیں اور اس وجہ سے کارہ اور محذور اکل لحم سے
 رہتے ہیں ہمارے نزدیک یہ دعویٰ مقررینوں کا محض بی اصل اور صریح غیر صحیح
 ہے کہو اس لیے کہ رحم نام ہے ایک کیفیت قلبی کا کہ مقتضی تفضل و احسان کی ہے
 کسی دوسرے کے ہوا کرتی ہے اور عدم اختصاص اس صفت رقت
 قلبی کا ساتھ کسی قوم و نسب کے فرق و اقوام سے بشاہد عینی
 ظاہر و باہر ہے بلکہ قطع نظر مشاہدہ عینی اور تجربہ حسی کے خود ہدایت
 عقل بھی حاکم اسی بات کی ہے کہ ہر گاہ یہ صفت رقت قلبی ایک صفت
 خلقی طبعی ہے نہ کہ کسی ارادی مخصوص ہوتا اس صفت حسی خلقی طبعی کا ساتھ
 کسی نسب و مذہب خاص کے گو وہ فریق فرقا آذادیود و مذاہب ہی
 سے کیوں نہ کسی طرح پر ممکن اور متصور نہیں ہو سکتا پس اس صورت

میں باوجود غیر مخصوص ہونے کے صفت مذکور کے مخصوص ہونا مقصود
 صفت مذکور کا یعنی مختلف اس صفت کا اپنے مقتضا سے باہر طور کہ
 صفت مذکور بعض قوم یا افراد خاص میں مانع امر فوج سے ہو اور اکثر میں ہو
 کوئی معنی ہی نہیں رکھتا اور کیسے طبع معقول و مقبول نہیں ہو سکتا الحق
 بعض قوم یا بعض اشخاص خاص کے خلاف مقتضای طبع ہونے امر
 فوج سے خلاف مقتضای نفس ترحم ہونا اس کا کس طرح ممکن ہو کس واسطے
 کہ فقط منکرین ہی کے گروہ خاص میں وجود ارباب ترحم دلی اور رقت
 قلبی کا انحصار و امتصار تو نہ از روی تجربہ مشہور و عظامی روزگار ہو اور
 نہ حکم بدایت عقلی کی طبع سنوار قبول و اعتبار ہو بلکہ کثرت انوعی افراد
 جمالیہ اہل مذاہب مجوزین فوج کی نظر سے تو وجود ارباب رقت و رحمدلی
 کا گروہ اقل قلیل منکرین میں عشر عشر سے بھی کم بلکہ کالعدم تصور ہو پس
 اگر امر فوج خلاف مقتضای نفس ترحم ہوتا تو بلا اختصاص کسی فرق خاص
 کے جملہ ارباب ترحم کے مقتضای خلاف ہونا اس کا ضرور تھا اور ہو گا
 خلاف ہونا اس کا جملہ ارباب ترحم کے مقتضای ثابت نہوا تو دعویٰ اس کے
 خلاف مقتضای نفس ترحم ہونے کا محض بے اصل اور ضریح غیر صحیح ٹھہرا
 بیان اگر کوئی شخص مقرر ضنون میں سے یہ بات کہے کہ امر فوج نفس ترحم
 کے مقتضای خلاف ہو لیکن کمال مقتضای غلبہ ترحم سے تو یہ
 امر بلاشبہ خلاف ہو اور انحصار و اختصاص اتفاقی کمال غلبہ ترحم کا
 عقلاً ناجائز نہیں ہو سکتا اس کا جواب ہم اس طرح پر دیتے ہیں کہ انحصار

واختصاص اتفاقی کمال غلبہ ترجمہ کا ساتھ بعض افراد اور اشخاص خاص کے
 جائز سی لیکن کسی مذہب و فریق خاص کے ساتھ تو یہ اختصاص بھی کیطرح جائز نہیں
 ہو سکتا علاوہ اسکے ہر گاہ امر فوج کو تہی صرف خلاف کمال ترجمہ قرار دیا او
 خلاف نفس ترجمہ ہونا اسکا قبول نہیں کیا تو نہایت ارضخیت بلکہ اخف ہونا
 امر فوج کا تو خود تھارے ہی قول سے ثابت ہو چکا معذرا ہم پوچھتے ہیں
 کہ ایک شخص یا چند اشخاص خاص اگر ادعا اختصاص کمال ترجمہ کا اپنے
 ساتھ اور بھی ادعا سلوب ہونے اس صفت کا اور تمام افراد ذی رحم
 عالم سے ظاہر کرتے ہیں تو اس دعویٰ کے واسطے آیا کوئی دلیل بھی
 اونکے پاس ہے یا نہیں اگر یہ دعویٰ اونکا بلا دلیل ہے تو ہم کب اوسکو
 مانیں گے اور کس طرح صحیح جانینگے اور اگر یہ دعویٰ مع الدلیل ہے تو
 ہم پوچھتے ہیں کہ آیا وہ دلیل کوئی ہے جو یہی خلاف مقتضای ترجمہ جاننا فوج
 جانوروں کا دلیل اس دعویٰ کی ہے یا علاوہ اسکے اگر علاوہ اسکے کوئی
 دلیل ہے تو بیان کریں اور اگر صرف خلاف ترجمہ سمجھنا فوج جانوروں کا ہی
 دلیل ہے تو یہ دلیل تو اس جگہ کیطرح معقول و مقبول نہیں ہو سکتی کسوا
 کہ امر فوج کے خلاف مقتضای نفس ترجمہ یا کمال ترجمہ ہونے میں تو خود
 اس جگہ بحث و کلام ہی ہے پس اس جگہ فقط امر فوج کے خلاف ترجمہ سمجھنے
 کو کسی شخص کے نفس رحمی یا کمال رحمی کے ثبوت پر بلکہ اوس شخص
 خاص کی ذات واحد کے اندر اس صفت کے انحصار اور اقتصار پر دلیل
 لانا کب معقول و مقبول ارباب عقول ہو سکتا ہے علاوہ اسکے یہ بات بھی

پر ظاہر و باہر ہرگز کسی ایک شخص یا چند اشخاص خاص سے اگر منہ اکل لحم سے کیا
 اور بیچ جلاور کو خلاف ترجمہ قرار دیا تو ایسا اظہار کسی ایک شخص یا چند اشخاص خاص
 کا کچھ خواہ مخواہ ترجمہ دلی ہی کے سبب سے بالیقین ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ
 عقلاً بعض وجوہ و بواعث اور بھی اسکے ہو سکتے ہیں جس طرح تفریطی خلقی کسی
 شخص خاص کا اکل لحم سے یا عدم غبت و میلان طبعی خلقی طرف لحم کے یا سبب
 ناموافقت فراہمی کے یا حقوق کسی مرض خاص کے متضرر ہونا لحم سے سبب
 وجوہ بھی باعث تفرق و اجتناب کے ضرور ہو سکتے ہیں پس اگر کسی ایک شخص
 یا چند اشخاص خاص کو درحقیقت تو منجملہ ان وجوہ کے کسی ایک وجہ سے متضرر
 و اجتناب کلی اکل لحم سے لاحق ہو گیا لہذا ہر وہ ایک شخص یا چند اشخاص اپنے
 کمال رحمہلی اور نفسی ظاہر ہر کرنے کے واسطے اور اشخاص کو بھی
 اکل لحم سے منع کریں تو یہ منع کرنا اور ناکامی بینہ ایسا ہو گا جس طرح کوئی شخص
 عین در اصل تو لذت مجامعت سے بی نصیب ہو لیکن لہذا ہر وہ شخص اپنا
 اعتقاد لوگوں کے دلوں میں بٹھانے کے واسطے کمال تقدس جتائے
 امداد تمام آدمیوں کو بھی از دواج اور تناکح سے مانع آئے پس اتھنا
 ہونے ایسے ایسے احتمالات عقلی کے کسی شخص خاص کے ایسے دعوی
 بے دلیل کہ جس طرح یقین کلی ثبوت رحمہلی کا ہو سکتا ہے بعد سننے اس
 دلیل طویل کے اتنا اور بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اگرچہ خلاف مقتضای ترجمہ
 نہ ہونا اور بیچ کا اس دلیل سے بوضاحت و صراحت تمام ثابت ہوا لیکن ایک
 تو ہم اس جگہ البتہ باقی رہا یعنی ممکن ہے کہ منکرین اس مقام میں اس طرح پر

تو ہم کریں کہ اور تمام مذاہب و اقوام میں جو فعل فہج اور اکل لحم حیوانات
 مروج ہے اور جملہ ارباب ترجمہ اوں سب مذاہب و اقوام کے اسکو جائز کہتے
 ہیں یہ جائز رکھنا اوں سب کا کچھ دلیل اور پر عدم مخالفت اقتصائی ترجمہ طبعی
 ہی کے نہیں ہو سکتا بلکہ اصل بواعث اسن جائز رکھنے کے اور میں اول
 تبعیت مذہب دوم کمال مروج ہو جانا اس عمل کا پس اول تو اتباع امر مذہبی
 کے سبب سے کچھ اصلاً چون و چرا اس باب خاص میں نہیں کر سکتے دوسرے
 بسبب کمال مروج ہو جانے اس عمل خاص کے سب اہل زمانہ گویا عادی
 اسکے ہو گئے ہیں اور جڑائی اسکی اوکی آنکھوں سے بالکل چھپ گئی ہے کسوا
 کہ رواج کے سبب سے جو امور کہ معیوب چوتھیں وہ بھی معیوب معلوم نہیں ہوا
 کرتے ظاہر اصل سبب جملہ ارباب ترجمہ کے اسباب میں چون و چرا کرنے کی
 یہی دو ہیں والاد حقیقت تو ترجمہ طبعی سے یہ عمل بالضرور خلاف معلوم ہوتا ہے
 کسوا کہ انھیں سب مذاہب اقوام میں ایسے ذمی ترجمہ اشتخاص بھی ہوا
 کرتے ہیں کہ باوجود گوشت کھانے کے اپنے ہاتھ سے کسی جانور کے
 فہج کرنے کو نہایت خلاف ترجمہ سمجھتے ہیں بلکہ فہج ہونا جانور کا اپنی آنکھ سے
 بھی دیکھ نہیں سکتے چیتوٹی کو تو سنا اہل ترجمہ ثابا جاتے ہیں چھ جہای فہج جانور
 دیگر علاوہ اسکے اکثر فرائی اہل دل خود فریق اسلام میں ایسے گذرے ہیں
 جسکے حالات و مقالات سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی جاندار کو اڈنے ایذا
 دینا بھی گوارا نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ بعض اس قسم کے اکابر کے کلام سے
 بلکہ خود بعض کتب دینیہ اہل اسلام سے اختیار کرنا ماموت و انزال کل لحم

کا مذموم معلوم ہوتا ہے اور اختیار کرنا پیشہ فقہانی کا بھی نہایت مذموم سمجھا
 گیا ہے پس ان سب حالات و مقالات کے سننے سے ایسا مفہوم ہوتا ہے
 کہ امر فیج خلاف مقتضای ترجمہ تو ضرور ہے کیونکہ جملہ اہل ترجمہ جس مذہب و
 ملت سے ہوں دل سے اس امر کو مکروہ و ناگوار سمجھتے ہیں گو اتباع مذہبی
 یا کمال ترویج امر عادی کے سبب سے چون و چرا اس میں نکر سکیں مگر گاہ تقریر
 تو ہم معلوم ہوئی تو اب جواب با صواب بھی اسکا سننا چاہیے مگر نہ ہے
 کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے طالع انسانی کو بہت سے اطوار و اقسام پر پیدا
 فرمایا ہے پس بعض تو ادن میں اس قدر شدید القلب ہیں کہ آدمی کا بیگناہ قتل
 کر ڈالنا بھی اوسکے نزدیک کچھ بات نہیں اور بعض اس درجہ رقیق القلب ہیں
 کہ ایک چیونٹی کے ستانے کو بھی آدمی کے قتل سے کم نہیں سمجھتے اور بعض
 آدمی بین میں واقع ہوئے ہیں اور بین میں کے واسطے بہت سے مراتب ہیں
 یعنی کسی میں رحم غالب قہر مغلوب اور کسی میں قہر غالب رحم مغلوب اور کسی میں
 درجہ مساوات بعد دریافت کرنے ان تمام مراتب افراط و تفریط و اعتدال
 طالع انسانی کے اس بات کا تحقیق کرنا چاہیے کہ آیا عقل کے نزدیک ان سب
 اقسام میں کوئی قسم درحقیقت لائق توصیف و مدح ہے اور کوئی قسم سزاوار
 ذم و قدح اور چونکہ دریافت کرنا ان مراتب کی خوبی و برتری کا موقوف ہے اور
 دریافت حسن و قبح نفس مراتب قہر و رحم کے لہذا اول اس بات کو سمجھنا چاہیے
 کہ قہر و رحم اگرچہ دو صفتیں ہیں متضاد اور بادی النظر اہل ظاہر میں صفت
 رحم مطلقاً محمود معلوم ہوتی ہے لیکن اگرچشم غور و تحقیق دیکھا جائے تو باوجود

متضاد ہونے ان دونوں مصنفوں کے غیر متضاد نہ ہونا کسی صفت کا بھی
ان دونوں میں سے ثابت نہیں ہر اور درحقیقت ہر ایک صفت ایمن سے
اپنے اپنے موقع پر مدح اور قبح دونوں کے ساتھ متضاد ہو سکتی ہے لہذا
جسطرح رحم کرنا موقع رحم پر نہایت ممدوح ہے علیٰ ہذا القیاس قہر کرنا بھی موقع
قہر پر نہایت ممدوح ہے خیال کرو کہ اگر کوئی شخص کسی ظالم خلق آزار پر رحم کرے
اور اعانت اوسکی چاہے یا مار خوشخوار اور عقرب جان آزار اور تمام
دزدوں سے جفا کا رپر رحم کرے اور تائید اوسکی چاہے تو یہ رحم کسی سنگار بڑا
کے ظلم سے کیسے طرح کم نہیں ہوتا ہر گاہ یہ معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ جو آدمی
مصن رقیق القلب بین اور صفت رقت و رحم نہایت درجہ اونپر غالب ہے
اور کسی موقع اور محل پر سوا لطف و رحم کے قہر خشم کا ظہور اوس سے ممکن
ہی نہیں رہتا اگرچہ یہ غلبہ او میں غلبہ صفت جمالی ہے لیکن حکمت و اخلاق کی
نظر سے یہ غلبہ بسبب اس کے کہ حد اعتدال مناسب ہے متجاوز ہے درحقیقت
ہے نہ ممدوح کیونکہ حکمت و اخلاق کی رو سے تو ہر ایک صفت کا حد اعتدال
مناسب ہی ہے ہونا ممدوح ہوا کرتا ہے دیکھو کہ ل غلبہ رقت و رحمدلی والے کا
تو یہ ہوتا ہے کہ کسی قصاص کی ضرورت سے بھی قتل نفس واقع نہوا اور مار خوشخوار
اور عقرب جان آزار کو بھی کوئی نہ ستائے کسی آدمی کے بچے بڑے کا بیٹا اور
نعم کا گوشت کا مٹا اور سختی سے دبا دبا کر آلائش زخم صاف کرنا بھی اوسکی نظر سے
و رحم میں نہایت شاق اور تکلیف مالا طاق ہوا کرتا ہے یہاں تک کہ ان سب
امور کی اپنی آنکھ سے دیکھنے کی بھی اوسکو کیسے طرح تاب نہیں ہوتی چہ جائے

کہ خود اپنے ہاتھ سے ان سب امور کو سرانجام دے سکے اور جو لوگ کہیں
 امور کو کہ درحقیقت رحم بصورت تھوڑے ہین اپنے ہاتھ سے سرانجام دیا کرتے ہیں
 اون لوگوں کو بھی یہ شخص اپنی نظر رقت و رحم میں نہایت مدد سے رحم اور رقت
 سمجھا کرتا ہے لیکن ایسا غلبہ مفروضہ رقت کی کا اور سپر نظر حکمت و اخلاق میں
 کبھی کی طرح ممدوح و غیر ممدوح نہیں ہو سکتا بلکہ سخت دلی رگزن و جراح و مارکش
 وغیرہ اشخاص دافع ظلم و اذاک کی اس شخص کی رحم دلی سے ہزار درجہ بہتر ہو کر بعد
 معلوم کرنے اس تمام تہید کے سمجھنا چاہیے کہ ہر گاہ قہر و رحم دو مصیقین
 خلقی طبعی ہین تو نہایت مغلوب القہر یا نہایت مغلوب الرحم اشخاص کا کسی ملت
 و قوم خاص کے ساتھ مختص ہونا تو ہو ہی نہیں سکتا بلکہ ان دونوں صفوں
 کے اشخاص ہر ایک ملت و قوم میں موجود ہوا کرتے ہین پس جو لوگ جنس
 و قوم میں نہایت درجہ رقت قلبی اور رحم دلی کے ساتھ موصوف و متصف
 ہین شان تو اون کی وہی ہے جو کہ اس سے پہلے ذکر کی گئی یعنی عمل رگزن و
 جراح و مارکش کو بھی بسبب کمال غلبہ رقت قلبی کے اپنی نظر سے نہیں دیکھ
 سکتے لہذا کب ممکن ہے کہ ایسے اشخاص عمل فوج کو سخت دشوار و ناگوار شمار
 نہ کریں اور اپنے ہاتھ سے فوج کرنا تو درکنار اور کسی شخص کے ہاتھ سے
 بھی فوج ہونا کسی جانور کا دیکھ سکیں بیشک مذہب اہل اسلام میں بلکہ تمام
 مذاہب و اقوام میں ایسے اشخاص بھی موجود تو ہوتے ہین لیکن ایسے
 کمال مغلوبی غلبہ رقت رحم دلی سے نظر حکمت و اخلاق میں کچھ مدد نہیں
 بلکہ ممدوح وہی مرتبہ اعتدال مناسب ہے کہ موقع و محل کی نظر سے رحم و قہر دونوں

کے مابین واقع ہو پس جس طرح ایسے حضرات رحمت کے عمل و کارکن و جماع
 و مار و معرب کش کے نہ پسند کرنے اور نہ دیکھ سکے اور سخت دشوار و ناگوار
 شمار کرنے سے یہ سب اعمال ممدوح مذموم و مقدر و نہیں ہو سکتے اور ظلم اور
 بیرحمی کے ساتھ مصیقت نہیں کیے جا سکتے اسی طرح عمل و بیج بھی ایسے حضرات
 مغلوب الرحم کے نہ دیکھ سکے اور دشوار و ناگوار شمار کرنے سے مقدر و
 ناممدوح کب ہو سکتا ہو اور ظلم و بیرحمی کب شمار و اعتبار کیا جا سکتا ہو اور
 چونکہ وجود و سراپا جو ایسے حضرات کا ہر قوم و ملت میں قلیل بلکہ اقل ہو اور
 اکثر عقول و آراء تمام اہل مذاہب کے خلاف اسکے واقع ہوئے ہیں لہٰذا
 مغلوب الوقت از روی خلقت اس طرح واقع نہیں ہوئے لہٰذا اعتبار
 اکثر اراکاء نے اقل کا غرض کہ رحم قلبی ان بعض حضرات کا بسبب اسکے کہ
 یہ صفت انکی حد اعتدال مناسب سے خارج اور متجاوز واقع ہوئی ہوئی محبت
 و اخلاق کی نظر میں کسی طرح معتبر نہیں ہو اور اگر ایسا مرتبہ کمال مغلوب الوقت
 ہو نہ کا عطا ممدوح و معتبر ہوتا تو قتل و قصاص ظالمان خونریز کا اور مارنا
 و زدن کا اور سانپوں اور کچھوؤں کا اور چیر چاڑھ کرنا خون کا اور ترسانا اور
 دھونا اطفال خورد سال کا اوقات علالت میں قید و بند شدت پر ہیز سے یا
 زد و کوب کرنا اطفال کا ضرورت تعلیم و تادیب سے یہ تمام امور بموجب حکم و
 تجویز ایسے حضرات رحمت کے منبع و مخدور ضرور قرار پاتے اور بے رحمی
 اور سختی مٹھن بھی جاتی اس حاصل کمال رحمتی ایسے مغلوب احوال آدمیوں
 کی عقل کس طرح سزاوار اعتبار نہیں ہو رہا اکل نعم سے محروم رہنا بعض نہاد

کا وہ صرف ریاضت اور نفس کشی وغیرہ یا جمود و غم و نفس کے سبب سے
ہوا کرتا ہے نہ بغیر ظلم اور ناجائز سمجھنے اکل لحم کے اور مذموم سمجھنا پیشہ قصابی
کا دلیل اس بات کی نہیں ہے کہ فیج جانور کا ظلم اور ناجائز ہونے کے سبب
پیشہ قصابی مذموم سمجھا گیا ہو کس واسطے کہ بہت سے افعال اور امور دنیا
میں ایسے ہیں کہ عقلاً اور شرعاً فی نفسہ مباح ہیں مگر بطور پیشہ کے اختیار
کرنا اور بخاند موم و مکروہ سمجھا گیا ہے خلاصہ مدعا یہ کہ جو بزرگوار جس مذہب
قوم کے کمال غلبہ رقت قلبی کے سبب سے مغلوب اس حال میں فیج جانور
اونکے نزدیک امر و نہی اور ناگوار تو ضرور ہوتا ہے لیکن ایسا غلبہ رقت و محبت
ان حضرات کا نظر حکمت و اخلاق میں کیسیطرح مدوح ہے نہ سزاوار اعتبار بلکہ
حبیط قہر مفرط عقلاً مذموم و مدوح ہے اسی طرح رحم مفرط بھی درحقیقت
مذموم و نامدوح ضرور ہے پسند کرنا ترجمہ بیا و بخیل کا قتل و انصاف و فونے
نہایت دور ہے باقی رہی یہ بات کہ رحم مفرط قہر مفرط کی طرح اکثر احوال میں
ملوم و مذموم کس واسطے نہیں ہوتا سبب اسکا یہ کہ ضرر قہر مفرط بیشتر ہے
ہوا کرتا ہے اور ضرر رحم مفرط اکثر لازمی علاوہ اسکے صاحبان قہر مفرط سے
جس طور پر وقوع و شیوع ظلم و زیادتی کا اکثر جائز تصور ہوا کرتا ہے صاحبان
رحم مفرط سے وقوع و شیوع ظلم و زیادتی کا اوس طور پر گہرا تصور ہی نہیں
ہو سکتا مگر اوں اشخاص خاص صاحبان رحم مفرط سے کہ ساتھ رکھنے
اس صفت کے منصب حکومت بھی رکھتے ہوں البتہ غلبہ صفت رحم بھی
مثل غلبہ صفت قہر کے اکثر جائز و جب خلق آزاری کا ہو جایا کرتا ہے اور

کہ سہ رحم بر ظالم ستم بجان مظلومان بودہ لیکن اسکے ساتھ بھی
 فرق و تفاوت بالذات و بالشیعہ کا ان نون مسمون کے ضرر کے ظہور میں ضرور
 ہے پس قہر مفرط بالذات باعث ظلم و ستم ہے بخلاف رحم مفرط کہ قہر مفرط کی
 طرح بالذات کسی جا باعث ظلم و ستم کا نہیں ہوتا اسی نظر سے غلبہ صفت
 رحم غلبہ صفت قہر کی طرح مذمت اور وقاحت کے ساتھ معتبر اور شہرہ نہیں
 مقصود دوم واضح ہو کہ منکرین فیج اور جملہ شائد و تکالیف کو جو کہ دنیا
 کے ہاتھ سے حیوانات پر برابر جاری ہیں بلا عذر و انکار و محبت و وکرا جائے
 سمجھتے ہیں مگر تکلیف فیج کو اشد تکلیف اور موجب فنا فی نفس حیوانی ہونے
 کے سبب سے نہایت قبیح اور ظلم صریح کہتے ہیں ہمارا کلام اس مقام میں
 یہ ہے کہ تکلیف فیج اشد تکلیف اور موجب فنا فی نفس حیوانی ہے لیکن مابین
 اس تکلیف اور جملہ انواع تکالیف مجریہ کے ایک تفاوت و امتیاز صریح اس
 قسم کا دیکھا جاتا ہے کہ اس تفاوت و امتیاز کے لحاظ کرنے کے بعد اور
 تکالیف کو جائز اور تکلیف فیج کو ظلم سمجھنا محض خلاف اور سرسراہر بعید از عقل
 والصفات نظر آتا ہے تبیین مقال اور تفصیل اجمال یہ کہ تکلیف فیج کہ عبارت
 صدر موت سے ہے ایک امر عجز فی نفسہ ضروری الوقوع اور متیقن الوقوع
 کس واسطے کہ بحق موت ہر ذی حیات کے واسطے بالیقین ضرور
 ہے اور ہنگام نزع روح تکلیف اشد کا ہونا یہ بھی خداوند مطلق حقیقی کے
 کاغذ قدرت و مشیت میں ایک مقررہ دستور ہے بخلاف تکالیف دیگر کہ
 وقوع اور تکالیف کا مثل تکلیف موت کے کوئی امر ضروری اور لازمی

عین ہاں قطع نظر سمیت عمل تکلف خاص کے وجود ضروری الوقوع غیر محتاج
 طرف سبب یا اسباب خاصہ کے نہیں رکھتا بلکہ اصل حقیقت اور تمام تکالیف
 کی اسقدر ہر کہ فقط سبب معین خاص یعنی دخل و تصرف عمل انسان ہی
 پر منوط اور موقوف ہوا کرتی ہیں اور اصل سبب انکسوا دخل و تصرف عمل
 خاص انسان کے اور کچھ نہیں ہوتا لہذا اگر انسان اون تکالیف سے
 کسی حیوان کو باز رکھنا چاہے تو بلاشبہ باز رکھ سکتا ہرگز تکلیف موت
 ایک ایسا امر ضروری الوقوع ہر جہاں ضرورت محتاج طرف کسی سبب یا اسباب
 معینہ خاصہ کے ہرگز نہیں کیا گیا اور نہ بچانا اوس سے کسی ذبیحات کا بھی
 کی طرح پر متصور ہو سکتا ہر پس نہایت عجیب بات ہر کہ جو تکالیف غیر ضروری الوقوع
 کہ جنکے حدوث و حقوق کا صرف انسان ہی کے عمل و اختیار پر دار و مدار ہر
 اور انسان کو حیوانات کے اون تکالیف سے محفوظ رکھنے کا بھی اختیار
 ہر اون تکالیف کے پونہ چانے میں تو انسان ظالم نہیں ٹھہرا اور جو تکلیف
 ضروری الوقوع کہ حدوث و حقوق اوسکا موقوف اور پر دخل و تصرف انسان
 کے ہرگز نہیں رکھا گیا اور انسان کسی ذبیحات کو اوس سے محفوظ ہرگز
 نہیں رکھ سکتا بلکہ اگر انسان اوس تکلیف کے بچانے کی ہزاروں فکر و تدبیر
 بھی کرے تو بھی حقوق اوس تکلیف مقرر کا وقت خاص میں ضروری ہی ایسی
 تکلیف کے واسطہ ایصال ہونے میں انسان ظالم و ناظلم قرار پایا اگر
 اس تکلیف ضروری بے اختیاری کے واسطہ ایصال ہونے میں
 انسان گنہگار ہر تو اون تکالیف غیر ضروری اختیاری کے پونہ چانے میں

بدرجہ اولیٰ گنہگار ہو اور اگر اون سب تکالیف میں گنہگار نہیں تو اس
 تکلیف میں گنہگار ہونے کے کیا معنی علاوہ اس وجہ کے ایک اور وجہ بھی
 اسی قسم تفاوت و امتیاز کے درمیان تکلیف و نفع اور تکالیف مجریہ دیگر کی
 ثابت و مستحق ہو بیان اوسکا یہ کہ اور جملہ تکالیف میں کوئی فائدہ ذاتی
 خاص حیوان مکلف کا اصلاً نہیں ہو اگر تا صرف انسان ہی کے فوائد ذاتی
 پر اپنا اون سب تکالیف کا ہوتا ہو بخلاف اس تکلیف و نفع کے کہ اس میں
 فائدہ ذاتی حیوان مذبوح کا بھی ضرور ہوتا ہو کیا نفع کی تکلیف شدید سے
 موت امراض کی اشد تکلیف میں تخفیف نہیں ہوتی کیا حرکت آنے
 و نفع تکلیف اشد زمانی موت امراض کو نہیں کھوتی پس اس وجہ دیگر کی بنا
 پر بھی یہ بات ظاہر و باہر ہو کہ ہر گاہ اور جملہ تکالیف جنکا ہمارے ہی فائدہ
 ذاتی پر دار و مدار ہو اوسکے پونہ جانے میں ہم کیسے طرح گنہگار و خطا وار نہیں
 ہیں تو جو تکلیف کہ اوس میں علاوہ ہمارے فائدہ ذاتی کے خود حیوان مذبوح
 کا بھی فائدہ ذاتی ضرور ہو اگر تا ہو اس تکلیف کے واسطہ ایصال فیہ میں
 کس طرح ہم گنہگار اور خطا وار ہو سکتے ہیں بیان اگر کوئی شخص یہ بات کہے
 کہ سچان اللہ کیا خوب فائدہ حیوان مذبوح کا تصور کیا ہو کہ اوس بیچارے
 کی توجان جاتی ہو اور کہتے ہیں کہ اس میں اوسکا فائدہ ہو بھلا جب وہ بیچارہ
 اپنی جان ہی سے گیا تو فائدہ اوسکا کیا ہوا اور بالفرض اگر فائدہ بھی ہو تو
 مرجانے کے بعد اس فائدے سے اوسکو کیا حاصل ایسا فائدہ محض مفائد
 ہو جواب اس اعتراض کا اس طرح برسمجنا چاہیے کہ اگر وہ شخص مجرموں کے

قتل و اہاک کے واسطے کوئی حاکم اس طرح حکم دے کہ ایک مجسم
 کی گردن تو فی الفور قلعہ العین میں اوڑھا دیا جائے کہ خود دیکھنے والوں کو
 حیرت ہو کہ آیا وہ شخص موجود تھا بھی یا نہیں اور دوسرے کو قسم قسم کی
 تھلیفوں اور تعذیبوں کے ساتھ کئی کئی روز یا کئی کئی بہرین صدے اور
 اذیتیں دے دے کہ اس طرح پرمیشتوں کے ساتھ قتل کریں کہ کبھی اونٹ
 لگا کر بیدون اور کوڑوں اور زیر بندوں سے خبر او سکی لین کہ تمام بدن او
 از سر تا پا پھوٹ نکلے اور شرارے خون کے بہرین موسے جاری ہو جائیں
 کبھی لوہے کی سلاخیں آگ میں سوج کر کے او سکے بدن کو سر سے پاؤں
 تک داغیں کبھی تل میں کپڑے تر کر کے او سکے ہاتھوں اور پاؤں میں
 بیسٹین اور شعل کیطیح او سکو جائیں کبھی او سکے تمام زخماے بدن میں
 کوئی تیزاب یا نمک چھپسوا کر بھر دیں کبھی انگین او سکی مخلوئیں کبھی کھال
 کچھوئیں غرض اسطرح انواع و اقسام تعذیبات سید وعدے کے ساتھ جان
 او سنا تو ان کی نکالیں تو کیا صرف اس نظر سے کہ آخر تو دونوں مر ہی
 گئے ان دونوں کی سختی اور آسانی کا فرق بنظر او سکے مراتب نفع و ضرر
 ذاتی کے کچھ فرق معتبر متصور نہوگا اور ایک شخص کو بہ نسبت دوسرے
 کے گویا نہایت آسائش کے ساتھ بے تحلیف محض مرنا اور کمال حیات
 کے ساتھ گذرنا درحقیقت کوئی فائدہ ذاتی او سکا نہیں سمجھا جائیگا مگر
 کے بعد دونوں کے بیچ وراحت کا یکساں ہو جانا دوسری چیز اگر اس
 اعتبار سے دیکھا جائے تو بادشاہ کی کمال عشرت و کامرانی فقیر کی بے

مصیبت اور کاہش جانی کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں برابر منظور ہو سکتی
 ہیں کیونکہ انجام آخر سب کا فنا ہے اور فنا کے بعد ہر ایک بیخ و راحت
 دنیا سے فانی کا کان لم یکن اور خواب و خیال ہو جانا ضروری ٹھہر جائے
 بلکہ مرنے کے بعد کا عالم تو ایک عالم ہی دوسرا ہے خود اسی جہان میں کوئی
 راحت و بیخ ایسا نہیں کہ بعد گزر جانے کے کان لم یکن معلوم نہ ہو پس
 اصل خلقت انسانی کا تو اصل مقصد یہی ہے یعنی اقتصادی اصل خلقت
 ہی سے انسان محض کو بہتہ حال اور بخاط بیخ و راحت گذشتہ سے سرسرا
 فارغ البال پیدا کیا گیا ہے لیکن حالت بعد مرگ سے ہر کو اس جگہ بحث نہیں
 ہے بلکہ ہمارا کلام اس جگہ حالت آخر عمر اور زمان نزع روح میں ہے کہ جس وقت
 و حالت سے زائد کچھ کوئی وقت و حالت بھی ذی حیات کے واسطے نہیں
 ہوتی پس جو تفاوت دو نون مجبورون کے قتل کا اور کمال سختی اور آسانی
 کا اس وقت اخیر میں بیان کیا گیا وہ تفاوت اس مرتبہ کا ہے کہ اگر ایک
 ہی مجرم کے واسطے ان دو نون صورتوں کا قتل تجویز کیا جائے اور
 احد اشقیین کے قبول کا اختیار اوسکو بائین طور دیا جائے کہ اگر مجرم مذکور
 طالب آسانی موت کا ہے تو آج ہی گردن اسکی ایک طرفہ العین میں مار دیا جائے
 گی لیکن مہلت زندگی ایک روز کے واسطے بھی اس صورت میں اسکو
 حاصل نہوگی اور اگر آسانی موت سے اسکو کچھ کام نہیں بلکہ دو چار
 چھ مہینے زندہ رہنا چاہتا ہے تو مہلت زندگی اسکے واسطے اس شرط پر
 منظور ہو سکتی ہے کہ کمال سختی موت کو یہ شخص قبول کرے یعنی بعد نقصان

مدت دو بار چھ مہینے ایام مہلت کے انواع شائد و اذیات کے
 ساتھ سزا پائیگا اور جن جن تکالیف اشد کا ذکر اوپر گذر گیا اون تکالیف
 کے پانے اور مصیبتوں کے اٹھانے کے بعد قتل کیا جائیگا تو اس
 صورت میں باوجود اسکے کہ اختیار شق موت اشد تکالیف میں مہلت
 زندگی کی کسی مہینے کی حاصل ہو سکتی ہے اور زندگی ایک روز کی ایکست
 کی بھی جب قدر نہایت عزیز چیز ہے حاجت شرح و بیان کی نہیں کہتی لیکن
 اون تمام آلام کے ساتھ مرنا جبکا ذکر کیا گیا ایسی مصیبت سخت ہے کہ جبکا
 گوارا کرنا ساتھ لایچ زندگی چند ماہ کے بھی کی طرح پر تصور نہیں ہو سکتا
 یقین تو یہی ہے کہ مجرم مذکور مقابلہ موت آسانی کے چند ماہ کی زندگی کو اون
 سب تکالیف کی شرط پر جبکا ذکر کیا گیا کبھی بھی اختیار نہ کرے گا اور اگر اچانک
 کوئی شخص بسبب اسکے کہ وجود ذہنی اور خارجی میں زمین آسمان کا تفاوت
 ہو کر آتا ہے اون سب شائد تصورہ سے اصلاً تذکر طمع زندگی چند ماہ میں
 شق موت اشد ہی کو اختیار کر لے تو جس وقت وہ زمان اشد تکالیف اٹھایگا
 اور اون تمام تکالیف کو یہ شخص اٹھائیگا تو اس وقت اپنے فہم سابق پر
 ضرور ہی پتہ چائیگا یہ ممکن ہی نہیں کہ ایسے شق مصیبت کے اختیار کرنے
 سے اپنے اوپر یہ شخص نفرت نہ کرے اور اس وقت اول کو جہنم اسکو اختیار
 اعدا الشقیں کے قبول کرنے کا دیا گیا تھا یا ذکر کے اپنے حال پر ہلال پر
 نروئے اور موت شق ثانی یعنی قتل آنے کو ایک دولت و عشرت بجد
 وعدہ بنظر اوس حالت پر ہلال کے سمجھ کر آہ و زاری اور فریاد و بیقراری

اپنی جان او سکے افسوس ہی میں نہ کھوئی پس موت رحمت اور موت سخت مصیبت کے نفع و نقصان کا حال اور فرق و تفاوت بدرجہ کمال اس جگہ سے بخوبی قائل تر منظور ہو سکتا ہے اگر احمق موت مصیبت تکالیف و صعوبات مذکورہ بالا کے ساتھ اس درجہ سخت تر ہے کہ جن تکالیف و صعوبات کے مقابلے میں موت آسانی کو بہتر درجہ راحت و زندگانی تصور کرنا چاہیے ہر گاہ یہ سب معلوم کیا تو اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ موت فوج حیوانات کی کمال آسانی تو بالبدیہ ظاہر و باہر ہے یعنی یہ موت تو وہی موت آسانی اور موت کمال راحت و آسانی ہوا کرتی ہے جس کا ذکر احد العسین قتل مجرم میں کیا گیا ہے موت بدون فوج یعنی سختی امراض کے ساتھ مرنا حیوان کا اس قسم کی کمال شدت اور صعوبت بہ نسبت قسم دوم یعنی موت مصیبت کے اس کمال شدت اور صعوبت کے جس کا ذکر قسم دوم قتل مجرم میں کیا گیا اگر زیادہ نہیں تو کم تو کیسی طرح پر تصور نہیں ہو سکتی کس واسطے کہ اول تو ایسے وقت تکلیف و مصیبت میں کہ جسکی ایک ایک ہل ایک ایک سال کے برابر اور پہاڑ سے زیادہ سخت تر ہوتی ہے کئی کئی روز یا اونیسے درجہ پہون گشتن مبتلا رہنا جائز اگر سختی مرگ و فزع روح میں اس شدت مصیبت کا کچھ حد و حساب ہی نہیں ہے دوم یہ کہ تکلیف موت امراض اور فزع روح کی سختی فی نفسہ ایسی ہلاکی سختی ہے کہ جسکے مقابلے میں تمام دنیا کی تعذیبوں کو نہایت کم بلکہ کالعدم سمجھنا چاہیے کوئی تعذیل و تسخیر کیون نہ نہایت سبالعہ او سکے کمال تادی کے بیان میں انسان جس وقت کرنا چاہتا ہے تو یہی کتا ہے

کہ فانی تعذیب و تکلیف سے جان پر نیکی یا نزع کا حال ہو گیا یا دم لبون پر
 آگیا یا مرجانے میں کچھ باقی نہیں رہا پس ہر گاہ اور تمام تعذیبات و
 تکلیفات کا دنیا میں انتہائی انداز عقلی یہی ہے کہ ان سب تعذیبات و تکلیفات
 کے مقابلہ اور مد شرح و بیان کا حالت جان لمبی اور نزع روح ہی پر قیاس
 کیا جاتا ہے تو اب خیال کرنا چاہیے کہ خود حالت اصل نزع روح اور جان لمبی
 کی جو کہ مشبہ بہ تمام جہان کی تعذیبات اور تکلیفات کی واقع ہو ا کرتی ہے
 کس قدر بد بلا حالت ہے کہ کوئی درجہ اذیت و تکلیف کا اس سے زیادہ نہ
 تصور نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اصل فائدہ اس حالت پر ملات
 کا حیوان غیر مذبح ہی کے ساتھ مختص کیا گیا ہے حیوان مذبح کو اس تکلیف
 جانگزا کے فرسے سے گویا سوا ایک شائبہ کتر غیر مقبر کے نہیں پہنچتا سوم
 یہ کہ اکثر امراض شدیدہ مہلکہ کے شائد و صعوبات اس درجہ کے ہوا کرتے
 ہیں کہ جن شائد و صعوبات کے بموجب کے وقت انسان اپنی جان کے
 نکل جانے کی اکثر آرزو کرتا ہے اور بعض وقت تو غلبہ یتیمی میں اپنے تئیں
 آپ ہلاک کرنے سے بھی نہیں ڈرتا ہے پس وہ سب تکالیف شدیدہ
 جنکے سبب سے انسان اپنی موت کی آرزو کرے اور اپنے تئیں آپ
 ہلاک کرنے سے ڈرے اور جملہ تکالیف موت مصیبت سے جبکا ذکر
 اعدائے قتل مجرم میں کیا گیا اگر زیادہ نہیں تو کم تو کی طرح پر تصور نہیں
 ہر یک تین الغرض تکلیف موت امراض کا غایت مصیبت جانی اور تکلیف
 موت نزع کا مقابلہ تکلیف موت امراض کی غایت راحت و آسانی ہونا

اور بھی قسم اول کا بہ نسبت دوم کے نہایت مبغوض اور نامرغوب اور
دوم کا بمقابلہ اول کے گویا مطلوب اور مرغوب ہونا نظر قیاس اندازہ شناس
میں یقین ثابت و متحقق پس ایک قسم کے فائدے کو بمقابلہ قسم دوم کے
فائدہ نہ سمجھنا یا دوسری قسم کے ضرر کو کمال ضرر تصور نہ کرنا سراسر خلاف بہت
عقل و انصاف ہر خلاصہ مدعا یہ کہ تفاوت و امتیاز تکلیف فیج کا اور حلقہ تکلیف
مجربہ حیوانات سے حسب وجوہ مذکورہ مسطورہ بآدنی دقت نظر اس طرح پر
ثابت ہر کہ جس تفاوت و امتیاز کے لحاظ کے بعد اور تمام تکالیف مجربہ کو
جائز اور تکلیف فیج کو ظلم اور ناجائز سمجھنا کسی طرح پسند و قبول ارباب عقول
نہیں ہو سکتا علی الخصوص تفاوت و امتیاز و صواب اول ہر دو وجوہ مذکورہ
کا ایسا تفاوت شدید اور بون بعید ہر کہ جس تفاوت و امتیاز کے لحاظ کے
فاعل فعل فیج اور فاعل تکالیف مجربہ دیگر کو فرق و امتیاز موجد و مقلد اور
مصنف و مولف کے قبیل سے تخیل کرنا چاہیے یا حسب تحقیق عکس
کلام و متحقق اہل اسلام فاعل و کاسب کے فرق و امتیاز کی نظر سے تصور کرنا
چاہیے یعنی فاعل فعل فیج کو تکلیف ضروری الوقوع اور متیقن الوقوع مقررین
عند اللہ کے واسطہ ایصال ہونے میں گویا حکم کا سبب یا مقلد یا مولف
کے خیال کرنا سزاوار ہر اور فاعل تکالیف دیگر کو بسبب اسکے کہ اصل عاقل
اور علت معین اور سبب متعلل و ن سبب تکالیف کا وہی ہو کر تا ہر گویا
اصل فاعل یا موجد یا مصنف کے قبیل سے تخیل کرنا لائق عقل و اعتبار
ہر ہر گاہ اس تمام بحث و کلام کو معلوم کیا تو اب سمجھنا چاہیے کہ حضرات

مجوزین فیج نے جالیسی تکلیف شدید کا جاندار پر پونہ چانا جائز رکھا ہر وجہ
 اسکی یہ ہے کہ ان حضرات نے اس بات کا خیال کیا کہ ہر گاہ خلق حیوانات
 صرف ہمارے ہی منافع اور کاروائی کے واسطے ظہور میں آیا ہے اور
 حیوانات مورد و محل واقع ہوئے ہیں جبکہ تکالیف شاقہ کی ہماری رحمت
 منفعت کے واسطے تو جس طرح ہم اور تکالیف غیر ضروری متعل الوقوع کے
 پونہ چانے میں بلا حجت و تکرار عاصی اور خطا وار نہیں ہو سکتی اس طرح تکلیف
 ضروری یقین الوقوع کے واسطے ایصال ہونے میں بھی گویہ تکلیف
 تکلیف اشد ہی کیونکہ یہی بدرجہ اولی عاصی اور غاٹلی نہیں ہو سکتی علیٰ اصول
 اوس وقت میں کہ خود فائدہ ذاتی حیوان مذبح کا بھی اس قسم تکلیف کی
 تقدیر وقوع پر تصور کر کے واسطے کہ جو تکلیف موت کا شد تکلیف ہر واقع
 ہونا تو اس کا حیوان پر کسی سبب اور حیلے کے ضمن میں کیونکہ نہ بلکہ
 قطع نظر حیلے و اسباب سے بھی ایک امر ضروری ہے کہ محفوظ رہنا حیوان کا
 اوس سے کہی طرح ممکن ہی نہیں ہو سکتا پس ایسی تکلیف ضروری الوقوع کے
 ظہور میں واسطہ ہونا ہمارا حصول اوس تقدیر پر کہ خود فائدہ ذاتی حیوان
 مذبح کا بھی مد نظر اور تصور ہو نہایت اہوں و نف ہر ہماری اور تکالیف
 کے واسطہ ظہور ہونے سے جو کہ ضروری الوقوع ہرگز نہیں ہیں اور ظہور و
 صدور ان کا صرف ہماری ہی فعل اختیاری پر معلق و منحصر کیا گیا ہے معذا
 کوئی فائدہ ذاتی حیوان کا بھی اون کے وقوع سے مد نظر اور تصور نہیں ہوتا
 الحق جو چیز کہ صرف ہماری ہی منفعت خاص کے واسطے خلق کی گئی ہے اور

اور جملہ تکالیف غیر ضروری الوقوع اوسکی ہمارے واسطے مباح بلکہ دینی
 ضروریہ سے قرار دی گئی ہیں تو اگر تکلیف ضروری الوقوع متحمل استقوط بھی
 اوسکی ہمارے ہی ہاتھ سے واقع ہوئی تو کیا قباحت لازم آئی یہ تکلیف
 تو اوسپر بدون اس ہمارے عمل و تصرف کے بھی ضروری واقع ہوتی ہم
 اس تکلیف کو اوس سے ٹال تو کیسے طرح سکتے ہی تھے لیکن بدون ہمارے
 واسطے ہونے کے معنی بسبب سحوق مرض کے اگر یہ تکلیف واقع ہوتی تو اوس
 صورت میں چند قباحتیں لازم آتیں اول یہ کہ حق مرض الموت کی شدت
 اوس جاندار پر شدید تر ہوتی دوم یہ کہ شدت مرض الموت باوجود اشارہ واذیہ
 ہونے کے شدت زمانی ہوتی نہ مثل شدت فیج کے شدت آنی سوم یہ کہ
 اوس صورت میں گوشت جانور مر نہیں کسی مصرف کا بھی نہ تو کیا کیونکہ سویش
 امراض تھا اور قوت اور لذت بھی اوس میں باقی نہ رہتی اور اگر باقی بھی رہتی
 تو نہایت قلیل کا معدوم پس عمل فیج سے یہ سب قباحتیں جاتی رہیں اور
 تکلیف وہی واقع ہوئی جو کہ ضروریہ واقع ہونے والی تھی بلکہ اوس تکلیف
 ضروری الوقوع میں غایت درجہ سخت اور سہولت حیوان مذبح کی واسطے
 صرف عمل فیج کے سبب حاصل ہوئی یعنی کما و کیف دونوں طرح سے
 اوس تکلیف میں کمال تخفیف ہو گئی الغرض درحقیقت تکلیف فیج کا ضروریہ
 ہونا ہی اصل سبب اختیار ایسے عمل کا واقع ہوا ہے ورنہ محل غور و انصاف
 ہے کہ بدون قصد فیج و اہلاک کے اگر کوئی شخص کسی عضو حیوان کو کاٹے یا
 اوسے زخم بھی بلا ضرورت علاج وغیرہ کے لگائے تو یہ کاٹنا اور مجروح

کرنا تو دین اسلام میں سخت ممنوع و حرام ہے پس جس مذہب میں آدمی
 جرات ذی روح ناروا ہو کب ممکن تھا کہ ایسے پر رحم مذہب کے درباب
 اولی الالباب اس درجہ تکلیف شدید کو اپنے عمل و اختیار سے جائز نہ کرتے
 اور باوجود اس کے ممکن الاندفاع ہونے کے دفع او سکون کرنے پر آمادہ نہ ہوتا
 کہ اگرچہ تکلیف موت ضروری الوقوع تو بلاشبہ تھی لیکن انسان ذابح کے
 سبب سے اس کے وقوع میں کس قدر عجلت اور تقدیم ہو گئی اور جو چیز کہ بعد
 کس قدر مہلت کے ظہور میں آنے والی تھی وہ آج ہی ظہور میں آئی کس قدر
 تمتع حیات بچا رہے حیوان فانی کو باقی تھی وہ بھی حاصل نہ ہونے پائی جواب
 اس کا یہ ہے کہ مہلت ہونے سے اس تکلیف ضروری الوقوع کی شدت میں
 کچھ کمی تو ہو ہی نہ جاتی پس انتظار مہلت کا نفس تکلیف کی نظر سے تو محض
 بے سود تھا بلکہ جو مقصود یعنی تخفیف تکلیف کہ عدم مہلت وہی میں حاصل
 وہ مقصود بھی مہلت دینے میں جاتا رہتا باقی رہا امتحان چند روز حیوان مذبح
 تمتع حیوانات کی حقیقت تو مقدمہ دوم کتاب سے بخوبی واضح ہو چکی ہے
 یعنی تمتعات اضطراری و درکنار تمتعات غیر اضطراری سے بھی محروم نہ ہونا
 حیوانات کا واسطے حصول انتفاع ذاتی اپنے کے انسان کے حق میں باتفاق
 جملہ عقلا جاہل ثابت ہو چکا ہے چنانچہ باندھ کر رکھنا جانوروں کا اور سبب قید و بند
 کے محروم رکھنا اونکو کو دینے اور کیل کرنے سے اور باز رکھنا اونکے
 بچہ ہائے شیر خوار کا قرب و مجاورت اور سے واسطے بچانے شیر کے پی کا نام بلا
 و کلام مسلم و معمول جملہ عقلا سے انام ہو چکے ہیں جس طرح حالت زندگی

حیوانات میں باور کھانا اونگھتیاں غیر اضطرابی سے انسان کو جائز
 ٹھہر چکا ہے اس طرح بیچ کرنے کے ساتھ بھی جواز بازرگانی کا اس قسم متنازع
 سے بلاشبہ مسلم بلکہ حالت زندگی میں تو انکو اس قسم متنازع سے باور کھانا
 بہ نسبت اس دوسری صورت کے نہایت اشد ہے کیونکہ اس حالت میں
 جیتے جی ترسانا اونگھا اس قسم مستلذات سے ہوا کرتا ہے بخلاف صورتِ موت
 کے کہ جیتے جی ترسانا اونگھا لازم نہیں آتا بعد سننے اس دلیلِ طویل کے عجیب
 نہیں کہ کوئی معترض اس طرح اعتراض کرے کہ ہر گاہ ضروری الوقوع ہو
 صدمہ موت کے سبب سے امر بیچ حیوان قبیح نہیں ٹھہرا تو چاہیے
 کہ قتل انسان بھی اس نظر سے قبیح نہ خیال کیا جائے اور سبب اسکے
 کہ حقوق موت تو انسان کے واسطے ایک روز ضروری شرع اہل اسلام
 ایسے امر ضروری الوقوع کے واسطے ایصال ہونے کو بھی قبیح و مذموم
 نہ ٹھہرائے جواب اس اعتراض کا بھی سن لینا چاہیے مثنیٰ زرے کہ دیکھو
 نفع انسان اور تمام حیوانات کی تفاوت مراتب زمین و آسمان کا
 ثابت ہے پس قتل افراد نفع انسانی کا بیچ افراد حیوانی پر کبھی قیاس
 نہیں کیا جاسکتا کس واسطے کھان حیوانات کی تو اصل خلقت ہماری ہی منافع
 اور تمتعات ذاتی کے واسطے ظہور میں آئی ہے اور ہمارے منافع و تمتعات
 ذاتی کے حصول میں مورد تحالیف ہونے کے واسطے ہر یہ پیدا کیے
 گئے ہیں بخلاف انسان کہ وہ ہمارے انتفاع و تمتع کے مورد تحالیف
 ہونے کے واسطے دراصل پیدا نہیں کیا گیا پس تحلیف بیچ حیوان

جاری طرف سے بسبب مورد تکالیف مقرر ہونے اور حیوان کے
 تکلیف فی محلہ ہر اور تکلیف قتل انسان جاری طرف سے تکلیف فی محلہ
 نہیں ہو سکتی دوسرے حکم نوع انسان مانع ہر تجویز ذبح اور استحلال لحم افراد
 انسانی سے تیسرے ہر گاہ جاری شرع میں بدون نظر متع محض مینائدہ ذبح
 کرنا حیوان ماکول اللحم کا بھی سخت ممنوع ہر تو ذبح کرنا انسان غیر ماکول اللحم کا جسکا
 گوشت کھانا ہلکومت حرام ہر کس طرح جائز ہو سکتا ہر چوتھے افراد بشر کو ذبح
 نے مدنی الطبع اور فیصل انواع حقوق و معاملات خلق فرمایا ہر لہذا قتل کرنا انسان
 کا مستلزم ہوتا ہر اتمام اصناف حقوق اور محروم کر دینے بسا اہل حقوق
 کا اور ہر گاہ ذبح کرنا حیوان شیردار کا بسبب رعایت حقوق اور اسکے بچہ کے
 شیر خوار کی نہیں چاہیے اور بھی ذبح کرنا کسی ایسے جانور کا جسکی ذات کے
 ساتھ حق کسی دوسرے انسان کا متعلق ہو درست نہیں ہر تو انسان
 مدنی الطبع جسکے ساتھ انواع حقوق خلائی ادا قسام معاملات و علاق
 متعلق کر دیے گئے ہیں اور کا قتل کرنا تو اور بھی موجب قباحت شدید
 اور تجویز عقل و انصاف سے متناسر عبید ہر پانچویں جس طرح زمانہ متع اور بقا
 حیوان کا بمقابلہ متع نوع انسانی کے محض لاشی قرار دیا گیا ہر اھ ذبح کرنا حیوان
 کا واسطے متع انسان کے بلاسما خاملت بہر نوع مباح تجویز کیا گیا ہر زمان
 متع و بقای انسان کو بھی ایک ہی طرح کو بمقابلہ متع اور امتناع کسی دوسرے
 فرد افراد انسانی ہی کی کیون شوبیح و لاشی محض قرار دینا ہرگز نہیں ہو سکتا
 کسواسطے کہ مقدمہ دوم میں بخوبی واضح ہو چکا ہر کہ ادنی ساعت متع او

بقای نفس انسانی کی تمتع و بقای نفس حیوانی کے صد ہا اور ہزار ہا سال سے
 بھی عزیز و گران بہا ہو کر رہی ہو مقصد سوم مخفی نہ ہے کہ مقررین ہر گاہ
 اہل اسلام سے پوچھتے ہیں کہ تم حیوانات کو کس واسطے ذبح کرتے چکے ہو
 ظلم متنی ذمی روح پر کس طرح جائز ٹھہرایا ہو اہل اسلام او کو جواب دیجئے
 کہ ذبح کرنا ہمارا ان جانوروں کو بامراتی ہو اور اصل مالک و خالق جسم و جان
 کی طرف سے ہم اس امر میں مامور اور مجاز ہیں مخالفین اس بات کو سنکر
 اس طرح اعتراض کرتے ہیں کہ خداوند احکم الحاکمین باوصف عادل و رحیم و
 کریم ہونے کے ایسا ظلم صیح اور حکم قبیح ہرگز تجویز نہیں کر سکتا اور کی طرف
 عقل میں نہیں آتا کہ خداوند رحیم نے باوصف عادل و کریم ہونے کے ایسا
 حکم قبیح کیا ہو اور اس طرح کا اذن مستحسن ظلم صیح دیا ہو ہر گاہ تقریر اعتراض معلوم
 ہوئی تو اب اسکا جواب باصواب بھی سننا چاہیے مخفی نہ ہے کہ مقررین جو
 اس حکم سے نسبت ظلم خداوند حکیم و کریم علی مالک و مختار مطلق کی طرف سمجھتے ہیں
 یہ سمجھنا اور سمجھتی ہو اور چند قیاسات مع الفارق کے اور وہ چند قیاسات
 مع الفارق یہ ہیں اول قیاس خالق کا اور پر مخلوق کے دوم قیاس مالکیت
 و مختاریت مطلقہ کا اور پر مالکیت و مختاریت مقیدہ کے سوم قیاس ملوکات
 حقیقہ کا اور پر ملوکات مجازیہ کے اور بلالان ان سب قیاسات کا پتلا ہر
 و باہر ہو اور زیادہ تر اس کلام کی تصریح اور اس مقام کی تشریح کو باین طور غور
 کرنا چاہیے کہ ظلم کہتے ہیں تصرف ملک غیر کو خداوند تعالیٰ تو مالک حقیقی ان
 تمام جانوروں کا ہو اگر اپنے ملک خاص میں اس مالک حقیقی نے ایسا تصرف

کیا اور قبضہ و اختیار اپنے ملک خاص کا اپنی مشیت و قدرت سے کسی
 دوسرے کو دیا تو یہ تصرف تصرف بیجا تو کسی طرح نہیں ٹھہرا مثال اسکی اس طرح
 سمجھنا چاہیے کہ مثلاً اگر کسی کوزہ گرنے کے کچھ برتن بنا کر کسی دوسرے
 آدمی کو اودن برتنوں کے توڑ ڈالنے کی اجازت دی تو کیا یہ اختیار
 دینا اودسکا اپنے ملک کے تصرف میں عقلاً ظلم کہلائیگا اور خلاف انصاف
 سمجھا جائیگا ہاں اس قدر خیال اس موقع پر البتہ ہو سکتا ہے کہ آیا یہ ٹوٹا برتن
 کا کسی فائدے کی نظر سے واقع ہوا یا محض عبث پس جو لوگ کہ اوس کوزہ
 کو مر دزیرک و فہیم صاحب عقل سلیم سمجھتے ہو گئے وہ تو اس حرکت کے دیکھنے
 سے غالباً ایسا خیال کر سیکے کہ چونکہ یہ کوزہ گرم دزیرک و فہیم اور صاحب عقل
 سلیم ہوا ایسا تصرف اپنے ملک میں اس شخص سے غالباً کسی مصلحت اور
 منفعت ہی کی نظر سے واقع ہوا ہو گا گو وہ مصلحت اور منفعت ہمارے ذہن
 سے دور اور دستور ہی کیوں نہ ہو اور جو لوگ کہ اوسکی عقل و فراست پر اس قسم
 کا اعتقاد اور اعتماد نہیں رکھتے اودکو اس حرکت سے یہ گمان ہو گا کہ ایسا
 تصرف اس شخص کا چونکہ تصرف اپنے ملک میں ہر ظلم و زیادتی تو کسی طرح
 متصور نہیں ہو سکتا لیکن ایک امر عبث و لغو محض کا واقع ہونا البتہ معلوم و
 مفہوم ہوتا ہے اس حاصل تصرف کرنا اپنے ملک حقیقی میں گو وہ تصرف کسی بیخ پر
 کیوں نہ ہو ظلم تو کسی طرح گمان نہیں کیا جا سکتا بلکہ تصرف مصنوعات مجازیہ کوزہ
 پر بھی ظلم و ستم ہو سکتا خیال یا احتمال نہیں کیا گیا البتہ کوزہ گر کی حرکت پر عبث
 و فصول ہونے کا خیال و احتمال ضرور ہو سکتا ہے لیکن خداوند حکیم حق اور مالک

کے امور و افعال میں تو اس خیال و احتمال کو بھی دخل و مجال نہیں ہو کیونکہ
 ہر گاہ اس کو زہر کے مرنے پر اور صاحب عقل سلیم سمجھنے کی تقدیر پر باوجود
 خالق اور مالک حقیقی ہونے کو زہر گزندہ کو رکھنے کے بھی خیال و احتمال صدور اور
 عبث و فضول کا پیش نظر رکھتا ہو تو خداوند خلاق عالم و آفاق کو
 سرے کا حکیم و دانہ اور خود خالق تحقیقی اور مالک حقیقی عقل اور عقلا کا ہر ایک
 خالق و حکیم حق اور مالک مطلق کے امور و افعال میں ایسے خیال و احتمال
 کو کب گنجائش دخل و مجال ہو سکتی ہو خلاصہ مدعا یہ ہے کہ حکم حق اوس خداوند
 سبحن اور مالک مطلق کی طرف سے مورد اعتراض و چون و چرا کسی طرح نہیں ہو
 ورنہ جس قدر ذی روح حکم خداست ہلاک ہوتے ہیں چاہے کہ اولن سب کا
 ہلاک بھی نفوذ اللہ نہ تھا ظلم ہی خدہ سے دیکھو خداوند تعالیٰ کے حکم سے
 جس طرح ہزار ہا بلکہ لاکھ لاکھ جاندار ہر روز پیدا ہوتے ہیں اور وسیع ہزار ہا بلکہ
 لاکھ لاکھ اوس کے حکم سے ہر روز ہلاک بھی ضرور ہوتے ہیں پس کیوں اس قدر
 جانوں کے ہر روز ہلاک کرنے سے کوئی عاقل یا جاہل اوس خداوند حکیم عز
 کے حکم کو محکم و مظہر و ستم کا اطلاق بلکہ اوس نے خیال و احتمال بھی نہیں کر سکتا
 حال آنکہ اور کوئی شخص اگر ایک جان کو بھی بلا وجہ ہلاک کرتا ہو تو ہر ایک
 کے نزدیک بالیقین ظالم و ستم گار قرار پاتا ہو مودی خلق آزار ضرور کہلاتا ہو
 اصل سبب اس کا یہی ہے کہ خداوند احکم الحاکمین تو خالق تحقیقی اور مالک حقیقی
 جملہ اشیا کا ہو اوس خالق تحقیقی کو اپنی دی ہوئی جان کے لیے لینے میں
 بہر نوع اختیار ہو اوس مالک حقیقی کے معاملات میں کس شخص کو مجال رد

و انکار ہر سہ کندہ ہر چہ خواہ برو حکم نیست کہ جان دادن و کشتن اور
 یکسخت و ہر گاہ خداوند خلاق جملہ آفاق نے تمامی مخلوقات کو فانی غیر فانی
 خلق فرمایا ہوا و خود حکم و حکمت بالغہ اپنی سے صدور و موراہل موحل کا
 ہر ذمیات بے ثبات پر واجب و لازم اور فرض و متعمم ٹھہرایا ہوا و حقیقت
 مآل کا ہر چہ جوان کا مژنا اور اس جان بے بنیان سے ایک روز گذرنا ہوا
 اور اوسیکے حکم و تقدیر سے اس عالم اسباب میں ہر ایک ذمی روح فانی
 کے ہلاک ہونے کے واسطے ایک سبب ظاہری بھی مقرر و مقدر ہو چکا
 ہوا پس جس طرح اور تمام جانداروں کے ہلاک کے واسطے حکم و حکمت الہی
 سے طرح طرح کے باعث و سبب مقرر و مقدر کیے گئے ہیں اسطرح
 ماکول اللہ جانداروں کے واسطے فیج ہونا بھی سبب موت اوسکے حکم و حکمت
 سے مقرر و مقدر ہوا اور جس طرح اور تمام اسباب میں اوس سبب حقیقی پر
 اعتراض نہیں ہو سکتا اسطرح اس سبب خاص یعنی حکم فیج کے مقرر کرنے پر
 بھی اعتراض کی مجال اور طعن کا احتمال ہرگز کسی طرح نہیں ہو مقصد جہاں
 جو لوگ حکم فیج کو تجویز ظلم خیال کرتے ہیں اور خداوند رحیم و کریم کی طرف سے
 وقوع اس حکم کا سراسر محال ادعا یا از دائرہ وہم و خیال سمجھتے ہیں اور
 حضرات سے یہ پوچھنا چاہیے کیا جو جانور کہ بدون فیج حقوق امراض کے
 سبب سے مرا کرتے ہیں وہ موت اوسکے امراض کے سبب سے شدت
 تکلیف میں موت فیج کے برابر ہوتی ہو یا اوس سے نامد یا کمتر یہ بات تو ظاہر
 ہے کہ تکلیف موت امراض تکلیف موت فیج سے بدایہ زیادہ تر ہوتی ہو گی

کہ اول تو یہ تکلیف تکلیف دہی آئی ہوا اور وہ تکلیف غالباً تکلیفِ موت
 زمانی دوم یہ کہ اشتداد اکثر امراض کافی نفسہ اس قدر سخت ہوا کرتا ہے کہ کسی
 دوسرے نفس پر اس اشتداد کا ایک نظر اپنی آنکھ سے دیکھ لینا ہی نہیں
 ضعیف البنیان کو سخت دشوار و ناگوار گذرتا ہے بلکہ بعض امراض کی شدت
 سے تو مریض کو دفعتاً اپنا ہلاک کر ڈالنا ہی بہت آسان معلوم ہوتا ہے اگر اذ
 اتیل الانسان یطیحين فاعتارہ ہونما کے اقتضا سے وہ مبتلا ہی ہلا چار
 ناچار موت ہی کو اختیار کر کے جان عزیز اپنی آپ اپنے ہاتھ سے کھنڈ
 اور قطع نظر شدت مرض کے نفس نزع روح بدون فرج کے ایک ایسا صعد
 مولم و مصعب ہے کہ خدا کی پناہ کمال صعوبت اور سکی ہرگز احتیاج بیان نہیں
 رکھتی بخلاف فرج کہ ایک طرفہ بعین مین جو حالت پر ملاحت حیوان مذہبوح پر
 جاری ہوا کرتی ہے کھلف البرق گذر کر بغ ہو جایا کرتی ہے کسی ہی اذیت و تکلیف
 اشد کیون نہوا یک لمح بصیرت جان اوس فرج ناتوان کی نجات ابدی اوس
 اذیت و تکلیف اشد سے پایا کرتی ہے حاصل موت امراض کا نہایت اشد
 اور ہلای بد ہونا نزدیکی عقل و قیاس اندازہ شناس کے اس وجہ ثابت و
 مستحق ہے کہ موت دہی مثل موت فرج کے تین اکثر عقلاً بمقابلہ اوس کے غایت
 آسانی بلکہ موجب راحت جاودانی تصور کیا کرتے ہیں چنانچہ عقلائی فرنگ
 نے جو جانور مریض باہوس للعلاج مبتلا ہی بنج و بلا کو ضرب کلاہ تنگ سے مراد
 قرار دیا ہے صرف اسی مصلحت سے تجویز کیا ہے کہ اقسام آلام و اقسام طوائف زرا
 کا ایک تکلیف دہی آئی سے رافع دفع کر دینا عینِ مرمت و احسان اوس

سیوان بنجور ناتون کے واسطے حکم عقل و نظر مقرر و متصور کر چکے
 ہیں ہر گاہ سنایت اشد اور بلائی بد ہونا موت امراض کا اور بہ نسبت اس کے
 غایت آسان اور خفیف التکلیف ہونا موت قذیح کا واضح کیا گیا تو اب ہم
 مقرر مقرر سے یہ بات پوچھتے ہیں کہ آیا جو شائد بجد و عدم موت امراض میں
 جاندار و غیر ہوا کرتے ہیں اور ان سب شائد کو تم حکم خداوند احکم الحاکمین سمجھتے ہو
 یا نفوذ باللہ کوئی اور بھی دوسرا زبردست خداوند غالب پر غالب ہو کہ جو خداوند
 کے مخلوق اور مخلوک جانداروں کو ایسی مصیبت اور تکلیف سے مارتا ہو اور
 خداوند کو اس کے پیچہ ظلم سے ان عاجزون کے چھوڑانے کی طاقت ہرگز نہیں
 ہوتی پس ہر گاہ تم قائل ہو جاؤ گے کہ نہیں یہ سب شائد امراض اور تکلیف
 موت خداوند احکم الحاکمین ہی کے حکم و تصرف سے ہوا کرتے ہیں تو اس وقت
 ہم تم سے پوچھیں گے کہ آیا اور شائد زائد از قذیح کو بھی تم ظلم سمجھتے ہو یا کیا
 اگر ان کو بھی ظلم سمجھتے ہو تو امر فحش کے ظلم فرض کرنا کی تقدیر پر بھی خداوند تعالیٰ
 کی طرف سے حکم فحش کے محال ہونے کا خیال ہرگز نہ کو نہیں چاہیے اور اگر
 اور شائد زائد از قذیح کو تم ظلم نہیں کہتے تو قذیح کے شائد کب ظلم ہو سکتے ہیں
 جو توجیہ تم اور شائد نادمین کرو گے وہی توجیہ ہم فحش میں بھی کر سکتے
 بعد سننے اس دلیل طویل کے معلوم کر لینا چاہیے کہ شائد موت تو ہر ذی حیات
 کے واسطے امر و ارادۃ الہی سے بالیقین مقرر اور مقدر ہوئے ہیں لیکن اور
 شائد مکی دو قسم ہیں ایک شدت موت امراض دوسری شدت موت
 قذیح چونکہ ہم اول بہ نسبت ثانی کے سنایت اشد کر لیا بعض حلیات کے

واسطے جسکی طرف لطف خداوندی متوجہ ہوا قسم ثانی ہی خاص کی گئی پس
 تیسرے حکم فوج واسطے جنس حیوانات کے حضرت خداوند حقیقی کی طرف سے
 کمال لطف ہر نہ ظلم کہ موت اشد سے ان ضعیفانِ جستہ جان کو بچایا اور
 بعض ایسے موت اشد کے موتِ امیون و اخف کے ساتھ بالاختصاص
 خاص فرمایا مخالفین اس دلیل کو سنکر دو اعتراض کرینگے اول یہ کہ اگر موت
 فوجِ امیون اور عین لطف خداوندی تھا تو آدمیوں کے حق میں کس واسطے
 یہ لطف تجویز نہیں کیا گیا حال آنکہ نفع انسان بہ نسبت اور حیوانات کے
 الطاف خداوندی کے ساتھ زیادہ تر احق و الیق ہر پس چاہیے تھا
 کہ آدمیوں کے واسطے بھی بچاے موت مرض موت قتل ہر خاص کیجائی
 اعتراض دوم یہ کہ موت امراض اختتامِ ایامِ حیات پر ہوا کرتی ہر بخلاف
 موت فوج کہ قبل اتمامِ ایامِ حیات حیوان کو مار ڈالتے ہیں لہذا ظلم ہونا اسکا
 نفس فعل فوج کے سبب سے اگر ثابت نہوا تو قبل اتمامِ ایامِ حیات کے
 فوج کر ڈالنے کے سبب تو ضرور ثابت ہوگا اب جواب بامصواب ان دنوں
 اعتراض کا بھی سنا چاہیے جواب اعتراض اول کا یہ ہر کہ موت فوج موت
 مرض سے امیون اور حسن تو بلا شک ہر اور کمال لطف خداوندی ہونا اس
 موت کا حق انسان میں بھی مسلم چنانچہ مقتول باظلم اور مقتول بالقصاص و ذل
 کے حق میں موت فوج کا لطف من اللہ ہونا جملہ اہلِ ادیان کے نزدیک ثابت
 اور متحقق ہر لیکن سوال خاص صورتوں کے مطلقاً جو قیمت موت انسان کی واسطے تجویز
 نہیں کی گئی اسکے واسطے کسی زمین میں اول یہ کہ نفع انسان عند اللہ بہت کرم ہر

پس غایت مکرم اسکی مانع ہر حکم فرج اسکے سے اور بھی رخصت اکل کچم اسکے سے مثل محوم اور حیوانات کے وجہ دوم یہ کہ نفع انسان بسبب کمال علو مرتبت اپنے کے اور بھی بسبب نفع و ادراک کے مخصوص کی گئی ہر ساتھ ابتلا کے اور تکالیف مخصوصہ انسان کے اشد ہیں تکالیف حیوانات سے لہذا اقسام موت سے بھی جو قسم اشد تھی وہی قسم ساتھ انسان کے خاص کی گئی اس جگہ کوئی یہ بات نہ کہے کہ موت اذیت اشد تو ظلم سے مقول ہونی چاہیے کہ مشہور ہونہ امراض سے مرنے والوں کے کیونکہ شدت تکالیف مظلوم قتل ہونے والوں کی جو مشہور ہو اس معنی کر شہر نہیں کہ نفس تکلیف موت قتل جو حرکت دینی آنے سے کھٹ البرق گذر جایا کرتی ہر وہ تکلیف فی نفسہ تکلیف شداید موت مرض سے کچھ زیادہ ہوتی ہر بلکہ مظلوم قتل ہونے کے جو شدائد و تکالیف مشہور ہیں وہ اور شدائد و تکالیف ہیں جو اس تکلیف دینی آنی کے قبل اکثر لاحق ہوا کرتی ہیں علاوہ اسکے مظلوم ہونا کئی محض کے ہاتھ سے یہ بھی زیادہ تر باعث رقت دلی اور ترجم قلبی کا ہوا کرتا ہر والا اس بات میں کیسے کھا شک نہیں کہ موت فرج اکثر اقسام موت امراض سے تو شدت تکالیف میں خفیف ہی واقع ہوئی ہر وجہ سوم یہ کہ انسان کو تو خداوند تعالیٰ نے ساتھ کمالات روحانی اور مہمانی دونوں کے شرف فرمایا ہر او حیوانات صرف صفات جسدی کے ساتھ متصف کیے گئے ہیں پس چونکہ بعد انقرض عمدت شہاب اور شمع زلمان انجلاط جسد کے صفات جسدی کو سودا تنزل و انقضاء روز بروز کے اپنی حالت موجودہ پر بھی تاحین حیات

قیام و ثبات کی طرح ممکن نہیں ہو سکتا لہذا وجود حیوان کا بعد ختم عہد شباب
اور شروع زمان انحطاط جدیدی کے حکم اوس درخت کے ہوا کرتا ہے جس
درخت کا زمان برگ بار تمام ہو جائے اور خشک ہونا شروع ہو کر زوال و
انحطاط روز بروز اوس میں راہ پائے یا شل درخت مونہ کے ایک بار بار لاکر
گو خشک بھی ہو گا مگر بار در گز بار نہ لائے باغبان عاقل ایسے درخت کو جس کو
بیکار محض پاتا ہے تو بلا خوف و اندیشہ تیشہ او سپر خاتا ہے بلکہ جو درخت کہ بار و ثمار
اون سے مقصود نہیں ہوتے صرف شاخ و برگ ہی مطلوب ہو کرتے ہیں
اون درختوں کے قطع کرنے میں تو باغبان عاقل اتمام ایام برگ و بار کا انتظار
بھی نہیں دیکھتا بخلاف اوس درخت کے کہ جس سے ہمیشہ یعنی جس وقت
تک کہ وہ اپنے بیج پر قائم رہے گو کیسا ہی پلانا کیوں نہ ہو جائے توقع بار و
اثمار یا اور کسی قسم منافع عظیمہ اور فوائد عظیمہ کی ہوتی ہے اوس درخت کہ باغبان
عاقل کسی حکم قطع کر ڈالنے کا نہیں دیتا اور کبھی کسی حال میں بھی لائق قطع نہ ہو
نہیں سمجھتا پس حیوانات کی طرٹ افراد نوع انسانی کا بیج تجویز کیا جتنی ہی صحت
پر ہے کہ آدمی کیسا ہی ضعیف و لاغر اور از کار رفتہ کیوں نہ ہو جائے بقا و اجرا
کمالات روحانی اور صنائع کسی کا اوس سے ہر وقت اور ہر حالت میں مامول
مترقب الحصول ہوا کرتا ہے مثل حیوانات کے صنائع اور بیکار کسی وقت اور کسی
حالت میں بھی مقصود نہیں ہو سکتا یہاں تک جواب اعتراض اول کا تھا اب
جواب اعتراض دوم سنئے۔ واضح ہو کہ اول تو قبل اتمام ایام حیات کے بیج
ہونا جائز و ناکاہرگز مقصود ہی نہیں کیونکہ مقتضای غرای لکل شے اجل

اعتقاد اہل حق میں ہر شے کے واسطے حکم و تقدیر خداوند عظیم و قدیر سے
 ایک اہل موبل مقرر ہو چکا ہے جس وقت کہ جانور بچ گیا بالضرورت ہی وقت اہل
 موبل اور سیکہ عالم الہی میں مقرر تھا یہاں اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ
 درصورتیکہ بدون اہل موبل کے کوئی جاندار قتل نہیں ہو سکتا تو چاہیے کہ
 اگر انسان کو بھی کوئی شخص بنا حق قتل کر ڈالے تو وہ قتل کرنا بھی کسی طرح مؤثر
 اعتراض اور مستوجب مواخذہ اور قصاص کا ہرگز نہ ہو کیونکہ وہ قتل بھی نہیں واقع
 ہو گا مگر اہل موبل پر تو جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ انسان کے قاتل کے حق
 میں جو حکم مواخذہ و قصاص کا شرعاً و عقلاً ثابت ہے وہ حکم مرتکب نفس
 انسانی اور حفظ نظام عالم کے سبب ہوتا ہے نہ بنظر اس کے کہ قبل اہل موبل مقتول
 کے یہ قتل وقوع میں آیا دیکھو اگر کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ جانبری
 اس سے عقلاً کی طرح پر تصور ہی نہ ہو سکے اور عین حالت اعتبار میں اس
 شخص کو کوئی آدمی قتل کر ڈالے یا آنکہ جو شخص کہ مدت طبعی اپنے کو تمام کر چکا
 ہو اور اسکو کوئی شخص ہلاک کر ڈالے تو باوجود اس بات کے کہ یہ دونوں قتل عقلاً
 اہل موبل ہی پر واقع ہونگے لیکن جتنا اہل ان دونوں عمر تمام کردہ مقتولوں کا
 بھی عقلاً اور ایٹما ناخود قتل و قصاص ضرور ہو گا کوئی حاکم بخیاں اسکے کہ اہل
 موبل تو ان دونوں مقتولوں کی آہی گئی تھی اب مواخذہ اسکا قاتل مذکور سے
 کیا ضرور ہے قاتل مذکور کو معذور و بے قصور تصور نہ کرے گا پس معلوم ہوا کہ معاملہ
 قصاص قتل انسانی میں اسباب کو ہرگز دخل نہیں ہے کہ آیا طبعی مقتول کی عقلاً
 تمام ہو چکی تھی اور عین اہل موبل اس کے سر پر پہنچ چکی تھی یا نہیں بلکہ کریم

نفس انسانی اور حفظ انتظام عالم اصل سبب اس مواخذہ قتل قصاص کا ہوا اگر تاخر
 اور اگر لیا تو کریم نفس انسانی اور حفظ انتظام عالم اصل سبب اس مواخذہ کا نہوتا
 تو کوئی حاکم عاقل و عادل عمر تمام کردہ مقتولوں کے قصاص میں نوعمر قاتلین
 کا اہلاک بلا اندیشہ و باک کی سطح تجویز کرتا اس حاصل قبل اتمام ایام حیات کے
 اول توجیع ہونا جانوروں کا ہرگز متصور ہی نہیں ہر علاوہ اسکے ہم پوچھتے ہیں
 کہ اگر توجیع کرنا تجویز اہلاک قبل اتمام ایام حیات کے ہر اور اسی سبب سے اسکے
 ظلم ہونے کا خیال و احتمال کیا جاتا ہر توجو جاندار کہ قبل اتمام عمر طبی کے بعض
 امراض صعب و بائی وغیرہ میں مبتلا ہو کر مثل توجیع و فتنہ مر جا یا کرتے ہیں انکو
 تم کیا کہتے ہو آیا وہ مزاجی قبل اتمام ایام حیات بعینہ توجیع ہی کی طرح ہر نہیں
 اور جس طرح توجیع میں یہ بات سمجھی جاتی ہر کہ اگر اس جانور کو توجیع نہ کرتے تو باقی
 حیات رہتا اور تا اختتام ایام عمر طبی بشرط عدم حقوق کسی آفت کے ہرگز نہ مرنے
 بلکہ بقیہ عمر زندگی اپنے کو در صورت عدم حقوق مانع پورا ضرر دے کر تا اسطرح
 ان امراض ناگہانی و بائی وغیرہ کے حقوق میں بھی یہی بات ضرور سمجھی جاتی ہر
 یا نہیں ہیں اگر ان امراض کے حقوق کی تقدیر پر بھی یہی بات صادق آتی ہر
 تو ہم پوچھتے ہیں کہ آیا وہ امراض با مرورادہ الہی لاحق ہوا کرتے ہیں یا کسی
 اور کے حکم و ارادے سے اور اگر حکم و ارادہ الہی سے لاحق ہوتے ہیں تو
 اونکے حقوق کو اور اس موت کو بھی تم ظلم کہتے ہو یا کیا جو توجیہ تم ان امراض
 کی موت میں کرو گے وہی توجیہ اس موت توجیع با مرابتہ میں بھی ضرور کی جائیگی
 اور اگر کوئی شخص ان امراض کو اور ان امراض کے سبب سے مرنے کو اور

اتفاقی کی طرف یا اسباب عالم سے اور کسی سبب دیگر کی طرف نسبت کرے
 اور امر فوج کو فضل ارادی انسان ہونے کے سبب سے علاحدہ اوس سے
 جانے اور دخل اور اختیار حکم و حکمت خداوند حقیقی کا ان دونوں اقسام موت
 سے ایک قسم میں بھی نہ مانے تو ایسا خیال تحقق الابطال تو سوا اوں بعض
 اشخاص خاص کے جو کہ وجود فانی وجود خداوند عالم کے لغو ذہالہ منہا قائل ہی نہیں ہیں
 یا اوس کے وجود فانی وجود کو معطل محض جانتے ہیں اور ظہور حجبہ امور کا
 وابستہ بخت و اتفاق مانتے ہیں اور کوئی فیہم عقل سلیم بھی نہیں کر سکیگا ابطال
 اس مذہب ضال کا اولہ قاطعہ اور حج ساطعہ سے پر ظاہر ہو اور خلاف عقل و
 انصاف ہونا اس طریق تحقیق کا از روی نقیض کتب حکمت و کلام بوضاحت
 تمام روشن و باہر ہو یہ رسالہ قلیل گنجائش شرح و بیان اون مباحث طویل
 کی ہرگز نہیں رکھتا اور قطع نظر تحقق الابطال ہونے اس مذہب ضال کے
 اس مذہب باطل و ضال کی بنا پر تو حقیقت فعل فوج کے قبیح و ناروا ہونیکا
 خیال و احتمال ہی کی سطح پر مقصور نہیں ہر اسماصل جو اشخاص کہ خداوند عالم
 کو قادر و متصرف جملہ کائنات پر سمجھتے ہیں اور کسی شے کو اس کے قبضہ قدرت
 و مشیت سے باہر نہیں جانتے انکو کی سطح چارہ نہیں ہر اس بات سے
 کہ جس طرح مرنا جانداروں کا امراض اتفاقیہ کے سبب جملہ سنین و اوقات
 عمر میں حکم و مشیت خداوندی ثابت اور تحقق سمجھتے ہیں اور ہرگز احتمال ظالم
 نسبت خداوند مالک حقیقی کے اوس میں نہیں کرتے اس طرح جملہ اوقات و
 حالات میں تجویز موت فوج کو بھی حکم و مشیت خداوندی ثابت اور تحقق سمجھیز

اور شاہ احتمال ظلم کو اوس مالک حقیقی کی طرف کی طرح اپنے دلون میں راہ
 مذہب بعد استماع اس دلیل جلیل کے عجب نہیں کہ کوئی شخص یہ بات کہے کہ خداوند
 مالک حقیقی تو بلا شک اپنی مخلوقات اور مخلوقات کے املاک پر بطور ذبح کے
 ہو خواہ بطریق بیمار ڈولنے کے جس طرح کہ چاہے اختیار کرتا ہو اور احتمال
 واسطہ ظلم اور زیادتی کا نسبت اوس خداوند مالک حقیقی کے کی طرح نہیں
 ہو سکتا لیکن یہ بات ہمارے فہم میں ہرگز نہیں آتی کہ آدمیوں کو خداوند
 تعالیٰ نے ایسے عمل جبر و سخت دلی کا جو کہ اقتضای رقت جنیت ان کے
 سے سرسبز عبید معلوم ہوتا ہو کس واسطے اختیار دیا اور کس مصلحت سے ایسے فعل
 و حرکت کے ساتھ مولا کو کیا ایا ضرورت ہے حکم کے ساتھ مولا کو کر نیکی کیا تھی اور کس مصلحت
 ایسی اجازت منافی خلق و انسانیت انکو دے گی جواب اس اعتراض کا اول یہ ہے کہ ہر ایک
 مصلحت خداوندی پر بندہ دن کو اطلاع ہونا کچھ ضرور نہیں خیال کرو کہ
 سلاطین ظاہر جو احکام و قواعد اپنے ملک میں نافذ کیا کرتے ہیں بہت
 احکام ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ عوام مرد و بلکہ اشخاص خواص کو
 بھی ان کے وجہ خفیہ اور مصالح ضروریہ پر اطلاع نہیں ہوتی پس ہر گاہ حکام
 سلاطین ظاہری میں ہر ایک آئین و قانون کا منشا ہر فہیم صاحب عقل سلیم
 بلکہ ہر عاقل کیا بھی دریافت نہیں کر سکتا چہ جاسے عوام کا الانعام تو حضرت
 سلطان اسلامین اور فرمان فرما سے حقیقی کے ہر ایک حکم کا منشا اور
 اصل سبب کب دریافت ہونا آسان ہو اور کس طرح ممکن ہو سکتا ہو کہ بندہ
 عاجز اوس خداوند حقیقی کے ہر ایک حکم کے مصالح کو دریافت کر سکے *

جواب دوم یہ کہ وجوہ و مصالح امر فیج حسب قدر علم خداوندی میں ہیں اور نہ
 سب کو تو حضرت خداوند ہی خوب جانتا ہے لیکن منجملہ اور نہ مصالح کثیر کے جو کہ
 علم خداوند عالم میں ہیں بہت سے وجوہ اور مصالح اور ضرورات ایسے بھی ہیں
 جن پر عالم الغیب حقیقی نے بندگان ضعیف کو کبھی مطلع فرمایا ہے چنانچہ کیفیت بعض
 اور نہ وجوہ اور مصالح اور ضرورات کی خود اس رسالہ عجالہ سے بھی بخوبی واضح
 ہو سکتی ہے مقصد یہ ہے کہ یہ بات پر ظاہر و آشکار اور مسلم علیہ عقلی و روزگار
 ہے کہ خداوند مطلق حقیقی نے اس جہان کی تمام مخلوقات پر انسان ہی کو شرف
 کیا ہے اور جمیع نباتات اور حیوانات و معدنیات کو فقط انسان ہی کے منافع
 اور اغراض ذاتی کے واسطے مخلوقہ وجود دیا ہے پس اصل مقصود اور خلاصہ
 وجود سب جہان کا انسان ہے اور جو چیز کہ سوا انسان کے اس جہان میں
 خلق کی گئی ہے انسان کے واسطے خلق کی گئی ہے دیکھو اس مانع بیچون نے
 اپنی حکمت باللہ سے کیا کیا عجائب غائب چیزیں اس جہان بے بنیان میں پیدا
 کی ہیں اور کیسی کیسی عجیب غریب منفعتیں اور تاثیریں ان سب اشیاء میں مخلوقہ
 علیحدہ اپنی قدرت کاملہ سے رکھ دی ہیں نہ کہ بوجہ منفعت تاثیر ہرشی کی
 جداگانہ ہو ہرشی میں اس کی نمائش قدرت کا دنیا ایک کارخانہ ہے جس اگر ان تمام
 اشیاء اور مخلوقات کے مصالح عجیبہ اور منافع غریبہ کے دیکھنے اور حاصل کرنے
 اور آزمانے اور کام میں لانے کے واسطے کوئی مددک اور مہینر اور قدر دان
 ان سب چیزوں کا خلق کیا جاتا اور وہ مددک اور مہینر اور قدر دان اپنے
 حکم علیہ اور تمایر و تصرفات خاصہ سے ان سب اشیاء عجائب

قدرت کے کام میں نکالتا تو گویا خلق کرنا ان سب عجائب قدرت کا محض عجب تھا
 اس واسطے انسان ہمہ دان مدرک و ممیز و قدردان ان سب عجائب قدرت
 کا پیدا کیا گیا اس حاصل جملہ ہشیامی عالم کا انسان ہی کے مصالح اور منتفعاتی
 کے واسطے مخلوق ہونا ثابت ہو اور یہ بات بھی بخوبی متحقق ہو کہ نفع انسان کو
 خداوند عالم نے مدنی الطبع پیدا کیا ہے اور بھی محتاج کیا ہے طلب منافع اور نفع
 مضار اپنے میں طرف جملہ انواع مخلوقات یعنی نباتات و حیوانات و جمادات
 کے اس واسطے انسان کو قوت انواع منافع کی بھی عطا فرمائی ہے مثل اور
 جانوروں کے صرف کمالات طبعی پر مدار اور انحصار اسکے تمام امور کا نہیں
 رکھ دیا لہذا انسان اپنے منافع اور مصالح ضروریہ میں محتاج واقع ہوا ہے
 تصرف اور استعمال جملہ انواع مخلوقات اس عالم کے بدون اس فضل و تصرف
 کے تو اسکے کسی کام بھی انجام نہیں ہو سکتا پس ان تمام وجوہ اور مقتضات
 مدہیہ کی رو سے تصرف انسان کا جملہ مخلوقات یعنی حیوانات و نباتات و جمادات
 میں واسطے منافع اور مصالح اپنے کے عین باقضای حکم قدرت و مشیت
 حضرت خالق کائنات کا فعل موجودات کے ثابت ہوا خلاف مرضیات او
 بحق خلاف مطلق کے ہرگز نہیں ٹھہرا بیان اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ غفل
 و تصرف انسان کا اشیائی غیر ذی روح میں تو بلاشبہ جائز لیکن فی روح
 چیزوں میں یہ دخل و تصرف کسی طرح جائز نہیں ہے تو اس اعتراض کو جواب میں
 ہم یہ پوچھیں گے کہ روح سے مطلق روح مراد ہے یا خاص روح حیوانی اگر مطلق روح مراد ہے
 تو روح نباتی تو نباتات میں بھی موجود ہے بلکہ بعض حکماء کہتے ہیں کہ نباتات کی واسطے قوت

احساس بھی ثابت ہر وہ کہتے ہیں کہ بعض انواع اشجار میں زراور مادہ کا
 ہونا اور مائل ہونا مادہ کا طرف نہ کے ساتھ اسکے کہ ہوا مخالف اس
 میلان کی چل ہی ہوا بھی مائل ہونا درخت کی بیلیوں اور شاخوں کا
 پانی کی جگہ کی طرف اور بھی رجوع کرنا بیلیوں اور شاخوں کا طرف اون
 دیواروں کے کہ قریب اون کے واقع ہوں یہ تمام امور و احوال بمشادہ
 عینی بداتہ مرنی ہوتے ہیں پس یہ تمام امور و احوال دلیل میں ہیں اور
 ثبوت احساس نوع نباتات کے فاما ثبوت حیات نباتات پس اختلاف
 کیا گیا ہر چیز اس کے اور تفصیل اس اختلاف کی یہ ہر کہ جو لوگ کہ حیات
 کو مبداء تغذیہ اور تنمیه کا سمجھتے ہیں اون کے نزدیک تو بسبب نبات ہونے تغذیہ
 اور تنمیه کے ذی حیات ہونا نباتات کا ثابت ہر اور جو لوگ کہ حیات کو مبداء
 حس و حرکت سمجھتے ہیں وہ لوگ بسبب الغذا حس و حرکت کے نباتات
 کو ذی حیات نہیں کہتے لیکن با انیمہ بعض ان میں سے بھی امارات ظلیہ
 مذکورہ بالا کے مشابہ سے نباتات کا صاحب حس و حرکت ہونا ثابت
 کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض نے تو نہایت مبالغہ انبات حس و حرکت نباتات
 میں کر کے نباتات کو مبداء کلیات بھی گمان کیا ہے پس اگر مطلق روح
 عام اس سے کہ حیوانی ہو یا نباتی اس جگہ مراد لیجائے تو چاہیے کہ نباتات
 کا تصرف اور قطع برید کرنا بھی انسان کو جائز نہ ٹھہرے علی الخصوص اوپر
 مذہب اون حکما کے جو کہ قوت حس اور اصل مادہ حیات کا نباتات میں
 بھی ثابت کرتے ہیں اور اگر خاص روح حیوانی مراد لیجائے تو اس وقت

ہم یہ بات پوچھیں گے کہ آیا سوانح کرنے کے اور تمام تصرفات مثل
 سواری اور باربرداری اور نعلب شیر اور حبس بند اور ضرب و زرد وغیرہ کے
 بھی آپ حیوانات میں جائز سمجھتے ہیں یا نہیں اگر یہ سب تصرفات بھی آپ کے
 نزدیک ناجائز ہیں تو کوئی صورت انتظام عالم اور سب برداوقات بنی آدم
 کی تلبائے اور ساتھ التزام ترک و احتراز ان حلالہ تصرفات کے خود ایہی
 سب برداوقات کی صورت بھی محکوم دکھلائیے اور اگر یہ سب تصرفات آپ کے
 نزدیک جائز ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ ساتھ عدم جواز فیح کے جو کہ آپ کے
 نزدیک کمال مقتضائے رحم اور عدم تجویز جو رد و تظلم پر مبنی ہر ان تمام
 تصرفات دیگر کے جائز رکھنے کا کیا سبب کیا جانور دن کو باندھ کر رکھنے
 اور بلوں میں اور گاڑیوں میں جو تنے اور بار ہائے گران لاد لاد کر نہ لولن
 پر لیجانے اور سو ہو ہو کر دوڑانے اور مارنے اور پیٹنے سے تکلیف ہی
 نہیں ہوتی کیا بچہ گا کو باندھ کر اسکا دودھ لے لینا اور ترسانا کچھ بیہوشی
 کی بات نہیں ہو گیا یہ تمام جانور بھی مثل انسان کے مخلوقات الہی سے
 نہیں ہیں یا قوت احساس پنج و تکلیف کی اصلا نہیں رکھتے پس کیا سبب
 ہو کہ ساتھ عدم تجویز تصرف فیح کے اور تمام تصرفات مولیہ حیوانات کو آپ
 جائز رکھتے ہیں اگر یہ کیسے کہ چونکہ انسان ان جانوروں کو آب و علف
 دیتا ہو اور ضرب انکی خورد و نوش کی لیتا ہو لہذا ولی النعم او مذاق مجازی ہوئے
 کے سبب سے اس قدر تکلیف دینا انسان کا ان سب حیوانات کو
 جائز ٹھہرا اور احتمال ظلم اس میں کیسے نہیں ہو سکتا تو ہم اسکا جواب طے

دیکھئے کہ خلق خدا و ملک خدا جملہ خوب و اثمار و نباتات جہان میں تمام
 اقسام حیوانات اور انواع ذی حیات کا حصہ ہے کیونکہ سب انواع ذی حیات
 مخلوق اسی خالق حقیقی کے ہیں جس نے ان تمام خوب و اثمار و نباتات کو خلق
 فرمایا ہے فقط انسان کا اوس میں کیا اجارہ ہے اور کیا ضرور ہے کہ انسان ظلم اور
 زبردستی سے چار پائیوں کو مجبوس کر کے رکھے اور پھر اوس کے رزق سانی
 میں اپنا تمیز اور اپنے ظاہر کرے اور مفت کا احسان اوس کے سر پر دھرے
 کیونکہ بنین مطلق العنان اور نیکو کردیتا تاکہ مثل اور بطور اور مدح و شکر کے
 جہان چاہیں چہرین اور منفی مقرر خداوندی کو کہ باجاء خود بخود اوس کے واسطے
 موجود ہے حاصل کریں یہ رزق سانی تو انسان کی بعینہ ایسی ہے جس طرح
 کوئی حاکم کسی مجرم کو قید کر کے رکھتا ہے اور اوس قید میں اپنے پاس سے
 رزق اور سکون پہنچاتا ہے آیا ان جانوروں نے بھی کوئی قصور انسان کا کیا ہے
 جس کے سبب سے انسان ان کو قید کر کے رکھتا ہے اور ان کے اذوقہ مقررہ
 کو اپنے ہاتھ سے پہنچاتا ہے خلاصہ یہ کہ اہتمام تصرفات مولیٰ کو حیوانات
 پر جائز رکھنا اور تصرف ذبح کو جائز رکھنا کوئی وجہ وجہیہ کے تفاوت و امتیاز
 کی ہماری سمجھ میں نہیں آتی اگر آپ اور تمام تصرفات کو اس واسطے جائز
 رکھتے ہیں کہ آپ کے نزدیک اور تمام تصرفات میں حیوانات کو اصلاً ایذا
 ہی نہیں ہوتی تو یہ سمجھنا آپ کا محض غلط اور سراسر خلاف ہدایت عقل
 کے ہے اور اگر کہیے کہ جو تکلیف اور تمام تصرفات مولیٰ میں جانوروں کو ہوا
 کرتی ہے وہ تکلیف تکلیف ذبح سے نہایت کم ہے تو یہ کہنا بھی آپ کا غلط ہے

پر متنبی ہو کر اس واسطے کہ تکلیف فریج تو صرف تکلیف آنی ہو اگر قی ہر خلاف
اور تمام تکالیف مذکورہ بالا کے کہ وہ تمام تکالیف استمراری زمانی ہیں اور
ظاہر ہے کہ تکلیف استمراری زمانی کا مرتبہ تکلیف آنی فانی سے کمین زائد تاہم
گو تکلیف آنی فانی ازید و اشداور تکلیف استمراری زمانی بمقابلہ اس کے
خفیف و ضعیف ہے کیونکہ نہ دیکھو جو امراض خاصہ کہ انسان اون کے
سبب سے تکلیف جاری و رنج خفیف استمراری کے ساتھ دائماً ستادی
رہا کرتا ہے باوجودیکہ بعض عللجات اون امراض کے ایسے سخت ہوتے ہیں
کہ جسے انسان کی جان پر بنجایا کرتی ہے اور اس تکلیف خفیف مرض
کی کچھ حقیقت بھی اس تکلیف شدید علاج کے سامنے نہیں ہوتی لیکن
انسان اس تکلیف خفیف کے جاری اور استمراری ہونے کے سبب
اس تکلیف جانگزا سے فانی آنی کو اس تکلیف خفیف کے دفع ہونے
کے واسطے نجوشی تمام قبول کرتا ہے اور اس تکلیف خفیف کو اس تکلیف
شدید سے اہوں سمجھ کر اختیار علاج سخت میں بعض اوقات تو احتمال
موت جان سے بھی نہیں ڈرتا ہے اسحق تکلیف دائمی ایسی بد بلا ہے کہ بعض
آدمی قتل و مرنی کو قید دائمی سے اہوں بلکہ نہایت حسن سمجھتے ہیں اکثر
ایسا بھی واقع ہوا ہے کہ انسان نے قید دایمی یا اور تکالیف دائمی کے سبب
سے خود کشی کی اور بلا خوف و اندیشہ و مبالغات جان عزیز اپنی دید تھی
سبب ہے کہ مدربران امور سلطنت برطانیہ میں چند بار بحث و تکرار اس بات
کی ہو چکی ہے کہ مجربان واجب القتل کو بجائے قتل کے جس دائمی میں کھینچا

قانون جاری کرنا چاہیے اسکا حاصل تحایف دائمی اگرچہ خفیف و ضعیف
ہی کیونکہ نہ مقابلہ تکلیف اشد آئی فانی کے تحقیق اوسکی نہ سمجھنا ہرگز
اقتصادی شان عقل رسا اور شایان الضاف ارباب علم و ذکا سے نہیں
ہرچیز اور تمام تصرفات مولد کو جو کہ حیوانات میں ہمیشہ جاری اور ساری
میں باوجود دوامی اور استمراری ہونے کے اخف و امون سمجھنا اور صرف
تصرف آئی فوجی کو اشد و ازید خیال کرنا عقل و انصاف سے نہایت
دور ہے علاوہ اسکے اگر ہم اوس تکلیف دوامی کا بہ نسبت اس تکلیف دائمی
کے تکلیف خفیف ہونا تسلیم بھی کر لیں تو اس تقدیر پر بھی یہ تصرف دائمی
آپ کا جانداروں میں ظلم تو ضرور بھڑے گا گویہ ظلم آپ کا ظلم فوج سے کم
اور ظلم درجہ دوم ہی ہے اس صورت میں بھی ہم آپ سے پوچھتے ہیں
کہ آیا یہ ظلم درجہ دوم بھی آپ نے جانداران بے زبان پر کس وجہ سے
جاری رکھا ہے اور کس طرح جائز سمجھا ہے جانداروں پر ظلم کرنے کا اعتراض
اگر آپ کو مجوزین فوج پر مد نظر ہو تو چاہیے کہ اول آپ خود جانداروں پر ظلم
کرنے سے باز رہیں تاکہ ذابحین ہی کی طرح اطلاق ظالم ہونے کا خود آپ پر
بھی نہ اس ہمارے اعتراض کے جواب میں آپ دو باتوں سے ایک
بات ضرور کہیے گا یا تو یہ کہیے گا کہ خداوند تعالیٰ نے ان جانداروں کو
بوجہ عظمت و شرافت انسان کے انسان ہی کے واسطے پیدا کیا ہے
اور حکم عقلی اور اختیار قدرتی اس قبض و تصرف دوامی کا انسان
اشرف المخلوقات کو دیا ہے یا یہ کہ شدت احتیاج و ضرورت کے سبب

ہم ان تمام تصرفات کو جاننا روں میں چاروں چار جائز رکھتے ہیں اس واسطے
 کہ بدولت اختیار ان تمام تصرفات کے تو اس عالم میں ہمارا اجر اے گا۔
 ستر ستر محال و دشوار ہو اور انھیں تصرفات پر ہمارے تمام امور کا دار و مدار
 ہو جائے گا اگر آپ اقتضائی خلق الہی اور حکم عقلی کو سبب ان تصرفات کے
 جائز رکھنے کا بیان کرتے ہیں تو ہم بھی یہی جواب دیتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ
 نے جس طرح اور تمام تصرفات مولد و دومی کے واسطے ان جانوروں کو
 پیدا کیا ہے اور حکم عقلی قبض و تصرف دائمی حیوانات کا انسان کو دیا ہے
 اس طرح تصرف آنی فیج اور غذای انسانی ہونے کے واسطے بھی ان
 جانوروں کو ضرور ہی پیدا کیا ہے اور بھی فرمان شرعی اور عقلی سے حکم
 قبض و تصرف فیج اور اکل بحوم کا انسان کو بالیقین دیا ہے فرمان شرعی
 کتب آسمانی سے پڑھا ہے اور فرمان عقلی اتفاق جمہور عقلا سے جو کہ فرق
 مجوزین فیج میں داخل ہیں اور تقدیر او انکی نسبت منکرین کے اصناف
 مصانع سے بھی زیادہ ہے جو نبی متحقق اور باہر اور اگر شدت ضرورت ہو
 اپنی کمال حاجت مندی اور ناچاری اور بے اختیاری کو آپ باعث ان
 تصرفات کے جائز رکھنے کا کہتے ہیں بلکہ یقین بھی آپ کے کمال ترحم
 کے ادعا اور اقتضا سے یہی ہے کہ عظمت و شرافت انسان کی وجہ سے
 حکم عقلی مستحق قبض و تصرفات مولد حیوانات ہونا اپنا مقبہ نہ کہ اس طرح قبض
 و تصرفات مولد حیوانات کے واسطے وجہ ناچاری اور بے اختیاری ہی
 گو آپ بناچار اختیار کریں گے تو اس صورت میں ہمارا کلام یہ ہے کہ آپ

جو دعویٰ اس بات کا کرتے تھے کہ بصر جمی ہونے کے سبب سے ہم فریج
 جانور دن سے اور اکل لحم سے باز رہتے ہیں اب یہ دعویٰ آپ کا محض
 بے اصل ٹھہرا اور جو کچھ اصل سبب تھا وہ ظاہر ہو گیا یعنی معلوم ہوا کہ ہذا کا
 آپ کے اس فریج کے اختیار و عدم اختیار کا صرف لحاظ ضرورت و عدم
 ضرورت پر بخیر نہ لحاظ ترحم اور عدم ترحم پر پس بسبب اسکے کہ احتیاج اور ضرورت
 اکل لحم کی آپ کو لاحق معلوم نہیں ہوئی لہذا فریج جانور کو آپ نے غیر ضروری
 سمجھا کر ناجائز تصور کیا ہے اور اگر ضرورت اسکی لاحق دیکھتے تو جس طرح اور
 تصرفات مولد حیوانات کو باوجود مولم سمجھنے کے بخیرال ضرورت بلا حجت
 و تکرار اختیار کر لیا ہے اسی طرح اس تصرف مولم فریج کو بھی آپ بلا حجت و تکرار
 اختیار ہی کرتے اور اصلاً خوف آلام نفوس سے اوس وقت نہ ڈرتے
 بلکہ اگر انصاف پر آئیے اور بدیدہ غور ملاحظہ فرمائیے تو ہمیشہ زندگانی
 عالم کون و فساد میں اس حالت موجودہ اور کمال ادعای اتقا پر بھی آپ
 حضرات جرم و خطای قتل نفوس ذبیحیات سے بری تو کسی طرح نہیں ہو سکتے
 پانی میں جو کپڑے آگہ خوردہ ہیں کے ذریعے سے محسوس ہوتے ہیں اول
 کپڑوں کو آپ ہر شب و روز میں کس قدر زندہ نوش فرماتے ہیں علاوہ اسکے
 افراد متبوعہ حشرات الارض کو آپ ہر شب و روز میں کس قدر پالغونوں کے
 تلے دبا دبا کر تلف فرماتے ہیں بلکہ کاغذات و اس عالم کون و فساد کا ان
 نازک ترین کہ آپ صاحبوں کے سانس لینے میں بھی بعض نازک خلعت جائز
 کی جان ناقولین کا ضرر ہر وقت پیش نظر ہے ایسے ہی موقع پر کسی غماز نے

کما حقہ لے سانس بھی آہستہ کہ نازک و بہت کام و آفاق کے
 اس کارگر شیشہ گری کا پس اگر ایسا ہی آپ کو دعویٰ تھا ہر اور امانت
 جانِ حیوان نہایت درجے کا ظلم آپ کے نزدیک ٹھہرائے تو اول سے تین
 آپ ان ساعی اور مظالم روزمرہ سے کہ شب و روز خود آپ کے افعال
 اختیاری کے سبب سے واقع ہوتے ہیں اور جانِ غریزہ صدا حیوانات
 کو کھوتے ہیں باز رکھیے اور اس عالم کون و فساد میں کوئی صورت اپنی
 سبب بروز اوقات کی ایسی نکالیے کہ حسین یہ سب جان آزار یاں آپ سے
 وقوع میں نہ آئیں اور اس طرح ہر روز صدا حیوانات کی حرکات و سکنات
 روزمرہ کے سبب اپنی جان سے بچائیں اگر آپ اس جگہ یہ کہیں کہ پانی
 کے کیرٹوں کو ہم اپنی آنکھ سے دیکھ کر گز نہیں دیتے اور اور کسی کیرٹے
 جاندار کو بھی اپنے پانوں کے تلے جان بوجھ کر گز نہیں دیتے اور نہ
 سانس لینے میں دیدہ و دانستہ کسی جاندار کو آزار دیتے ہیں باقی رہا عالم
 غفلت میں جانداروں کا ہمارے سبب سے تلف ہونا اس میں ہمارا کیا
 اختیار ہے اور حالت غفلت کا کیا اعتبار ہے پس ہم ان جان آزاروں کے
 سبب سے مجرم و خطاوار نہ بن سکتے تو جواب سکا یہ ہے کہ غفلت ہی کی حالت میں ان
 جانداروں کا ہلاک ہونا مسلم سی لیکن کیا علمِ اجالی بھی ان جانوروں کے تلفِ ہلاک کا آپ کو
 نہیں ہے بلکہ علمِ اجالی تو ان کے تلفِ ہلاک کا آپ کو ضرور ہے پس باوجود حاصل ہونے
 علم کے گو علمِ اجالی ہی سہی کیوں آپ ایسی غفلت کرتے ہیں آیا باوجود واضح
 اور متعریف اور متعزز مجوزینِ فیج ہونے کے آپ خود معاملہ ہلاک جان

حیوان سے نہیں ڈرتے ہیں کوسا سٹے آپ بھونک بھونک کر قدم ہر جگہ
 نہیں رکھتے تاکہ جاندار کی طرح آپ کے پانوں کے سٹے نہ پس جایا کریں
 سوار یوں پر سوار ہو ہو کر بے خوف و ہراس اونکا دوڑانا آپ کو کیا ضرور
 ہر بلکہ خود حالت پیادہ پائی میں بھی بعض اوقات تیز خرامی کرنا آپ کا آپ کے
 حق میں نہایت بیجا و دستور ہر اسیدو اسٹے بعض سنخوروں نے ڈرایا ہر
 اور گویا یہ شرف خاصہ آپ ہی لوگوں کے حق میں فرمایا ہر سہ آہستہ
 حرام بلکہ محرام + زیرِ قدمت نہزار جانست + منہ کے سامنے سر اوگیوں
 کی طرح کی طرح ہر وقت کیون نہیں لگائے رہتے تاکہ بعض نازک جانداروں کا
 دم آپ کے دم کے سبب سے ناک میں نہ آئے پانی کے کیڑوں کو پتھر
 کی چھینے سے یا کسی اور تہذیب سے دور کر کے پینے کا التزام اور اتہام
 کیون نہیں کرتے یا بجائے آب افشرد ہا سے فواکہ و نباتات خواہ اجناس
 لبنیات پر آب اپنی پیاس بجھانے کا دار و مدار کیون نہیں رکھتے تاکہ
 کرہما سے آب متبلا سے ہلاکت و عذاب نہوں یہ سب مراتب احتیاط جبکا
 بیان کیا گیا کچھ دائرہ امکان سے تو خارج نہیں ہیں کہ نامکن ہونے کے
 عذر سے آپ ان سب التزامات کے ترک میں سدور و بیقصور سمجھے جائیں
 اور اپنے تئیں اس دائرہ تکلیف خارج سے خارج متبلا کر فراغت پائیں ہا
 البتہ وقت و تکلیف سے یہ التزامات خالی ہرگز نہیں ہیں لیکن ہر گاہ معاملہ
 اہلاک جان حیوان کا آپ کے نزدیک پڑے سرے کا ظلم اور گناہ قرار پایا ہر
 میان تک کہ صرف عمل خیر حیوان کو بھی واسطے دریافت کرنے ضلالت

یا ہدایت کسی فریق کے اپنے کافی دوانی تصور فرمایا ہر تو ایسے معاملہ
 عظیم کے واسطے یہ تمام دقت و تکلیف اٹھانا آپ کا گوئی الواقعہ امیر
 ہی لیکن بمقابلہ ایسے امر عظیم یعنی اٹلاف جان کسی حیوان کے اگر حقیقت
 پوچھیے تو سنات ہی اہوں و لیسیر ہر اور اگر آپ باوجود اس درجہ عظیم
 سمجھنے معاملہ جان حیوان کے کہ مہاے آب یا اور حشرات الارض کو
 بلا مشاہدہ یعنی تلف کرنے کے سبب سے اپنے تئیں اس معاملے میں
 معذور و بے قصور قرار دینے یہ عذر آپ کا بعینہ ایسا ہی جسطرح کوئی شخص اپنی
 آنکھ بند کر کے خواہ منہ کے سامنے پردہ ڈالے شائع عام کی طرٹ بلا خوف
 و دوساں تیر اندازی یا تفنگ بازی شروع کرے اور ہر روز بہت سے
 راگنڈروں کو ہلاک کرنے میں اپنے تئیں معذور و بے قصور سمجھ کر خوف
 اٹلاف نفوس سے اصلاً منڈرے باقی اگر آپ یہ کہیں کہ مجوزین فوج بھی تو
 کر مہاے آب کے پچانے اور حشرات الارض کے پانوں کے تلے
 ملنے اور دبا ملنے میں ہمارے ہمدم اور ہمقدم ضرور ہیں کچھ ہم ہی تنہا
 اس قسم کے امور میں گنہگار و خطاوار نہیں ہیں یہ کہنا آپ کا درست فی الحقیقتہ
 حضرات مجہذین فوج بھی اس قسم کا مون میں آپ کے ہمدم و ہمقدم تو ضرور
 ہیں لیکن یہ وہ حضرات ہیں جنکے نزدیک خلقت اکثر حیوانات کی صرف
 واسطے شمع اور انتفاع نوع انسان ہی کی ظہور میں آئی ہر اور نوع حیوان واسطے
 آسائش و انتفاع حضرت انسان کے بحسب خلقت موعود و تحمل انواع مصاب
 و تکالیف کے قرار پائی ہر پس صرف ہونا جان حیوان کا جو کہ صرف آسائش

وانتفاع انسان ہی کے واسطے خلق کی گئی ہے اگر مقصد و ارادہ انسان
 بھی وقوع میں آئے تو بھی اس کے نزدیک عین مقصود و تخلیق جانِ حیوان
 ہے، تکلیف حالت غفلت میں بلا مقصد و ارادہ انسان ہلاک و تلف ہو سکتی
 جانِ حیوان کا اوسکو یہ حضرات کب اس قدر مجرم سمجھتے ہیں کہ اوسکے
 وقوع اتفاقی سے مجرم خونی کی طرح ڈرین اور مرکب جربہ عظیمہ کا اپنے بدن
 تصور کریں یوں تو مرتبہ احتیاط بھی ان حضرات میں اس قدر زیادہ تہہ
 کہ سوا موزنیات کے بلا وجہ و ضرورت ادنیٰ ستانا کسی حیوان کا ہرگز
 جائز نہیں رکھتے حتیٰ کہ نباتات تک کو بلا ضرورت قطع و برید کرنا بھی نہایت
 جانتے ہیں لیکن معاملہ واجب العمل ساتھ حیوانات کے ان حضرات
 کی نظر تحقیق میں اس طرح پر مقرر ہوا ہے کہ ہر گاہ حیوانات اپنی اصل خلقت
 سے مکلف بالانواع تکالیف واسطے استعداد اور استعداد نوع انسان
 ثابت ہوئی تو تکلیف دی حیوانات کے واسطے ان حضرات نے
 قاعدہ عقلی اس طرح پر مقرر رکھا کہ جو تکالیف کہ حیوانات میں حیث
 اصل خلقت موقع و محل اوسکے قرار دیے گئے ہیں اون تکالیف مقررہ
 کے جائز کہنے میں اصلاً خوف و ہراس اور تردد و وسوسہ یہ حضرات
 نہیں کرتے بلکہ وہ تکالیف جو کہ خلاف اقتضای خلقی حیوانات کے
 ہیں اون تکالیف کا پونہ نجانا البتہ نہایت قبیح اور ظلم فریج جانتے ہیں
 پس بموجب اس قاعدہ عقلیہ کے تکلیف ذبح ان حضرات کے نزدیک
 ظلم نہیں ہے اور تکالیف بھوکا پیاسا رکھنے کی یا زیادہ حد طاقت سے

لا دینے کی خواہ حالت بیماری میں لا دینے کی یا جو مقدار مدت میں
 کہ باقتضای اصل طاقت کسی حیوان کی اوس سے کام لینے کے واسطے
 چاہیے زیادہ اوس مدت سے کام لینے اور محنت و مشقت دینے
 یا زور و ضرب میں حد معین مناسب مقتضای تحمل سے زیادتی کرنے کے
 یا حوائج و امور ضروری جاندار کی اوقات ضرورت پر خبر نہ لینے کی اسب
 تکلیفات کو یہ حضرات نہایت قبیح اور ظالم صریح جانتے ہیں کس واسطے تکلیف
 فیج یعنی صدمہ موت کا تو ہر حیوان بحسب اقتضای خلقت موقع و محل ہی
 مقرر ہو چکا ہے اور اس تکلیف سے اسکو ہرگز گریزا اور چارہ ہی کسب نہیں
 ہو سکتا بخلاف اور تکالیف مصرعہ بالا کے کہ پہونچنا اور تکالیف خاصہ کا
 اقتضای خلقت حیوانی سے بالکل خلاف ہے لہذا ایسی تکالیف کے ساتھ
 مکلف کرنا حیوانات کا ان حضرات کے نزدیک سر اسر منافی عقل و انصاف
 ہی ہے یہ مختصر کیفیت عمل و اعتقاد حضرات مجوزین فیج کہیں معاملہ ان حیوانات
 کے جن حیوانات کے وجود پر حلقہ تمکات واجب ہے کارہای انسانی کا دار و دار
 قرار دیا گیا ہے اور بعض حیوانات ضعیف و ضعیف خارج از بحث مثل
 خشرات الارض و کر مہای آب ان حیوانات کے باب میں طریق انیق
 حضرات مجوزین فیج کا یہ کہ تا مدیسر و عدم حقوق جرج و وقت کے ان
 حیوانات کے اہلاک و التلاف سے بھی محترز رہنا واجب جانتے ہیں
 اور بلا ضرورت کسی ادفے سے ادفے جاندار کا بھی ستنا جائز نہیں
 رکھتے لیکن اس حفظ و احتیاط میں اوس قدر کوشش و ہتہام کرنا کہ

کہ چھونک چھونک کر قدم رکھا کریں اور منہ پر ہر وقت کپڑا باندھیں
 اور بولن کا انداز کمال حفظ و احتیاط کی بات بھی نکالیں اور نا محسوس کپڑوں کے
 خوف تلف سے پانی پینا چھوڑ دیں صرف پتھر کے چھنے ہوئے پانی یا اور
 کسی تپیر سے صاف کیے ہوئے پانی یا افشردہ خواک و نباتات پر رعایت
 و الکفار کریں اس درجہ ناپائیدار اہتمام اس خط و گمگشت میں یہ حضرات اپنے
 اوپر واجب کیا بلکہ جائز بھی نہیں سمجھتے تاکہ جملہ کار و بار دینی و دنیوی سے
 انہیں خیالات میں اپنے تئیں معطل نہ کر دیں رفع وقت و مرجع انسانی
 بنین مقصود و مورد حیوانات قرار دیا گیا ہے نہ یہ کہ حیوانات کے سبب سے
 انسان ایسے ایسے خیالات میں مبتلا ہو کر شب و روز وقت و مرجع ہی
 میں گرفتار رہے اور اس درجہ مصائب و تکلیفات کو اپنے اوپر ہر وقت
 سے ہاں حضرات منکرین فحج کو ایسے وقت و مشقت کا اہتمام و التزام
 البتہ ضروری ہے **اِذَا ابْتُلِيَ الْاِنْسَانُ بِسَلْبَيْنَيْنِ فَاخْتَارْ اَهُوَ اَمَّا**
 بقابلہ قتل نفس حیوانی کے تحمل ان سب وقتوں کا درحقیقت امون امور
 ہے کس واسطے کہ اطلاق نفس حیوانی او کے نزدیک نہایت سخت گناہ ہے
 پس سوا اختیار ایسی وقتوں اور مشقتوں کے اس گناہ سے بچنے کے
 واسطے بھلا اور کون سی ماہ ہر گاہ معاملہ جان حیوان سخت عظیم قرار پایا
 تو حقیر سے حقیر جاندار کی جان کو بھی بسبب صغر جثہ کے کم حقیقت سمجھنا
 نہیں چاہیے کیونکہ گو جثہ اس کا صغیر ہے لیکن معاملہ جان تو نہایت عظیم و
 کبیرہ غرض کہ مجوزین فحج تو کر مہاے آب اور دیگر حشرات الارض کے جرم

میں موجب اپنی تحقیق و اعتقاد کے مجرم و خطا وار نہیں ہو سکتے لیکن
 منکرین فیج اپنے ادعا اور اعتقاد بے بنیاد کی رو سے پانی پینا اور
 رستہ چلنا تو ایک طرف سانس لینے میں بھی بعض اوقات مجرم و خطا وار
 قرار دیے جاسکتے ہیں ایک التزام بالایلزام کے ادعا کے سبب سے
 ان حضرات پر ایسی مصیبت سخت لازم آتی ہے جس مصیبت سخت سے
 جانبری ان حضرات کی سخت دشواری ایسے محل پر ان حضرات کو
 فَمِنْ الْمَطَرِ قَامَ تَحْتَ الْمِدْرَابِ کا مصداق سمجھنا لائق و منہ اور زہر
 مقصد ششم از انجا کہ خداوند حکیم مطلق فی نوع انسان کو قبضہ و
 تصرف انتظام اس عالم کا دیا ہے اور قوت عقل و تدبیر سے جملہ مخلوقات
 پر تصرف اور فرمان فرما مقرر کیا ہے لہذا جس طرح اپنے نوع کے اعراض
 اور مصالح کے واسطے یا اور انواع حیوانات جسے بوج ذاتی اسکی
 متعلق ہوا کرتی ہیں اونسے تحفظ و منافع کے واسطے قتل کرنا اکثر جانور
 سودی کا خواہ درندہ ہوں یا زہر دار بحکم عقلی و شرعی اسکو جائز و مناسب
 بلکہ لازم و واجب ہوا کرتا ہے ایسے طرح اشرف اور انشرف کی مصلحت اور ضرورت
 سے احسن انقص کا قتل کرنا بھی اسکے واسطے عین مواب اور بحکم عقلی
 متفق علیہ جملہ عقلی اولی الالباب ہے دیکھو اگر کسی گھوڑی یا کاسے
 کے زخم ہو کر گٹرے پڑ جاتے ہیں تو استعمال دوا وغیرہ سے الہاک اوان
 کیڑوں کا ہر انسان عاقل باقصد عاقل عین عدل و انصاف
 سمجھتا ہے اور فقط ایک جان کے حفظ و انتفاع کے واسطے سیکڑوں

نہ ہارون کی طرح جانمار بلا اندیشہ و مبالغات اور بدون خیال و اتصالِ ظلم
 کے مار ڈالتا ہے اور کوئی عاقل اس کے اس فعل کو ناپسند اور خلافِ انصاف
 تصور نہیں کرتا اگر کوئی شخص کہے کہ یہ کیڑے بھی اور دزدون اور زہر دار
 جانورون کی طرح سودی ہیں اس واسطے قتل و اہلاک انکا جائز ٹھہرا ہے تو
 جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کیڑے تو مثل دزدون اور زہر دار جانورون کے
 ہرگز سودی نہیں ہیں بلکہ خود یہ بیچارے نہایت عاجز و ناتوان ہیں نہ موزیات
 زہر دار میں انکی شمار ہے نہ اور موزیات کی طرح کسی دوسری جگہ سے چل کر فقط
 اس جانور کی ایذا رسانی کے واسطے آئے ہیں بلکہ حق تعالیٰ نے انکو
 خود اسی زخم میں پیدا کیا ہے اور یہیں انکا رزق مقرر بھی رکھ دیا ہے اور رزق
 مقرر کے کھانے میں اور کاٹنے میں یہ بیچارے محض مجبور و بے اختیار ہیں
 کچھ مثل اور موزیات کے بسبب خوف یا عداوت خواہ محض اقتضا سے
 طبعی نیش زنی کے سبب سے نہیں کاٹتے پس اس صورت میں ان بیچارے
 عاجزون کے اہلاک کو انسان کس واسطے قرینِ عقل و انصاف تصور کرتا ہے
 مگر یہ کہ عقل انسانی واسطے جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت نفسِ اغراض و اشرف
 کے گو وہ نفسِ اغراض و اشرف ایک ہی کیون نہواستند نفوسِ احسن و نقص کے
 اہلاک کو بے تامل و وسواس اور بلا اندیشہ جبر و ظلم جائز سمجھتی ہے اور کس طرح
 جائز سمجھے کہ نفسِ اغراض و اشرف کو ساتھ نفوسِ احسن و نقص کے ایسی نسبت
 ہو ا کرتی ہے جس طرح روح کو ساتھ اعضا کے یا مثلاً لباس کو ساتھ اور
 پتھروں کے پس اگر کسی روح کے حفظ و بقا کی ضرورت سے ایک عضو یا

چند اعضا می حیوان خواہ انسان ذی روح کے قطع کیے جائیں یا ایک
 پارہ الماس کے واسطے بہت سے خرف پارے یا سنگ پارے
 ضائع کر دیے جائیں تو ایسی تقطیع و تفتیح تو درحقیقت خلاف عقل و
 انصاف کی طرح تصور نہیں ہو سکتی اور بھلا یہ دونوں مثالیں تو صرف
 جسم انسان و جان حیوان ہی کے جواز حج و قتل کی بیان کی گئیں اگر
 حقیقت پوچھیے تو خود نفوس اشرف انسانہ کا قتل بھی واسطے مصلحت
 اغراض و نفع کے عقلاً اور آئیناً بالیقین مباح بلکہ بعض مواقع ضروری میں نہایت
 ضروری تصور کیا گیا ہے جس طرح قتل کرنا اور قتل کرانا بہت سے نفوس عوام
 مردم کا واسطے استخماس ایک ایسے شخص کے جو کہ نہایت درجہ عالم اور عطا
 یکتا سے روزگار ہو یا مثلاً جنگ میں ایک شخص کا قتل مہربانیت سے روزگار
 کے حفظ و استخماس کے واسطے صد باعوام مردم کا قتل مجوز اور عین
 صواب جاننا ان سب مثالوں سے یہ بات بخوبی ظاہر و باہر ہے کہ مصلحت
 اغراض و اشرف کے واسطے احسن انقص کا تلف کرنا یا تلف ہونے کو جائز
 رکھنا کسی نوع سے بھی خلاف عقل و انصاف نہیں ہے اگر کوئی کہے کہ یہ
 سب صورتیں دفع مضار کی ہیں پس دفع مضار کہ حالت اضطرار ہے اور
 واسطے اتمام نفوس خسیہ جائز ہے لیکن جالب منافع اختیاری جس طرح
 اکل لحم اور سکے واسطے اتمام کسی نفس کا خواہ وہ نفس نفس خسیہ ہو
 یا قیسہ ہرگز جائز نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ دفع مضار اور جالب منافع کے
 درمیان میں جو تم نے فرق بیان کیا اور مرتبہ اول کو ضروری اضطراری

اور مرتبہ ثانی کو غیر ضروری اختیاری قرار دیا اول تو مکمل اسی میں بحث و
کلام ہو گس واسطے کہ ہر ایک مرتبہ دفع مضرت کو ضروری اضطراری اور
بھی ہر ایک مرتبہ جلب منفعت کو غیر ضروری اختیاری ہونا کیا ضروری بلکہ
بعض مضرات خفیفہ کے دفع سے بعض منافع عظیمہ کا جلب بجا ہے زیادہ تر
مقتضو اور ضروری ہوا کرتا ہے پس کیا ضروری ہے کہ منافع فعل فوج کے دفع
منہار کے مرتبہ سے خفیف و ضعیف ہی ہوں و لو فرضنا اگر خفیف و
ضعیف ہوتا منافع فوج کا مرتبہ دفع مضار سے مطلقاً مان بھی لیا جائے تو
اس صورت میں بھی ہم یہ کہیں گے کہ دفع مضار اور ضرورت اضطرار کے
۱۰ واسطے تو خود نفوس شریفہ انسانی کا اتمام باخلاص جائز ہے پس اگر نفوس
انسانی کا بھی مرتبہ اتنا ہی ہوا تو تفاوت مرتبہ نفوس حیوانی اور نفوس
انسانی میں کچھ نہ ٹھہر لہذا عقل مجوز ہے اس امر کی کہ جس طرح دفع مضار
کے واسطے اتمام نفوس شریفہ انسانیہ جائز ہے اسی طرح جلب منافع کے واسطے
اتمام نفوس خسیہ حیوانیہ بھی بالضرور جائز کیونکہ جو مرتبہ بعد و تفاوت کی
زیادتی کا درمیان مراتب ضروری اضطراری اور غیر ضروری اختیاری کے
فرض کیا جائے مراتب انسان و حیوان تو اس مرتبہ بعد و تفاوت سے
بھی زیادہ تر بعد و متصف تفاوت شدید واقع ہیں علاوہ اسکے ہم کہتے
ہیں کہ ہر گاہ دفع مضار کے واسطے خود تمہاری عقل نے قتل حیوان بلکہ
انسان کو بھی جائز کہا حالانکہ تمہاری عقل کچھ خالق جان انسان یا حیوان
کی نہیں ہے پس اگر خلاق عالم نے واسطے جلب منافع کے جانوروں کے

کے فوج کو جائز ٹھہرایا تو کیا مخدور لازم آیا اور قطع نظر ان سب باتوں کے ہم کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ تمہارا کہ صرف دفع مضار اور حالت اضطراری کی صورتوں میں اٹلاف نفوس حسیہ قہراً جائز رکھا گیا ہے اور مثلاً مذکورہ بالا صورت دفع مضار اور حالت اضطراری کے ہیں نہ صورت جلب منافع اور حالت اختیار کے دعوائے غیر صحیح ہے کیونکہ مثلاً مذکورہ بالا گولبطا ہر صورت دفع مضار اور حالت اضطراری کی معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر بغور ملاحظہ کیا جائے تو درحقیقت یہ مثلاً مثلاً صورت جلب منافع اور حالت اختیار کی ہیں نہ صورت دفع مضار اور حالت اضطراری کی خیال کرو کہ گھوڑے کے زخم کے کیرٹون کو جو ہلاک کرتے ہیں گو اس ہلاک کرنے کا سبب ظاہر دفع مضرت اس ہی نظر آتا ہے لیکن اصل سبب ان جانداروں کے ہلاک کا جلب انتفاع ہے صحت و سلامتی آپ واسطے صاحب اسپ کے واسطے شخص عالم یا عاقل کہتا ہے روزگار کے واسطے جو سیکڑوں نفوس عامہ انسانی کا قتل کرنا اور قتل کرانا جائز ٹھہرایا گیا ہے تو اس صورت میں بھی گولبطا ہر سبب اس تجویز کا دفع مضرت شخص عالم و عاقل ہی معلوم ہوتا ہے لیکن بدیدہ غور اگر ملاحظہ کیا جائے تو اصل سبب اس تجویز کا صرف ترہد جلب انتفاع ہی واسطے نفوس انسانی کے بقاے شخص عالم و عاقل سے والا اگر قطع نظر ترہد انتفاع مذکور سے کیجائے تو گو وہ شخص عالم و عاقل کیسا ہی بے مثل و بی نظیر ہو گا سہی لیکن وہ کالمیت تو اسکی اویسیکی ذات خاص کے واسطے ہے اور نفوس

کرامت بشری اور شرافت انسانی میں جملہ افراد انسانی شریک ہیں پس
 کس طرح اہل ان سیکڑوں نفوس کا ایک نفس کے واسطے اگرچہ وہ نفس
 کامل عصری کیونہ جو جائز تصور ہو سکتا ہے سو اسکے کہ چونکہ وجود مرد عالم و عقل
 عالمہ روزگار سے اور افراد نوع انسانی کے واسطے حصول انواع منافع
 کی امید ہے لہذا جلب منافع کی نظر سے اہل ان نفوس کثیرہ کا اس ایک
 نفس کے بقا کے واسطے عقلاً جائز ٹھہرا اور خلاف الفاضل تصور نہیں
 حاصل کوئی شبہ نہیں اس بات میں کہ مصلحت طغ و اشرف کے واسطے
 گو وہ مصلحت قسم دفع مضرت سے ہو یا جنس حصول منفعت سے اہل ان نفوس
 حیوانیہ کا جسے کہ نفوس انسانیہ کا بھی عقلاً جائز تصور کیا گیا ہے بلکہ مدوح و
 مستحسن قرار دیا گیا ہے پس اس صورت میں جائز یا محسن ثابت ہونے بیخ
 جانوران ماکول اللہ کے واسطے صرف سبب جلب منافع نوع اشرف انسانی
 ہے سبب کافی و وافی تصور ہو سکتا ہے اثبات مرتبہ دفع مضار اور حالت
 اضطراب کی کچھ احتیاج نہیں مہذا اگر آئندہ مرتبہ دفع مضار اور حالت اضطراب
 کا بھی ثابت ہوا تو نور علی نور ہو گا مقصد مقصد ایک قاعدہ مقرر اس
 جہان کا یہ ہے کہ لو کہ چاکر محکوم ممنون اشخاص کسی موقع ضرورت خاص پر اپنے
 آقا اور حاکم اور ولی انعم کی اتباع مرضی اور کار براری کے واسطے جان
 عزیز صرف کر دینے کو عین اتقنا سے شرافت و انسانیت جانکر پروا نہ دے
 شمار ہو جایا کرتے ہیں اور کوئی عاقل اس کے افسوس کرنے اور جان نثار کرتے
 کو مذموم و ناسزا نہیں کہتا یہاں تک کہ اگر حاکم ولی انعم ارادہ مہم جاگیر لیا

واتباع وکشیاع میں برسرِ ناحق بھی ہو تب بھی اشخاص ملازم و محکوم و
 ممنون کو جان شناری اور کار براری آقائی ولی نعم میں سب اہل زمانہ غالباً
 معذور و بقیہ صوری جانتے ہیں بلکہ استحقاقِ تفریق و توصیف کمالِ قوت و
 مردانگی کا مانتے ہیں گو خود اس حاکم ولی نعم کو ارادہ خاص ناحق کوئی
 کے سبب ظالم و ضالوا و شمار اور استحقاقِ تفریق و ملاست اعتبار کرین پس اگر
 حاکم ولی نعم ارادہ مهم مذکور میں جاوہ انصاف سے انحراف نہ کرتا ہو تو
 اس وقت تو اس حاکم ولی نعم کو بھی اتلاف جان تھو سلیں گے جرم میں
 کوئی شخص مہر و وطن و ملاست نہیں جانتا بلکہ اگر وہ حاکم ولی نعم ارادہ مهم
 مذکور سے باز رہے اور اس باز رہنے میں بعض شغل و قباحت اور
 فتن و فسادات پیش آئیں تو اس طرح کے اس کے باز آنے اور جان بچانے
 کو سب خاص و عام مستوجب ملاست و الزام تصور کیا کرتے ہیں غرض جان
 کسی نیکو ارادہ ممنون اور تابعدار کی موقع ضرورت حاکم ولی نعم پر بیطیع جان
 کے واسطے موجب ملاست ہو اگر تیری ہر نہ حاکم ولی نعم کے واسطے باعث
 ندامت ہر گاہ اس قاعدہ مقررہ نام اور دستور سلم و مقبول حلقہ خواص و عوام
 کو معلوم کیا تو اب جانتا چاہیے کہ جو محکوم اور خدمتگذار ہمارے کہ جنس حیوان
 سے ہیں اور فقط ہماری تابعداری اور کار براری ہی کے واسطے پیدا کیے
 گئے ہیں وہ سب محکوم اور خدمتگذار تو کج خداوند نعم و خلاق حقیقی نسبت ملت
 و خواری اور محکومی اور تابعداری ہماری میں ہمارے ان ہمجنس محکوموں اور
 خدمتگذاروں سے بھی زیادہ تر محکوم و محترم قرار دیے گئے ہیں کس واسطے

کہ خادمان و محکومان بجنس کچھ ملوک ہمارے نہیں واقع ہوئے بلکہ باعتبار
 شرافت نوعی اور بجنس کے مکرم و طلیل واقع ہوئے ہیں نہ مہوٹن ذلیل بخلان
 ان جانوروں کے کہ یہ ہمارے ملوک کر دیے گئے ہیں اور ہمارے متاع
 میں نہایت ذلیل اور کم قدر پیدا کیے گئے ہیں پس ہر گاہ خادمان و محکومان
 جنس اشرف انسان کا اتباع حکم و مرضی حاکم و آقا فدا ہو جانا خلاف عدل و
 انصاف نہیں تصور کیا گیا تو فدا ہو جانا خادمان و محکومان جنس نقص حیوان
 کا جو کہ صرف ہماری تابعداری اور کار براری کے واسطے اس خلقت سے
 ذلیل و محکوم پیا کیے گئے ہیں بلکہ ملوک بھی ہمارے کر دیے گئے ہیں
 کب خلاف انصاف اور دور از عقل و نظر تصور ہو سکتا ہے کہ یہ تو ہم کہ
 خادمان و محکومان بجنس انسان تو خود اپنی خوشی خاطر و جان دہی اور ضرورت
 کیا کرتے ہیں کوئی دوسرا پکڑ جکڑ کر اونسے یہ کام نہیں کرتا بخلان و نور
 مذہب کہ یہ بیچارے پکڑا جکڑ کر زبرد قربان کیے جایا کرتے ہیں خادمان بجنس
 غیر ملوک کی طرح اپنی خوشی خاطر سے فدا نہیں ہوتے اور اقتضای شرافت
 اور انسانیت سمجھ کر جان عزیز اپنی نہیں کھوتے جواب سکا یہ ہے کہ حیوانات کچھ نہیں
 کی طرح صاحب عقل و شعور و فاعل مختار تو ہیں نہیں کہ خادمان بجنس انسان کی طرح اوقات
 ضروری حاکم ولی نعم پر خوشی خاطر خود سرگرم فرمانبرداری و کار براری ہو جائیں اور بلا
 دخل و ضرورت تحریک کسی سائق اور قائم اور محرک کی موقع ضرورت پر کام آئیں بلکہ ہر
 خدمت و کارگزاری ان حیوانوں کی لائق نہیں ہو سکتی سبب قید بند و زور و زبستی ہی ہے
 موقوف ہمارے ہی اگر لائق نہیں ہوتے تو خدا شکر ارا بجنس انسان کی طرح

ہر ایک کام مقرر اپنا باقیہ و بندہ و زو و ضرب کس واسطے نہ بجا لاتے اور
 دم دم کے بعد کوڑے اور چاکنیں کیلئے کھاتے پس جس طرح اور ہر ایک
 کام کا سر انجام اسے ہوا کرتا ہے اسی طرح ان کے فدا ہونے کو بھی تصور
 کرنا چاہیے زو و ضرب و قید و بندہ تو ان کے ہر ایک کام کے واسطے لازم
 و ضرور ہے اس زو و ضرب و قید و بندہ سے ناجائز سمجھنا کسی ان کے مصرف و
 کارگزاری کا کب مقتضائے عقل و شعور ہے اور ہر گاہ موقع ضرورت نعم
 آقا پر خود انسان عاقل کا بخوشی خاطر خود فدا ہو جانا قرین عقل و انصاف
 ہے تو جانوران لایعقل کا ایسے موقع پر بقیہ و بندہ صرف میں آنا تجویز عقل و نظر
 سے کب خلاف ہے اگر اس جگہ کوئی یہ بات کہے کہ جو کچھ بیان جواز جان شای
 اتباع و محکومین کیا گیا بیان جواز موقع ضرورت کا تھا اور بیج کرے غلابور
 کے واسطے کوئی ضرورت داعی نہیں ہوتی لہذا بسبب لغات مرتبہ ضرورت
 و عدم ضرورت کے صورتین نہ کو تین سے قیاس ایک صورت کا دوسری
 صورت پر کیونکر متصور ہو سکتا ہے جواب اسکا یہ کہ مراد موقع ضرورت سے اس
 جگہ نہ کوئی ایسا امر ضروری ہے کہ جسکے بدون چارہ اور گزارہ ہی نہ ہو سکے
 بلکہ اصل مراد موقع ضرورت سے صرف ایک جلب نفع واقعی یا دفع ضرر
 واقعی ہے کہ جسکی خواہش بسبب کسی استحقاق کے کجاے خیال کرو کہ اگر ایک
 شخص ذمی حق نے اپنے کسی باغ یا زمین یا مکان حق موروثی لینے
 کے واسطے باوجودیکہ وہ ذمی حق محتاج اس حق موروثی لینے کا
 اصلاً تھا قصد و دعویٰ کیا اور کوئی مفسد و غاصب تحصیل حق واجب

اوس ذی حق کو مانع ہوا اور نوبت بحث و تکرار تا جنگ پیکار پونہچی
 اور چند اشخاص ملازمین و اتباع اس ذی حق کے اوس جنگ و پیکار
 میں شامہ ہو گئے تو اس صورت میں اگرچہ جنگ و فساد کرنا اوس حق
 واجبی کے واسطے ذی حق مذکور کو ضرور تو تسلط و سطر ح نہیں تھا لیکن باوجود
 عدم احتیاج و ضرورت کے بھی اگر ذی حق مذکور نے اپنا حق واجبی جھک
 اوس حق واجبی کے استحصال اور اخلاص کے واسطے خواہ مخواہ جد و جد
 اور اصرار و تکرار کیا اور اوس جد و جد کو کشت و خون کی حد تک پہنچا دیا
 تو کوئی شخص ذی حق مذکور کو اس جد و جد طلب حق واجبی کرنے میں اور کشت
 و خون اتباع و محکومین کی اوس جد و جد کے سبب جانز کمنے میں ظالم و
 نا انصاف ہرگز نہیں کہتا بلکہ بعض مواقع اور حالات میں تو ذی حق مذکور کو
 تمام خواص و عوام سزاوار عدل و رحمتین و آفرین جانا کرتے ہیں پس اس
 بات سے سنجہی ثابت ہر کہ مدوح یا غیر مدوح ہونا تجویز جان بخشیاری اتباع
 محکومین کو صرف صرف موقع ضرورت نا چاری اور حالت بے اختیاری پر
 موقوف و منحصر نہیں ہوتا بلکہ مدوح موقع ضرورت سے اوس جگہ فقط ایک
 جلب نفع واقعی یا دفع ضرر واقعی ہر کہ جسکی خواہش اسبب کسی استحقاق کے
 کی جائے رہا یہ کہ امر غیر ضروری کو ضروری کے ساتھ کیون تبصیر کیا ہست
 اسکا یہ ہر کہ کمال خواہش اور اضرائی دلی انہم کے سبب امر غیر ضروری
 اوس موقع خاص پر ضروری الاستحصال خیال کیا جاتا ہر لہذا اطلاق ضروری
 کا اوس غیر ضروری پر آتا ہر پس اگر کوئی شخص اسجگہ یہ بات کہے کہ گو موقع

مذکور در اصل ضروری نہیں ہوتا لیکن بعد وقوع جبر و کد اور اصرار و تکرار ^{مستحاج} ^{حاجی} کے تو بالیقین ضروری ہو جاتا ہے لہذا جان نشاری موقع مذکور در حقیقت ^{حاجی} ^{حاجی} موقع اشد ضرورت ہی ہوتی ہے غیر ضروری تصور کرنا اسکا نہیں چاہیے جو اب اسکا یہ ہے کہ گو موقع مذکور بعد وقوع جبر و کد اور اصرار و تکرار مستحاجین کے ضروری تصور ہو لیکن دراصل تو وہ موقع موقع غیر ضروری ہی ہوتا ہے نہ ضروری ہے نہ اگر کسی ذمی حق نے باوجود یقینی سمجھنے اس بات کے کہ اگر میں طلب فلا حق واجبی اپنے میں جبر و کد اور اصرار و تکرار کرونگا تو نوبت جنگ پیکا اور کشت و خون کی ضروری آئیگی ابتداء سے قصہ ہی سے صورت وقوع کشت و خون بلا ضرورت کو جائز رکھنا بھی طلب حق واجبی کرنے اور اس طلب حق واجبی کے سبب سے کشت و خون جائز رکھنے میں ذمی حق مذکور کسی فرد بشر کے نزدیک ظالم و نا انصاف ہرگز نہیں قرار پایگا نہ مفسد و فتنہ انگیز نہ کیا جائیگا اسکا اصل طلب حق واجبی کے واسطے گودہ حق واجبی محتاج الیہ ضروری ہو یا نہ تو تجویز جان نشاری اتباع و محکومین عظام غیر مظلور ضرور قرار دی گئی ہے لہذا جو جانور کہ اصل خلقت سے محکوم ہوتا ہے امداد ہرکس ہین اور گوشت و پوست اسکا ہماری ملکیت خاص سے کر دیا گیا ہے اگر اس ملکیت خاص اپنی میں مقصد طلب انتفاع ہمنے کیا اور اس انتفاع واجبی کے حاصل کرنے کے واسطے ان اپنے محکوموں اور ملوکوں کی جان نشاری کو جائز ٹھہرایا تو کوئی امر اس میں خلاف حکم عدل و انصاف کے لازم نہیں آیا مقصد ہر شتم قتل کرنا سانپ اور بچھو وغیرہ کا قبل اس کے کہ وہ ایذا

پہنچانین صرف احتمالِ شرف کی نظر سے اور بھی مارڈا کہ مثل اور بسوا، مگر
 وغیرہ کا ایک جرمِ خفیف کے سبب سے جو تمام عقلی روزگار بلا بحث و تکرار
 جائز رکھتے ہیں اور یہی طرح خلافِ عقل و انصاف نہیں سمجھتے اس سے یہ بات
 ظاہر ہو کر کہ صرف احتمالِ اندیشہ مضرت نفسِ شرفِ انسانی یا حقوقِ تکلیف
 خفیف نفسِ شرفِ انسانی کے سبب سے ہلاک کرنا کسی نفسِ نقص حیوانی
 کا اعتلا خلاف اور منافیِ عدل و انصاف نہیں ہوتا جس ہر گاہ صرف احتمال
 اندیشہ مضرت کے سبب سے یا ادنیٰ مرتبہ حقوقِ مندرجہ کے سبب ہلاک کرنا
 بعض جانداروں کا حقاً جائز تھا تو منفعتِ یقینی اور منفعتِ اعلیٰ کے واسطے
 فوجِ کراہت جاندارانِ ماکولِ المکرم کا کس واسطے جائز نہیں ہو سکتا اتنی ہر گاہ
 اس جہان میں نفسِ انسانی ہی اصل مقصود ہے اور اس کے نفع و ضرر پر غور
 کے بود و وجود کا مدار و استوار ہے اور تمام حیوانات اس کے منافع و مصالح
 ذاتی کے واسطے پیدا کیے گئے ہیں اور مرتبہ انسان کا تمام حیوانات سے
 حکم عقلی اس درجہ اجل و اتم اور اشرف و عظم واقع ہوا ہے کہ ادنیٰ درجہ مضرت
 انسان کی خیال بلکہ محجراتِ احتمال سے بھی ہلاک کرنا بعض حیوانات کا بلا خلاف
 قرین عقل و انصاف قرار پایا ہے تو اس قیاس سے یہ بات بخوبی ثابت ہے
 کہ حضرت انسان کی تو مصلحتِ احتمال اور منفعتِ ادنیٰ بھی مرتبہ جانِ حیوان
 پر راجع و واقع ہے یہ جامی مصلحتِ اعلیٰ اور منفعتِ یقینی اس کی کہ ان دونوں
 مصلحت و منافع انسانی کا مرتبہ تو مرتبہ جانِ حیوان سے حکم عقل و نظر اور
 بھی بحد ارجح بالاتر ہونا چاہیے پس مصلحتِ اعلیٰ اور منفعتِ یقینی کی نظر سے

فیج بعض حیوانات کا جواز مثل جواز قتل بعض جانوران مذکورہ بالا کے
 اور بھی زیادہ تر قرن عقل و لفظ ثابت مقصد نہم جو جانور کہ فیج ہی
 کے واسطے گویا مخصوص ہیں یعنی بحسب عادت ستمہ تمامی افراد یا غالب
 افراد نوع انسانی کے تقدیر کا دار و مدار انھیں پر قرار پاتا ہے اور ان
 کے انواع خاصہ میں کثرت اور برکت افرادی اس درجہ پائی جاتی ہے کہ
 اور تمام انواع حیوانات میں سو محلہ سے ایک حصہ بھی اوس کثرت و
 برکت کا نظر نہیں آتا اور یہ نایت کثرت اور برکت افرادی ان انواع
 خاصہ کی ایک امر بدیہی ہے کہ محتاج بنیہ و برہان و تشریح و بیان کی سرگزین
 معہذا عجیب تر یہ بات ہے کہ یہ کثرت و برکت افرادی ان انواع خاصہ کی
 محض بتائید غیبی سراسر مخالفت اسباب مقررہ کارخانہ عالم کے واقع ہوئی
 ہے کہ اس واسطے کہ اسباب مقررہ کارخانہ عالم کا اقتضا تو یہ چاہتا تھا کہ گائین
 اور بکریان بہ نسبت سگ خوف اور اور جانوران دزدہ کثیر الوالدت کے
 کمتر نظر آتیں بلکہ پائی ہی نجاتیں کو واسطے کہ گاؤں اور بکری کی پیدائش
 بہ نسبت ان اور جانوروں کے نہایت اقل قلیل ہے گاؤں کے صرف
 ایک بچہ ہونا اور بکری کے بچوں کا نقطہ ایک یا دو نہایت تین یا بالآخر
 اسیا چار تک شمار ہونا اس قلت پیدائش پر بہت ظاہر دلیل ہے بخلاف
 سگ و خوک اور بعض جانوران دزدہ کے کہ یہ جانور آٹھ آٹھ بچے
 تک بھی جنم کرتے ہیں بلکہ بعض تو ان میں سے کثرت پیدائش میں اس
 حد و شمار سے بھی زیادہ گزرتے ہیں یہ تو کیفیت ان جانوران ماکول و

غیر ماکول کی پیدائش کی عذاب سینے حامل ان کے انعام و اقسام کا
 سب اور جالوزان و زندہ کو تو کوئی کھانا ہی نہیں رہا خنزیر اگرچہ بعض اقوام
 اس کو کھاتے ہیں لیکن کماے اور کبری کے گوشت کا کھانا ان اقوام
 آکلین کچھ خنزیر میں بھی اغلب اشرار و رہبنت اکل کچھ خنزیر کے زیادہ تر
 مقررہ عداوہ اس کے اکل کا دلی اخصوس اکل کبش و غنم ایک عام کرم
 تمام اقوام ہشتنا می بعض شاذ کے اکل کچھ کبش و غنم واقع ہوئے ہیں
 پس باوجود نہایت قلیل الولادت ہونے جس بقبر و غنم کے بہ نسبت
 اجناس جالوزان مذکور دیگر بیچ ہونا ان دونوں جنس بقبر و غنم کا دلی اخصوس
 جنس غنم کا اتنا زیادہ تر جاری ہے کہ تمام روسے زمین میں ہر روز ہزاروں
 بلکہ لاکھوں کروڑوں افراد نوع بقبر و غنم کے برابر بیچ ہوتے رہتے ہیں
 ساتھ اس کے کثرت افرادی بقبر و غنم کی بہ نسبت ان جالوزان دیگر کے
 استقدر دیکھی جاتی ہے کہ جب کچھ حد و حساب ہی نہیں بیان تک کہ جالوزان
 دیگر بہ نسبت اس کثرت بحد و حد کے محض معدوم معلوم ہوتے ہیں پر
 ظاہر ہے کہ یہ کثرت و برکت افرادی مخالف اسباب محض کثرت و برکت ظہری
 موجدین اللہ ہی واقع ہوئی ہے ہر گاہ یہ سب معلوم کیا تو اب جانتا چاہیے
 کہ سبب ظہور اس کثرت و برکت بحد و حد کے دو دلیل سے ان انواع
 قاصد مخصوص بالبرکت کا واسطے رزق افراد نوع انسانی کے مخلوق اور
 مخصوص ہونا ثابت اور متحقق ہے دلیل اول یہ کہ تجربہ اور تفحص کتب متفرا
 سے یہ بات بخوبی دریافت کی گئی ہے کہ مخلوقات عالم میں غایت کثرت

اور ساتھ کثرت کے اس درجہ برکت کسی شے کی کہ کو کتنا ہی اوسکو گننا میں
 اور صرف میں لائین تصرفات بھی وعدہ کے سبب سے کیسطح گنت نما ہے
 اور کمی اوسکی اصل نظر میں نہ آئے یہ غایت کثرت و برکت نہیں ہوتی مگر اس
 مخلوق میں کہ جسکو خالق عالم نے آدھتہ کسی دوسری مخلوق کثیر الافراد کا مقدر
 فرمایا ہے اور دوسری مخلوق کثیر الافراد کی پرورش ہی کے واسطے خاصہ
 خلق اوسکا وقوع میں آیا ہے چنانچہ نباتات میں بھی غایت کثرت و برکت اور
 انواع خاصہ کے واسطے عنایت ہوئی ہے کہ جسکو کسی نوع یا انواع حیوان
 کثیر الافراد کا اذوقہ مقدر مقرر فرمانا منظور تھا باوجودیکہ اقسام نباتات
 کی سید وعدہ میں مگر اقسام غلہ جات جو کہ غذا ہی انسانی ہونے کے واسطے
 پیدا کیے گئے ہیں یا جو اقسام نباتات کہ مخصوص کی گئی ہیں واسطے علف
 گھوڑوں اور گاؤں اور بکریوں وغیرہ انواع کثیر الافراد کے اونکے برابر
 کثرت و برکت اور کسی قسم اقسام نباتات میں پانی نہیں باقی ہے جو کہ
 یہ انواع خاصہ جانوران ماکول اللحم بھی اسی قسم کثرت و برکت کے ساتھ
 پیدا کیے گئے ہیں اور کوئی نوع نہایت کثیر الافراد جسکی غذا سمجھو اور
 ان انواع کثیر الافراد ماکول اللحم کے کھانے اور رزق بنا۔ نہ اس کے
 واسطے با اینہم کثرت و برکت بھی وعدہ کافی دوانی ہوئے و انہ
 انسان کی اس جہان میں پائے ہی نہیں گئے لہذا بحکم تقسیم استقرار
 اور نظر کرنے احوال و امثال عالم کون و فساد کی ایسی کثرت بھی وعدہ
 اور برکت غیبی مخصوص بالرزق کے ساتھ ان انواع مذکورہ کے خاص

ہونے سے مخلوق ہونا ان انواع خاصہ کا واسطے رزق نوع انسانی
 کے بالبداہہ ثابت ہر دلیل دوم ان انواع خاصہ کے واسطے رزق نوع
 انسانی کے مخلوق و مخصوص ہونے کے یہ کہ اگر سمجھیں اس کثرت بجد
 عد کے فوج اور اکل ان جانور ان ماکول کا مرقص و معمول نکلیا جاتا تو اور
 عہد حیات ان کے سے تازان بعد المات بحوق انواع قبائح و اشکالات
 کا لازم آتا لیکن قبائح و اشکالات اور عہد حیات جو کہ غایت مرتبہ ضعف
 و انحطاط تک زندگی بسر کرنے اور از خود بلا فوج مرنے ان جانوروں کے
 سے خود واسطے ان جانوروں کے باعث بچ و مصیبت بشد ہوتی بلکہ
 اس بچ و مصیبت اشد سے راحت و تسلیش نوع انسان کو بھی کھوتی
 چند قسم قبائح و اشکالات ہیں بیان قسم اول قبائح و اشکالات مذکورہ سطور
 کا یہ کہ در بدویت عدم رواج عمل فوج اکثر افراد جانور ان مذکور کا زنانیت
 ضعف و انحطاط تک پہنچنا ممکن تھا بلکہ اکثر واقع بھی ہوتا پس اکثر جانور ان
 ضعیف و نحیف تو بسبب غلبہ ضعف و ناتوانی کے چلنے پھرنے سے بھی
 تھکتے جو شقتہا می شاد و سوار یوں اور بار برداریوں کے اور اور انواع
 کا رہاے سخت کے بلاے جان جانور ان مذکور ہوا کرتی ہیں طاقت
 تحمل اور شدائد زیادہ شقتہاے بچید و عد کے کمان تک رکھتے تھے
 جبکہ افراد نوع انسانی کہ متی القلب اور خود غرض محض ہوا کرتے ہیں
 وہ سب ارباب مساوت توان جانور ان ناتوان در ماندگان خستہ جان
 کو اوس حالت غلبہ ضعف و در ماندگی میں بھی مہما کن ضرور ہی ستا

اور مار مار کر فطلم و تعدی محض مشتقین اسنے لیتے اور بار بار سے سخت
 اوٹھواتے وہ زد و ضرب اور ظلم اور زیادتی ان بیچاروں مصیبت کے
 ماروں پر ایسی اشد اور بلا سے بدھوتی کہ خدا کی پناہ نہ تو ان بے زبانوں
 کو قوت نطق تھی کہ مصیبت رسیدہ آدمیوں کی طرح داد بیداد اور نالہ و فریاد
 سے اظہار حال زار کرتے نہ اون متی القلب کو رباظنون کو استدر قوت
 بینائی ہوتی کہ ان در ماندگان ناقوان کی زاری حال پر ہلال پر نظر کر کے
 ذرا بھی اس ضعیف آزاری سے ڈرتے پس اس وقت کی مصیبت سخت
 اور خال پر ہلال کو خیال کرنا چاہیے اور بھی خیال کرنا چاہیے کہ کسی بشر
 پر اگر خلیہ ضعف و در ماندگی کے وقت کوئی ایسی مصیبت سخت آجاتی ہو
 تو حال اوس مبتلای بلا کا اوس وقت ناچاری و بے اختیاری میں کیا
 ہوتا ہو کیا وہ مبتلای بلا ایسی حالت پر ملالت میں اپنی جان زار سے بے
 ہو کر تھم آرزوی موت کو ہر وقت مزبوع دل تحسّر سترل میں نہیں جوتا ہو علامہ
 اسکے اور تمام دیکھنے والے بھی اوسکی حالت پر ملالت پر فغا کر کے اندام
 و ممت ہی کو اوسکے حق میں عین غلام و نجات خیال کیا کرتے ہیں یہی
 سبب ہو کہ سائر باب فہم و خرد سختی و ذہنی ارنزل عمر سے نہایت بڑے
 ہیں پس ہر گاہ اوس وقت عجیب و در ماندگی کا حال اس درجہ پر ہلال ہو کہ خود
 افراد نوع انسانی ایسے وقت میں اپنے او اپنے بنی نوع کے واسطے
 ممت کو عین نجات تصور کیا کرتے ہیں حالانکہ افراد بشری پر جانور و کیطیع
 تو زد و ضرب ظلم زیادتی جبر و تعدی کبھی کسی وقت اتفاقاً بھی واقع نہیں ہوتی

بلکہ ہر قسم معاونت انکی ایسے اوقات عجز و درماندگی میں اولاد و ازواج
 یا اور اندر واقارب اور احباب و اصحاب خواہ عموم انبای نوع کی طرف
 سے اموال بلکہ مزدول رہا کرتی ہیں وہ بجالاؤن جانوران جستہ حال
 بے پرواہی کے کہ ایسے وقت مصیبت اور درماندگی محض میں نہ کوئی یار
 رکھتے نہ مددگار ساتھ اسکے بچہ بچہ افراد نوع خلافت میں گرفتار نہ طاقت صبر
 ہوتی نہ یارے گفتار غرض جانوران بے زبان پر غایت انحطاط و عجز
 بسر کرنے اور زمان غلبہ عجز و درماندگی تک نہ مرنے سے ایسی مصیبت
 اشد اور بلا سے بلا از م ہوا کرتی کہ جس مصیبت اشد اور بلا سے بد کے
 ساتھ او کا مرنا جیسے پرتیبج صبح رکھتا دل زاراؤن درماندگان ناچار کا
 ایک ایک مصیبت جان آنا میں ہزار ہزار دفعہ واقفہ موت ہر روز چکھتا
 الحمد للہ کہ تجویز عمل فیج کے سبب سے جانوران ضعیف و ناتوان کو کلیتہً
 نجات ان تمام مصائب و آفات سے ہو گئی مہذا تریج عمل فیج کی بدولت
 کچھ صرف شدائد و مصائب زمان و زمانگی و ناچاری ہی سے آزادی
 اور سبکداری ان جانوران بے زبان کو نہیں ہو جاتی بلکہ جو شدائد جاری
 اور مصائب استمراری کہ قبل از حقوق ضعف پیری و درود و بھکاؤن جانوران
 بے زبان پر پڑھو رہی اور رہائی انکی شدائد مذکورہ اور مصائب مسطورہ
 خود ارباب انصاف و ترحم کے نزدیک بھی خلافت و دستور ہوؤن تمام شہام
 شدائد جاری اور مصائب استمراری سے بھی بے توجہ تریج عمل فیج کے یہ
 جانوران جستہ حال سرسرخ بال ہاں جا پاتے ہیں ایک تخلیف آئی

فانی فیج میں صد ہزار کام جاری اور مصائب استمراری سے نجات اپنی
 پایا کرتے ہیں بیان قسم دوم قبائح و اشکالات مذکورہ مسطورہ کا یہ کہ
 درصورت عدم رواج عمل فیج ہر گاہ یہ جانوران ناتوان موت امراض ہی
 سے مرا کرتے تو مصیبت و تکلیف اوس موت کی ایسی ہوتی اور آگاہ
 ہوتی کہ جس مصیبت اشد اور بلا سے بد کے سامنے موت فیج کو گویا غنا
 آسانی اور بحکم راحت زندگانی سمجھنا چاہیے نجات اس مصیبت اشد
 اور بلا سے بد سے بھی صرف بدولت رواج عمل فیج ہی کے حاصل ہوئی
 بیان قسم سوم قبائح و اشکالات مذکورہ مسطورہ کا یہ کہ اگر عمل فیج رائج ہوتا
 تو نہایت درجہ بن صنف و انحطاط تک زندہ رہنے کی تقدیر پر اکثر جانور
 تو چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو جاتے پس اوس حالت درمانندی
 محض میں ایک جگہ بند سے ہو کھڑے رہ کر دانہ چارہ کھاتے پاتے خلقت نورانی
 کی مثل آدمیوں کے مدنی الطبع متصف بدرک مراتب حقوق قرابت و
 محبت تو پیدا نہیں کی گئی کہ آدمیوں کی طرح اولاد و ازواج یا اور اعزہ
 اور اہل حقوق اور بنی نوع حالت درماندگی و نجات چاری میں خبر گیری اور
 خدمتگداری انکی کرتے باقی رہی خبر گیری اور خدمتگداری افراد نوع انسان
 کے حق حیوانات مذکور میں جس خبر گیری اور خدمتگداری کی ابتدا خلقت
 سے یہ جانور پابند و نوکر ہو رہے ہیں وہ خبر گیری اور خدمتگداری تو
 بلا غرض و ضرورت کوئی صورت ہی نہیں رکھتی تھی کس واسطے کہ اول تو
 اس جہان خود غرضی بنیان میں ایسے ارباب بہمت و توفیق ہی بہت کم

بالکل کالعدم ہیں کہ بلا غرض و ضرورت کسی اپنے بنی فوج کے بھی کام میں
 نفیحت حیوانات خلاف فوج کہ اونکی خبر گیری اور خدمتگداری کو تو بلا غرض و
 ضرورت اور بھی محال اور سرتاسر محال خیال کرنا چاہیے اور بلا غرض اگر
 بعض شاذ اہل ہمت و توفیق اس کا رخیہ آمادہ بھی ہو جائے تو خبر گیری
 اور خدمتگداری اس قدر جاندا مان در اندہ و ناتوان سجد و مرکی بعض شاذ
 ارباب ہمت و توفیق سے ممکن و متصور کب ہوتی ملا وہ اسکے پرورش و
 بسربرد تو ان جانوران ناتوان کی تین ہی طریق پر منحصر تھی طریق اول یہ کہ
 گھریاں کو باڈ لکھ کر کھانا پانا خبر گیری انکی کرتے رہنا طریق دوم یہ کہ جنگلوں
 میں خود حسب دستور مقرر اسکے ہمراہ رکھ دین دن بھر حیا تا طریق سوم کچھ
 مطلق العنان محض انکو چھوڑ دینا کہ چاہیں جنگلوں میں چرین چاہیں آبادی
 میں بسر کریں طریق اول بسبب تعلق و احتیاج مصارف کثیر کے سرتاسر
 عسیر تھا طریق دوم بسبب عدم گنجائش فرصت واسطے سر انجام ہیے
 کام بلا غرض و ضرورت کے اپنے اوصاف تعلق کے کار بارے
 اہم و ضروری سے سرتاسر متغذو و غیر امکان پذیر تھا معذرت جنگلوں میں
 تو ان جانوروں کو چرنے اور پیٹ بھرنے کے واسطے دن دن بھر
 حیران و سرگردان رہنا ضرور چاہیے ایسا ممکن نہیں کہ افراد بشہ کی طرح
 یہ جانوران بسیار خوار ایک ساعت میں شکم سیر ہو جائیں اور ایک بار
 کھا کر چار چار آٹھ آٹھ پہر تک کے واسطے فرصت پائیں پس جو جانور
 کہ نہایت ضعیف و زار اور چلے پھرنے سے معذور و ناچار فرض کیے گئے

مین دن دن بھر پھرنے اور چرنے کے واسطے تو خود ان در ماندگان
 ناتوان کی طاقت ہر رفاقت نہیں کر سکتے تھے بلکہ اکثر جانوران معذور
 تو شاید بستی سے جنگل تک پہنچنے کی بھی تاب و طاقت نہ رکھتے چراگاہوں
 میں پہونچ کر دن دن بھر چل پھر کر سکتے علی الخصوص حالت علالت میں
 جسوقت جان ان ناتوانوں کی بالکل ہی زبون و نزار ہوتی اوس وقت
 خبر گیری اور غنہ نگذاری انکی اور بھی زیادہ تر عسیر و دشوار ہوتی اب رہا
 طریق سوم یعنی مطلق العنان محض کر دینا ان جانوران نحیف و ناتوان کا
 مطلق العنان کر دینے کی تقدیر پر یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ اس قدر
 جانوران کثیر جم غفیر بستی میں رکھ دانه یا گھاس بھی پاتے نا چار بستی سے
 نکل کر چرنے اور پیٹ بھرنے کے واسطے جنگلوں کی طرف ضرور جاتے
 لیکن وہاں جا کر تو وہی قباحت مذکورہ بالا ان جانوران دلریش کو پیش
 تھی کہ اول تو بسبب فقدان طاقت وہاں تک پہونچنا ہی انکا سخت مشکل
 ہوتا پھر اگر پہونچ بھی جاتے تو وہاں پہونچ کر دن دن بھر چرنا اور پھر ناتوان
 بھی اپنی زیادہ تر دشوار و محال ہوتا اور اگر بالفرض وہاں دن دن بھر پھرنے
 اور پیٹ بھرنے کے واسطے طاقت بھی پاتے اور باوصف غلبہ ضعف
 و ناتوانی کے تاب ایسے سچ و تعب شدید و ٹھانے کی لاتے تو اوس
 صدمت میں توان جانوران ہی وعدہ کے خود مطلق العنان پھرنے سے
 ایک اور قباحت اشد اور مصیبت زائد انھما ایسی لازم آتی کہ انھیں ذلت
 شیع اوس قباحت اشد اور مصیبت زائد انھما کی یہ کہ اس قدر انواع جاندار

۲
 کے افراد بید و شمار بسیار خوار کا مطلق العنان و خود سر ہو کر صرف گھاس چ
 پر قناعت و اکتفا تو ممکن ہی نہیں تھا بلکہ غلہ جات کے کھیتوں کے سامنے
 تو یہ جانوران خود سر مطلق العنان کبھی بھی گھاس نکھاتے پس گھٹے کے
 گھٹے ان جانوران بید و پیمان کے کھیتوں ہی پر گرتے اور چرتے علاوہ
 چرنے کے پانوں سے روز بروز کھیتوں کو جدا ہر وقت تباہ و برباد
 کرتے غرض درود اس قوم یا جوج و ماجوج کا زراعات کے حق میں
 آفت و غم وغیرہ سے بھی زیادہ ہوتا غالباً نام و نشان زراعات کو کھیتوں
 سے کھوتا اگر حراست و نگہبانی اس مخلوق بید اور بلا سے ہکی کیجاتی
 تو کمان تک کیجاتی اور کیسی حیرانی اور کساد مصیبت و پریشانی افراد
 نوع بشر کو اس فتنہ و شر کے دفع کرنے کے واسطے لازم آتی جو تدابیر
 دیوار یا خندق یا بنواڑی یا ببول وغیرہ دخت ہاسے خار و اسے
 خواہ جھانگڑوں کے حصار سے محاط کر دینے کے واسطے سبائیں تھا
 یا بعض اقسام زراعات جزوی خاص کے مروج و معمول ہیں اور تنجیر
 سے تو تمام زراعات بید و عدا کا محاط کر دینا ممکن ہی نہیں تھا اور بالعموم
 اگر ممکن بھی ہوتا تو بدو کمال حرج و وقت و جان و مال ہی اور تحمل مصارف
 نقصان کثیر کے تو وہ تدابیر ہرگز اسکان پذیر نہ تھیں رہا نگرانی کرنا
 زراعات کا شب و روز کمال وقت و پریشانی اس نگرانی کی حسب قدر ہوتی
 ظاہر و باہر جو علاوہ اور وقت و پریشانی کے ایک مصیبت سخت اس
 نگرانی میں یہ ہوتی کہ از بسکہ انواع جانوران مذکور مانوس بالطبع ساتھ

نفع انسان کے واقع ہوئی ہیں مجرور مسیحہ یا تجوئین دور و دور سے تو
 یہ جانوران خود سر کی طرح چمچے بیٹھے بلکہ اصلاً پر و ابھی ایسی تجوئین خفیف
 کی نم کرتے ہیں بدون کمال شقت و جاننا ہی کے ان افواج غیبی کے
 ہتھون کار و کنا کی طرح ممکن ہی نہیں تھا معذہر وقت غصے سے زود
 ضرب کرنے میں ان نادانوں نے بے زبانوں پر جو رستم استماری سلوٹ
 جان آزاری جاری رہنا ضروری لازم آتا ایسے ارباب ترجمہ تو اس
 جہان مفاسد بنیان میں بہت کم ہیں کہ یہ تمام مصائب و تکالیف و پیکر
 بھی ان جانوران خود سر کو زہار کوئی تکلیف مولم و جان آزار نہ پہنچا
 یا ان مصائب و تکالیف سے باز رہنے کے واسطے تدابیر درستی احاطہ
 خندق و دیوار یا ترتیب درختا می خار دار خواہ جھانکڑوں کے طیاری
 حصار میں چار دنا چار وقت و شقت اور زیر باری ہی اپنے اوپر اوٹھان
 بلکہ اکثر افراد بشر تو ان تمام دقتوں اور پریشانیوں کے سبب سے حیران
 و مضطرب ہو کر آمادہ قتل جانوران مذکور ضرور ہی ہو جاتے کمال دق ہونے
 کے سبب سے جان پاتے خون ان سرگردانوں نے زبانوں کا لہجہ
 بہاتے اس صورت میں بالآخر وہی شکل فرج جسکے واسطے اتنے جھگڑے
 اور مباحثے کیے گئے لامحالہ پیدا ہوتی مقتولہ پنجہ داناکند کز نادان
 لیک بعد از غرابی بسیار کی تصدیق آخر درجہ اس قتل و اہلاک سے ہویا
 ہوتی اس حاصل جانوران مخصوص گل و کار کا محض بیکار و ضعیف و زار ہو کر
 جینا تو اس درجہ اسکے واسطے موجب مصیبت و وبال ہوتا کہ نوع انسان

کے واسطے بھی اس کے سبب سے سخت باعث کلفت و ملال ہوتا ہے
 تجویز عمل ذبح کی وجہ سے یہ جملہ مصائب و آفات اور فتن و فسادات دو
 و مستور ہو گئے ایک تھیں آنی کے اجراء سے جملہ شدائد و اشکالات ہر
 زمانی دفعہ واحدہ کھو گئے یہاں تک بیان قبائح و اشکالات اواخر
 عمدیات کا تھا لیکن کیفیت قبائح و اشکالات زمان بعد المات پس
 بیان اودن قبائح و اشکالات کا یہ کہ اگر نزارون لاکھون جانوران ماکولان
 ذبح ہو کر ہر روز کھائے نہ جاتے تو بعد ان کے مرنے کے جو کہ اسی کثرت کے
 ساتھ ہر روز واقع ضرور ہوتا دو حال سے خالی نہ تھا یا اودن سب مرداروں
 کو آدمی جا بجا بجال خود اقتادہ ہی چھوڑ دیا کرتے یا نقش ہائے انسان
 کی طرح دفن خواہ غرق و حرق کیا کرتے در صورت اول کثرت عفو سے
 زندگی آدمیوں کی دشوار ہو جاتی اور فساد آب و ہوا پیدا ہو کر انواع
 امراض و بایہ ہر طرف پھیلتے در صورت ثانی اودن لاشہائے بچہ و عد
 کے ہر روز دفن یا غرق و حرق کرنے کی مصیبت کیسی بلائے جان
 تھی ایسے جتہ ہائے گران کا اس کثرت کے ساتھ ہر روز کھینچ کر شہر سے
 جنگل خواہ دریا کی طرف لیجا نا یا بڑے بڑے گڑھے نہایت طویل و غرض
 و عمیق موافق اس کے جثوں کے کھود کھود کر دبانا یا لکڑیاں جمع کر کے
 پھونکنا اور جلانا کقدر شاق اور تکلیف مالا یطاق تھا اور مصارف
 بے فائدہ بھی اس کار دشوار کے واسطے کقدر ہوتے علاوہ ان مصارف
 کے نقد و وقت عزیز اپنا اس کار لا حاصل و دشوار میں سب لوگ کشتہ

کھوتے اور جن شہروں اور بستیوں میں کہ کنار دریا نہایت بعید ہر سبب
 کمال سختی زمین کے کھودنا آدمی کی قبر کا بھی موجب جائے گا ہی شدید تر
 اون شہروں اور بستیوں میں تو اور بھی ان جانوروں کے غرق یا دفن
 کرنے کی مصیبت اس درجہ ہوتی کہ ہوش و حواس ہی بچا رہے دفن
 اور غرق کرنے والوں کے کھوتی آیا اون مواقع میں کہ جہاں نہ دریا نہ
 نہ تختہ طین پہاڑ ہی پہاڑ ہیں اور لکڑیاں بھی اس قدر زیادہ تر میسر نہیں ہوتی
 ہیں کوئی تدبیر بھی واسطے رفع اس اذیت و بلا کے ممکن اور مقصود بھی گد و غیر
 طاثران مردار خوار تو اس قدر مخلوق نہیں ہوئے کہ عشر عشر بھی ان جانوروں
 مردہ کے گوشت کو تمام کر سکتے غرض ان سب صورتوں میں اول تو انواع
 تکالیف مالا یطاق اور اقسام آلام اور محن و مشاق کا پیش آنا اور تمام
 آدمیوں کی زندگی کا احسن انواع تکالیف مالا یطاق اور اقسام آلام و
 و مشاق کے سبب سے تلخ و دشوار ہو جانا ضرور تھا دوسرے تمام مردم
 یا اکثر مردم اس مہم دشوار میں مصروف رہنے کے سبب جلد کار ہا کے
 ضروری اپنے سے بالکل غائب و قاصر رہتے آئے فکر و محنت کرتے یا ان
 مصیبتوں کو جھیلنے اور بلاؤں کو سہتے معہذا پیدا ہونا فساد آب و ہوا کا
 اور پھیلنے انواع امراض و وبا کا کچھ ان تمام مرداروں کے پڑے ہوئے
 سڑنے ہی پر موقوف و منحصر نہیں تھا بلکہ کثرت دفن یا غرق ہونے سے
 مردار جانوروں سے بھی فساد آب و ہوا اور شیوع انواع امراض و وبا کا
 ضرور ہوتا ہے کہ فساد آب و ہوا اور شیوع انواع امراض و وبا تو ان

وعافیت کے نشان ہی کو اس جہان سے کھوتا پس ان جملہ مصائب و آفات اور فتن و فسادات کے دفع رہنے کے واسطے حکمت الہی متوجہ ہوئی طرف حکم فیج اور اجازت اکل لکھوم جانوران معلوم کی اس حکمت عظمیٰ کے سبب سے جانور بھی مصائب و آفات مذکورہ بالا سے مامون و مصون ہو کر راحت منظم واصل ہوئے اور علی بن ابی قیس آدمیوں کو بھی یہ فائدے بہت بڑے نہایت لطف و خوبی کے ساتھ حاصل ہوئے ایک تو جملہ افراد نفع انسانی کا اور ان تمام مصائب و آفات سے جنگاؤں کو کیا گیا محفوظ ہونا دوسرے بعض اور ان تمام مصائب و آفات کے ایسی نعمت عظمیٰ اور لذت کبریٰ یعنی رزق النفع والذخیر کے ساتھ مخطوط ہونا و الحمد للہ علی ذلک پس اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جانوران غیر ماکول اللہ بخشی و اہل بھی تو بہت قسم کے موجود ہیں یہ تمام قبائح اور اشکالات جنگاؤں کو کیا گیا ان جانوروں کے بلا فیج مرنے اور غذا سے انسانی ہونے سے کیوں نہیں لازم آتین جواب اسکا یہ ہے کہ جو کثرت پیدائش اور برکت غیبی جانوران مخصوص بالذبح کے ساتھ خاص کی گئی ہے اور تمام جانوروں میں عشر عشر اور سکا پایا نہیں جاتا بلکہ کثرت و قلت کی نسبت سے تو جانوران غیر ماکول بمقابلہ جانوران ماکول کے کالعدد معلوم ہوتے ہیں پس جو فساد آب و ہوا یا اشکال دفن و غرق کا ان جانوران کثیر الوادات مخصوص بالبرکت تجد وعد کے سبب سے منصوص تھا وہ فساد یا اشکال جانوران قلیل الوادات مفقود البرکت کے مرنے سے ہرگز لازم نہیں آتا علاوہ اسکے مردہ جانور

غیر ماکول کے مناد اور اشکال رفع کرنے کے واسطے بھی حکیم مطلق نے
یہی تدبیر صرف رزق ہو جانے اور نکلے لحم کی مقرر رکھی ہے یعنی شکاری جانور
اور جانور ان مردار بخود اسی حکمت اور مصلحت کے واسطے خلق فرمائے
ہیں تاکہ گوشت اور ان جانوروں کا بھی اذوقہ گوشت خواروں کا ہو جایا کرے
اور کسیدہ کھا مناد یا اشکال اور نکلے مرنے اور مرنے سے لازم نہ آیا کرے
اس جگہ عجیب نہیں کہ معتزین یہ اعتراض بھی کریں کہ زمان سابق میں
جس وقت ہندوستان میں صرف ہنود ہی کی مملداری تھی اور عدم
اکل لحم کی رسم و عادت کلیۃً اس ملک میں جاری تھی اور اس وقت بھی
آخر یہ تمام جانور جو کرب ذبح کیے جایا کرتے ہیں غایت مرتبہ ضعف و
اسقاط عمر تک ایام زندگانی بسر کرتے اور از خود بلا ذبح مرتے ضرور ہی
ہو گئے پس اس وقت میں ان جانوروں کے غایت مرتبہ ضعف و
اسقاط تک بسر زندگانی کرنے اور از خود بلا ذبح مرنے سے یہ تمام
معصائب و آفات جنکا ذکر کیا گیا پیش آتی تھیں یا نہیں آیا بدون حکم
ذبح اور تجویز اکل لحم کے اس وقت میں کارخانہ اس جہان کا کس طرح
چل سکتا تھا کہ اب نہیں چل سکتا اور جائز کھنا ذبح اور اکل لحم کا واسطے
دفع حالت مجبوری کے ضروری قرار دیا گیا جواب اس اعتراض کا یہ ہے
کہ زمان سلطنت ہنود میں صرف گاؤشی البتہ ممنوع تھی رہی نوع کش و
غنم جو کہ حملہ انواع ماکول اللحم میں زیادہ تر کثیر الافراد ہیں اس نوع مجید و عد
کے تو کھانے والے اس وقت میں بھی جوق جوق موجود تھے پس

صرف ایک نوع بقدر کی غایت مرتبہ صنعت و اختلاط تک ایام زندگی بکرنے اور ان خود بلا فیج باجا مرنے سے اوس درجہ قبائح اور مصائب و آفات جنکا ذکر کیا گیا مگر پیش نہیں آتی تھیں کس واسطے کہ نوع بقدر اعتقاد ہنود میں نہایت متبرک اور مقدوم بلکہ معبود ہنود واقع ہوئی ہے لہذا کوئی خبر گیری اور خدمت گزار ہی بھی افراد نوع بقدر کی قوم ہنود پر اصلاً شاق یا تکلیف لایا گیا نہیں ہوتی تھی بلکہ عین سعادت و عبادت جانکر اوسکو بجا لایا کرتے تھے۔

مہذا اگر مراد چل سکے کارخانہ جہان سے اوس وقت میں یہ ہجر کہ سہ وقوع ان تمام قباحت یا اکثر قباحت مذکورہ بالا جنکا واقع ہونا بتقدیر عدم تجویز فیج و اکل لحم جانوران مذکور کے ضرور ہر کارخانہ عالم برابر جاری تھا ان قباحت و اشکالات کے حقوق سے کارخانہ عالم عدم نہیں ہو گیا تھا تو یہ بات مسلم لیکن ہمارا کلام تو ان مفاسد و قبائح کے نفس ضرورت حقوق اور تبریر اندفاع میں ہر کچھ کارخانہ جہان کے چلنے پھلنے میں نہیں یعنی یہ کہ در صورت عدم تجویز و تبریج فیج مفاسد و قبائح مذکور لاحق ضرور ہوتی پس تبریج و تجویز فیج انہیں مفاسد و قبائح کے دفع کی نظر سے عین رحمت واقع ہوئی ہے۔

واسطے نوع آدمی اور نوع حیوان و نون کے رہا یہ کہنا کہ کارخانہ جہان تو بتقدیر حقوق قبائح مذکور کے بھی ضرور چلتا کچھ ان قبائح کے حقوق سے کم نہو جاتا۔

یہ ایک بات ہی دوسری ہر خیال کرو کہ ابتداء سے زمانہ میں جب کہ صنایع و تدابیر کثیر بنانے یا کھانا پکانے کی یا اور ہر ایک قسم کام کی سرانجام کی اصلاً نہیں نکلی تھیں تب بھی تو کارخانہ جہان کا چلتا ہی تھا بعد اوس

جب تدابیر نکلنا شروع ہوئیں تو جلد تدابیر یکبارگی نہیں نکل آئیں کبھی ایک
نکلی کبھی دوسری ایجاد ہوئی پس زمان اول میں اور کبھی زمان مابین ایجاد
صنائع و تدابیر میں کارخانہ دنیا کا کس طرح چلا کارخانہ دنیا کے چلنے پھلنے
کی تو کچھ عجیب و غریب کیفیت تھی یا نون یا بات خواہ اور اعضا اور آلات
جنکی ترکیب سے خداوند خلاق حقیقی نے انسان ضعیف البنیان کو خلق
فرمایا تھی ہر ایک چیز ان اعضا اور آلات جسم انسانی کی اس قدر ضروری واقع
ہوئی تھی کہ اگر ایک چیز کا انعدام بھی ان تمام چیزوں سے فرض کیا جاتا تھی تو
اجرای کار انسان ضعیف ناز کا محال و دشوار ہی نظر آتا تھی ساتھ اس کے کمال
قدرت اوس قادر حقیقی کی ایسی تھی کہ چاروں ہاتھ یا نون کے قطع کر دیے
جانے پر بھی اگر انسان زندہ رہتا تھی تو کام اوسکا برابر چلتا تھی چشم و گوش
و غیرہ آلات ضروری سے معذور و مجبور رہنے پر بھی ہر کام ضروری انسان معذور
کا ضرور نکلتا تھی اس حاصل کام چلنے پھلنے کے عذر سے اس دلیل جلیل کو بیکار
و غیر مستوار سمجھنا ایسا تھی کہ جس طرح کسی نہایت غمی نہ مال کے معالجہ جرات
سے کوئی شخص مانع ہو کر کہے کہ زخم سلوانا یا مرہم لگانا یا دوا پلانا اور تصدیق
علاج معالجہ کی ساتھ ستانا یا رنڈا کو محض ایک امر مفول اور نامفول تھی
کیونکہ جس وقت فن طبابت و ڈاکٹری کی ایجاد نہیں ہوئی تھی اوس وقت
بھی تو کام عالم کا آخر برابر چلتا تھا اور اب جہاں کمین طبیب و ڈاکٹر موجود
نہیں ہیں وہاں تک کام بھی تو برابر چلتا ہے لہذا اس دوا علاج کے کچھ ٹکڑے
سے فائدہ کیا تھی اور کون مطلب نکلتا تھی مقصد وہ ہم بعض جاندار

گوشت خواجگی خورش سوا گوشت شکار جاندار کے اور کچھ مقرر اور مقدر
 نہیں کی گئی اور گوشت کھانے کے واسطے وہ جاندار باقتضای خلقی مجبور
 کیے گئے ہیں آیا اس طرح پیدا ہونا اور نکالنا اور شکار ہونا دوسرے جاندار
 بے اختیار کا اور ان کے سر پر زور و قوت سے فقط بامر و تقدیر خداوند قدیر
 ہوا کرتا ہے یا بدون امر و تقدیر خداوند قدیر اگر بامر و تقدیر خداوند قدیر جانتے
 تو امر و تقدیر خداوند قذیر ظلم تو کیسے طرح ہو ہی نہیں سکتا پس ہر گاہ مرزدق
 ہونا بعض حیوانات کا حیوانات دیگر سے بلا خوف و خطر ظلم بامر و تقدیر خداوند
 قذیر ثابت ہوا تو اگر انسان کو بھی خداوند عالم نے غذائی گوشت بعض
 حیوانات کے ساتھ ممنون و مخصوص فرمایا تو کیا منظور لازم آیا بلکہ نسبت
 غذائی حیوانی ہونے گوشت حیوان کے تو غذائی انسانی ہونا اسکا اقرب
 الی القیاس ہے کس واسطے کہ گوشت الذواکولات ہے اور انسان اشرف
 مخلوقات استحقاق اشرف کا واسطے الذک کے اقرب الی الفہم ہے مقصد
 یا زوہم غذا کی دو قسمیں ہیں ایک غذائی اختیاری دوسری غذا سے
 اضطراری غذائی اضطراری اسکو کہتے ہیں کہ جب کھانا چارونا چار باضر
 لازم ہو یعنی بسبب مقدار و مقرر ہونے کسی دوسری غذا کے اکتفا ایک ہی
 غذا پر مجبوری ضروری ٹھہرے اور غذائی اختیاری وہ کہ جبکہ کھانے میں
 اضطرار کو دخل نہ ہو یعنی بسبب مقدار و مقرر ہونے چند قسم غذا کے کھانا یا کھانا
 ہر ایک قسم کا محض اختیاری ہونا اضطراری پس معلوم کرنا چاہیے کہ بعض
 حیوانات کے واسطے تو صرف غذا سے اضطراری ہی مقدار و مقرر کی گئی ہے

جس طرح غذای شیر کہ سو اگوشت کے اور کچھ مقرر نہیں ہوئی اور بعض کے واسطے کئی کئی اقسام اغذیہ اختیاریہ مقرر ہیں لیکن جس قدر جاندار غذا خواہ کہ ساتھ اقسام اغذیہ اختیاریہ کے مخصوص کیے گئے ہیں افضل و اکمل اور سب کا باعتبار کمال شرافت اور جاہلیت اپنے کی انسان ہر چنانچہ معائنہ انسانی شہما مخصوصہ نوع انسانی اور ملاحظہ انواع تراکیب عجیبہ اور صنائع غریبہ مخترعات انسانی سے بچ انہی نفاہی مذکور کے فضیلت اور اکیلیت اسکی باہین اعتبار پر ظاہر و آشکار ہر اور بھی جانتا چاہیے کہ غذاے کم اول تو بسبب اغزو الذ اغذیہ ہونے کے مناسب تر ہر ساتھ انسان اشرف مخلوقات کے دوسرے کمال درجہ مرغوب طبعی انسان واقع ہوئی ہر تیسرے النفع اور اصل ہر واسطے مزاج انسانی کے چوتھے ساتھ نافع ہونے کے نقصان و ضرر سے بھی دور تر ہر پانچویں اکثر الوجود ہر چھٹے متعذرا حصول بھی نہیں ہر ساتویں اسکے حاصل کرنے کے سبب کوئی مصیبت یا فتنہ یا شر بھی متصور نہیں ہو سکتا آٹھویں یہ کم کچھ کم انسان تو ہوتا نہیں کہ خرابان بنی نوع ہونے کے سبب سے عقل اوسکے کھانے سے آبی ہو اور کھانا اوسکا تہذیب انسانیت کے حق میں باعث نقصان و خرابی ہو بلکہ یہ کم خرابان ہوتا ہر ادون انواع ہوتا کا جیکے اور بعض اجزائینی شیر و درغن و غیرہ بھی نوع انسان کے واسطے با اتفاق حلاۃ عقلا و ارباب ادیان شتی مجوز و مباح ثابت ہو چکے ہیں اور اسل پیدائش اونی صرف واسطے کارروائی اور صرف ضرورت نوع انسان ہی کے ثابت کی گئی ہر اور حضرت اور اجازت انواع تخلیق ہی ادون حیوانات

اوسمان دھرم و سوان
 قیصر کا ایک اور
 علی گڑھ کی
 اس بات پر
 انسان کو خدا
 ظالم کو
 جو خدا
 اوسمان دھرم و سوان
 قیصر کا ایک اور
 علی گڑھ کی
 اس بات پر
 انسان کو خدا
 ظالم کو
 جو خدا

کی واسطے نوع انسان کے ازجملہ سمات یقینی مان لیگی ہے پس ان تمام وجوہ مذکورہ مسطورہ کی نظر سے حکم و تقدیر خداوند قدر مقرر و مقدر ہونا اس غذا کا واسطے نوع انسان کے بالیقین ثابت و متحقق کس واسطے کہ تقدیر مقرر ثابت ہونے کسی غذا کے واسطے جو جو شرائط و لوازم و اسباب عقلاً درکار ہیں وہ سب شرائط و لوازم و اسباب تو وجوہ مذکورہ بالا میں بالبداہہ حاصل و موجود ہیں بلکہ شرائط و لوازم و اسباب مطلوبہ ضروریہ سے بھی کیسے قدر زائد تر خصوصیات و مناسبات ان وجوہ مذکورہ بالا میں کسی پائی جاتی ہیں جن خصوصیات و مناسبات سے علاوہ منجملہ اغذیہ مقررہ مقرر ہونے کے افضل و اکل اور لب و اصوب اغذیہ ہونا بھی اس غذا کا واسطے نوع انسانی کے ثابت و متحقق ہے یہاں تک کہ اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ کس قسم کے اور کوئی غذا سے حقیقی انسان کی یہی نہیں اور اگر تقدیر اغذیہ اسکی ہیں وہ سب اغذیہ غیر حقیقیہ ہیں تو یہ دعویٰ بھی غالباً بلکہ یقیناً مسلم ہو سکتا ہے کہ اس واسطے کہ اول تو جو کچھ نتیجہ اکل غذا کا ہے یعنی تغذیہ بدن الباقی و اوفق اور اقرب و انسب ہونا اس غذا کا واسطے حصول اس نتیجہ کے بسبب محالست کمی بالبداہہ ثابت ہے دوسرے غایت مرغوب طبع انسانی ہونا اس غذا کا اس درجہ متحقق ہے کہ گوشت کے سامنے اور کوئی غذا بھی پسند و مرغوب طبع انسان نہیں ہوتی رہی اور اغذیہ اولن اغذیہ کو انسان نہیں کھاتا مگر بسبب مجبوری یا کسی مانع ضروری کے اس حاصل غذا سے کم کا واسطے انسان کے جملہ اغذیہ اختیار یہ مقررہ مقرر

[illegible]

سے ہونا بلکہ افضل و کامل حملہ غذیہ اختیاریہ مقدمہ مقررہ سے ہونا تو
 سنجو بی ثابت و متحقق ہو لیکن جاننا چاہیے کہ ہر غذا سے اختیاری جاندار
 کی بعض مواقع اور حالات میں اضطراری بھی ہو جائی کرتی ہو مثلاً اگر ایک
 جاندار کے واسطے تین قسم غذا کی اصل خلقت سے مقرر ہیں تمام حالت
 دستیابی ہر قسم اقسام مقدمہ مقررہ میں تو وہ جاندار اختیار رکھتا ہو جسکو
 چاہے کھائے اور جسکو چاہے نہ کھائے لیکن جس وقت ان تینوں
 اقسام میں سے فقط ایک ہی قسم موجود ہو اور اور سب اقسام معدوم و مفقود
 ہوں تو اس وقت وہ قسم موجود خاص غذای اختیاری اور اسکی غذا سے
 اضطراری ہو جائی کرتی ہو کہ بدون اسکے کھانے کے چارہ اور گزارہ
 ہی نہیں ہوتا پس غذا سے گوشت بھی واسطے انسان کے اگرچہ غذا سے
 اختیاری ہو نہ اضطراری لیکن بعض مواقع اور حالات میں یہی غذای
 اختیاری غذای اضطراری بھی واسطے انسان کے ہو جائی کرتی ہو جبکہ
 مثلاً ایام قحط سالی میں یا حالت مجبوسی میں کسی جہاز کے اندر جو وقت قحط و
 الحاج بالکل دستیاب ہی نہ ہو اور سوا جانوروں کے اور کوئی غذا اہل لشکے
 اور نوبت گرسنگی کی اس مدد تک پونہچے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے
 کھانے کا قصد کرے تو اسوقت تو یہ غذای اختیاری اس مرتبہ شد
 اضطراری ہو جاتی ہو کہ اگر اسوقت انسان اس غذا اضطراری کو کھائیگا
 اور شدت جوع سے تڑپ تڑپ کر مر جائیگا تو عیناً نقلاً دونوں طرح گنہگار
 و خطا دار ہو گا غرض کہ اس مقصد یا زد ہم کے حملہ وجہ معرہ سے یہ بات

سنجوئی ثابت ہو کہ فوج کرنا اور کھانا جانوروں کا انسان کے واسطے جائز
 کیسا بلکہ بعض واقع اور حالات میں تو واجب بھی ہو جایا کرتا ہے اور بعض
 غذای خلقی مقرر ہو جانایا تو ان حالات کا واسطے انسان کے ثابت اور مستحق
 نہیں ہیں اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جو بعض بعض مواقع ضرورت ذکر
 کیے گئے ایسے مواقع ضرورت میں تو جان بچانے کی نظر سے جانور
 حرام اور مزار کا کھانا بھی حکم عقلی و شرعی جائز ہو جایا کرتا ہے ایسے وجوہات
 مجبوری سے غذای خلقی مقرر ہو جانایا تو ان حالات کا واسطے ثابت ہو جائے
 اس اعتراض کا یہ ہو کہ اگر صرف جان ہی بچانے کی نظر سے ان مواقع خاصہ
 میں تجویز ہو اور کمال نعم جانوران مذکور کے ہوا کرتی اور غذای خلقی مقرر ہو جانایا
 انکا ثابت ہوتا تو بقدر مضطر ہونے جو انسان جہاز اور بتلایا ان کا قطعہ کے
 اگر یہ مجبور بتلایا اس حالت مضطر میں بعض مردہ لاشیں اپنے ہمعصر آدمیوں
 کی پاتے تو لازم یہ تھا کہ جان بچانے کے واسطے اول فقط ان لاشیں کو جمع کر کے
 کھاتے اور زندہ جانوروں کو ہرگز ہاتھ نہ لگاتے علی الخصوص در حالت
 موجود ہونے کا وغیرہ خوراک ضروری جانوران مذکور کی تو ادنی جان کا
 حتی الامکان بچانا اور مردہ لاشوں کو واسطے ضابطہ اپنی جان کے کھانا
 اور بھی زیادہ تر ضرورت تھا لیکن ایسی حالت میں جو عقل نے مردہ آدمی کے
 کھانے کو باوجود عدم ظلم و تکلیف کے کیس طرح جائز نہیں رکھا اور زندہ
 جانوروں کے کھانے کو باوجود صحت تکلیف فوج جائز رکھا اس سے بالبداہہ عدا
 خلقی مقرر ہو جانایا تو ان حالات کا واسطے انسان کے ثابت ہو علاوہ اسکے اور

بھی بعض صورتیں تجویز عقلی ذبح جانور اور اکل لحم کی ایسی پائی جاتی ہیں کہ جسے
 یہ بات بخوبی ثابت ہو سکتی ہے کہ واجب ہونا ذبح جانور اور اکل لحم کا کچھ جان
 بچانے ہی کی صورت ضرورت پر موقوف و منحصر نہیں ہوتا بلکہ بدون اس
 ضرورت کے بھی بعض مواقع و حالات میں عقل انسانی اسکو واجب جانا
 کرتی ہے مثال اداں بعض مواقع کی یہ کہ اگر ایک جہاز کابین چھٹ گیا ہو یا
 عین وسط دریای ناپید کناریں غلہ ضروری اوسکا قریب ختام کی پہنچ گیا
 ہو اور سود و سوا آدمی اوس جہاز میں محبوس ہوں اور ہمراہ آدمیوں کے
 سو پچیس جانور بھی محبوس ہوں اور خوراک جانور دن کی بالکل تمام ہو چکی
 اور آدمیوں کی خورش بھی سوا قدر غیر کافی چند روزہ کی باقی نہ رہی ہو تو وہیں
 موقع پر اگر یہ مردان محبوس جہاز اوس غلہ سے ان جانوران محبوس کو کھلا
 تو کھلانا جانور دن کا ایسی حالت میں اوس غلہ قلیل قوت لایموت مردم
 محبوس و مایوس سے تو کسید طرح عقلًا جائز ہی نہیں رہی یہ صورت کہ اداں
 جانوران محبوس کو بالکل بے آب و دانہ چھوڑ دیں اور تڑپاڑ پا کر ماریں
 یہ صورت تو صورت اول سے بھی حکم عقل و نظر اشنع اور قبیح تر ہے پس اس
 موقع پر حکم عقلی سوا اسکے اور کچھ نہیں ہوتا کہ اول یہ مردم محبوس چند روز
 انہیں جانور دن کو فنج کر کے کھائیں اور تا وقت تمام ہو جائے جانوران مذکور
 کے کسید قدر قوت لایموت اس غلہ قلیل خوراک خاص انہی سے جانوران
 مذکور کو بھی کھلائیں حتی الامکان خبر اداں کی قوت لایموت کی لیتے رہیں جس
 جانوران مذکور ختم ہو جائیں اوس وقت یہ مردم محبوس بقیہ غلہ اپنا کھائیں

پس اس صورت مجوزہ عقلی سے یہ بات بخوبی ثابت ہو کہ کھانا جانوروں کا اس صورت میں کچھ بضرورت کسی جان بچانے کے نہیں تجویز کیا گیا کس واسطے کہ بالفعل تو غلہ جان بچانے کے لیے اوس جہاز میں موجود تھا اگر مرث بضرورت جان بچانے کے یہ ذبح کرنا اور کھانا جانوران مذکور کا تجویز کیا جاتا تو بعد ختم غلہ کے یہ تجویز کرنا لازم تھا نہ یہ کہ باوجود موجود ہونے غلہ کے اسکو جائز جانا بلکہ واجب گردانا پس واجب عقلی ہونا ذبح جانور اور اکل لحم کا بعض مواقع میں بلا وجہ ضرورت جان بچانے کے اس حال سے بخوبی ثابت ہو اور یہ بات بھی بخوبی متحقق ہو کہ عقل نے جو حکم ان جانوروں کے ذبح کا حالت موجودگی غلہ ضروری میں کیا تو یہ حکم نہیں کیا مگر سبب صلاح ہونے ان جانوروں کے غذای انسانی کے واسطے کیونکہ اگر یہ جانور صلاح واسطے غذا سے انسانی کے نہوتے تو عقل ان کے کھانے کا حکم بدون تمام ہو جانے غلہ ضروری اور ظہور حالت مجبوری کے ہرگز مذمتی کس واسطے کہ جان بچانے کی غرض سے جو حکم کھانے اشیاء ناجائز غیر صلاح للغذا کا دیا جایا کرتا ہو تو در حالت متفقہ و ہونے رزق ضروری کے مجبوری دیا جایا کرتا ہو نہ بجاالت موجود ہونے غذا کے ضروری کے رہا یہ امر کہ اگر عقل انسانی تا انتظار تمامی غلہ ضروری کے حکم اسکے ذبح اور اکل لحم کا مذمتی تو اوس وقت تک تو یہ جانور مرث کر ضائع ہو جاتے اور بھوک سے تڑپاڑ پا کر قتل کرنا بھی انکا لازم آتا انھیں معوجہ سے عقل نے قبل اتمام غلہ ضروری کے حکم ان کے ذبح کا دیا پس ان

دونوں وجہوں کے ثابت و متحقق ہونے کے ساتھ حکم عقلی مذکور سابق سے
صالح للغذا ہونا انکا ہرگز ثابت نہیں ہوتا جواب اسکا یہ کہ وجہ اول یعنی
شرنے اور ضائع ہونے کی ضرورت تو منافی ثبوت صالح للغذا ہونے
ان جانوروں کے ہو ہی نہیں سکتی بلکہ یہ وجہ تو عین مطابق اور موافق
اس ثبوت کی ہر کس واسطے کہ اغذیہ متعددہ میں دستور عقلی یہی جاری
رکھا گیا ہے کہ جو غذا جلد فاسد و خراب ہونے والی ہو اس کے کھانے
اور صرف کر لینے کو ہمیشہ عقل انسانی تقدیم ہی دیا کرتی ہے ہر ہی وجہ دوم
یعنی ٹپ ٹپ کر مرنے کی ضرورت وہ ضرورت اگر باعث تقدیم ہوئی
تو سبب متحقق صالح للغذا ہونے ان جانوروں کے باعث تقدیم ہوئی ہے نہ بدون اس کے کیونکہ اگر
بدون اسکا صالح للغذا اور غیر صالح للغذا کے صرف ٹپ ٹپ کر مرنے کے لحاظ سے اس طرح فیج کرنا
جاندار کا ضرور ہوتا تو چاہے تھا کہ جوت غذا خود اسے باعث قحط اور فقدان مصل فائدہ
کے آدمی بھی اس طرح ٹپ ٹپ کر مرنے لگتے تو انہیں وقت بھی اس اذیت
سے نجات دینے کے واسطے اس کے ذبح کر کے کھا لینے ہی کا حکم دیا جاتا
لیکن اس حکم و تجویز کو عقل نے صرف اسی سبب سے جائز نہیں کہا
کہ گوشت آدمی صالح واسطے غذا ہے انسانی ہونے کے ہرگز نہیں پیدا
کیا گیا اور حکم فیج و قتل انسان کا واسطے اکل لحم کے کسی صورت اور
ضرورت میں بھی نہیں دیا گیا مقصد ذوار و لحم جو مستلذات
جسمانی کہ نوع انسان کو مثل اور حیوانات کے خواہش اور کمی اصل مقصد
خلقت سے دی گئی ہے اور طبیعت انسانی طالب غالب اور مستلذات

کی پیدا کی گئی ہر کارخانہ حکمت و معدلت خداوندی میں رخصت دینا انسان
 ضعیف البیان کو مطلقاً خواہ کسی بیخ خاص پر واسطے تحصیل تمتع اور دفع نقصان
 طلب مستلذات مذکور کے ایک امر ضرور قرار پایا ہر اور وجہ ضرورت اس رخصت
 کی ظاہر و باہر ہر کس واسطے کہ باوجود پیدا کر دینے رغبت و اعتنا کسی
 شے کی اصل طبیعت انسانی میں اگر عدم رخصت اور امتناع طلب تمتع شے
 مذکور واسطے انسان کے تجویز کیا جاتا تو در صورت مرکب طلب تمتع شے
 مذکور ہونے اشخاص مغلوب طبیعت کے مواخذہ ارتکاب طلب منہی عنہ
 الزام تکلیف بالایطاق بلکہ اکثر فرق کے نزدیک الزام ظلم صریح نسبت خدا
 احکم الحاکمین خلاق حقیقی کے لازم آتا پس چونکہ ذات اقدس خداوند اکرم
 و ارحم الزام تکلیف بالایطاق اور الزام ظلم و نا انصافی سے سترنا سربری ہر
 لہذا رخصت دینا واسطے مستلذات ہر مرغوب و مطلوب خلقی طبعی کے عین اسکا
 اقتضا معدلت گسری ہر بان جو قیود اور رعایت خاصہ کہ نظر باختصاص
 مرتبت و شان اشرف انسان ملحوظ ہونا اور مخاطب و تحصیل مستلذات
 مذکور میں ضرور چاہیے اور قیود و رعایت خاصہ کے لحاظ رکھنے کے
 واسطے البتہ انسان مکلف بالضرور مامور کیا گیا ہر مثل جانوروں کے کچھ
 مطلق العنان محض چھوڑ نہیں دیا گیا ہر ورنہ مطلق العنانی کے سبب
 انسان اور حیوان میں کچھ اصلا فرق باقی نہ رہتا اور ساتھ اس مرتبہ
 بے قیدی و تشیانہ کے انسان کو انسان کون کہتا غرض عدم مواخذہ
 نفس طلب و تحصیل تمتع مستلذات جسمانی میں تو انسان و حیوان ایک قطب

میں شمار کیے گئے ہیں لیکن فرق و تفاوت بین درمیان انسان اور
 حیوانات کے یہ رکھا گیا ہے کہ حیوانات تو بسبب لامیقل اور غیر مکلف ہونے
 کے مطلق العنان اور طبع الغذار محض چھوڑ دیے گئے ہیں رہا انسان
 کیفیت اوسکی یہ ہے کہ نہ تو خداوند حکیم حق کریم مطلق نے باوجود عطا فرمانے
 رغبت و شوق خلقی طبعی مشتمیات و مستلذات کے ممنوع محض ہونا انسان
 کا طلب تنوع مشتمیات و مستلذات مذکور سے تجویز کیا ہے اور نہ دائرہ خلعت
 اوسکے حق میں کلیتہ وسیع کر کے مطلق العنان محض اوسکو چھوڑ دیا ہے بلکہ
 جو مرتبہ توسط اور درجہ بین بین افراط سے ماسون اور تفریط سے مصلون
 کہ توسط و اعتدال انسان معتدل المزاج کے شایان حال ہے اور نفع
 اشرف انسان کے واسطے موجب ثبوت شرف و کمال ہے اور اس مرتبہ
 کے لحاظ رکھنے کے واسطے انسان مکلف ضرور ہے امور ہر خلعت
 ذوق رانی نفس انسانی کے حق میں سحاظ قیود و رعایات خاصہ ہی کے
 ساتھ مقید و محدود ہے دیکھو خواہش مجامعت جمیع حیوان اور انسان
 دونوں شریک ہیں اس لذت کے طلب کے واسطے نہ حرمان محض انسان
 کے حق میں تجویز کیا گیا ہے اور نہ مطلق العنان محض ہونا اوسکا اس طرح
 جائز رکھا گیا ہے کہ مثل جانوروں کے تفاوت و امتیاز درمیان مان اور
 بی بی کے بھی ملحوظ رہے بلکہ سحاظ قیود و رعایات خاصہ کے ساتھ تنوع
 استلذات مذکور میں اقتضائے عقل و شعور قرار پایا ہے اسی واسطے تمام
 فرق مادیان جہان نے تحصیل استلذات مذکور کو کیفیت خاصہ لا تقابل

واسطے انسان کے جائز ٹھہرایا ہر بعد اتمام اس بحث و کلام کے معلوم
 کرنا چاہیے کہ غذا سے محکم جسا کمال درجہ مرغوب طبع انسانی سونا ظاہر و
 باہر ہو اگر خداوند حکیم بحق کریم مطلق کی طرف سے انسان اس غذا کے
 کھانے کا مرض و مجاز نکلیا جاتا بلکہ عدم اکل و استعمال غذا مذکور کا حکم
 او سکودیا جاتا تو باوجود خلق و اعطائے رغبت طبعی کے منع و مواخذہ
 اکل و استعمال ایسے مطلوب مرغوب سے خود جناب اقدس الہی کی طرف
 الزام تکلیف والا ایلاق بلکہ ظلم صریح کا لازم آتا اور چونکہ صدور تکلیف والا ایلاق
 یا ظلم کا اوس ذات ستجمع صفات سے محال ہو لہذا تجویز عدم تجویز فیج کو
 نسبت خداوند حکیم بحق کریم مطلق جائز بلکہ واجب سمجھنا ستر یا بیجا ایک ہم
 و خیال ہو یا نہ ہو جو لوگ کہ دار آخرت کے بالکل قائل ہی نہیں ہیں اور
 عمل نیک کی جزا اور عمل بد کی سزا کو لا اصل محض سمجھتے ہیں او نکلے نزدیک
 تو کوئی تکلیف امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کی خداوند خلاق حقیقی کی طرف
 سے کچھ اصل و حقیقت ہی نہیں رکھتی اگر وہ لوگ ضرورت تجویز فیج و
 اکل محکم کو محض وہم و خیال احتمال کریں تو اپنے زعم و اعتقاد بے بنیاد
 کی بنا پر وہ لوگ البتہ ایسا خیال و احتمال کر سکتے ہیں لیکن اولیٰ کو
 کے مذہب پر تو فعل فیج کی سی طرح مذموم و مخدود اور بخلاف عقل و شعور ہی
 نہیں ہو کیونکہ دار آخرت کے مواخذے کی نظر سے تو اسکی قباحیت اور
 وقاحت او نکلے مذہب کی بنا پر جو ہی سنیں سکتی رہا دار دنیا دار دنیا میں
 خود اس فعل کے واسطے بیجا سے قباحیت و وقاحت اعلیٰ درجہ کی

منفعت اور راحت ثابت ہو اور حقہ کلام اس مقام میں یہ ہو کہ عمل فرج واکل کم نظر
 منکرین میں حال سے غالی نہیں ہو سکتا کہ واسطے کہ یہ عمل او کو نزدیک مستوجب عتاب و
 عتاب کا ہو گا یا نہ گناہ کی ثانی کی تقدیر پر تو کچھ برائی ہی دراصل اس عمل کی ثابت نہیں
 رہی شق اول یعنی مستوجب عتاب عتاب نا اس عمل کا اس میں ہم یہ پوچھتے ہیں کہ عمل
 فرج کو جو ہم مستوجب عتاب سمجھتے ہو تو کلیۃً مستوجب عتاب سمجھتے ہو یا بعض صورتوں
 خاصہ کی تقدیر پر مستوجب عتاب و عتاب سمجھتے ہو اور بعض صورتوں خاصہ کی تقدیر پر مستوجب
 عتاب و عتاب پس اگر کلیۃً اس عمل کو مستوجب عتاب سمجھتے ہو تو کلیۃً تو یہ عمل مستوجب
 عتاب عتاب ہو ہی نہیں سکتا و نہ بار باریتین و تقریر الزام تکلیف الا بیاق بلکہ ظلم صحیح ثابت
 خداوند ارحم الراحمین کے لازم آئے ہاں اگر بعض صورتوں خاصہ کی تقدیر پر مستوجب
 عتاب عتاب و بعض صورتوں خاصہ کی تقدیر پر مستوجب عتاب سمجھتے
 ہو تو یہ سمجھنا تمہارا درست لیکن عدم جواز فرج واکل کم کلیۃً اس تقدیر پر
 ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ بعض صورتوں و تقادیر میں جواز ثابت ہوتا ہے اور بعض
 میں عدم جواز اور اس طرح ثبوت جواز و عدم جواز عین مدعا حضرت مجتہدین
 فرج کا ہو ا حاصل جائز ہونا اور غیر مذموم ہونا اس عمل کا گو تقدیر بعض صورتوں
 و اشکال معینہ خاصہ ہی کے کیونکہ انہو بالیقین ثابت لیکن اس مقام پر
 بعض بعض اعتراضات اور توہمات بھی پیدا ہوتے ہیں بیان تو ہم اول
 کا یہ کہ غذا سے کم کی جو غایت درجہ مرغوب طبع انسانی ہونے کا دعویٰ
 کیا گیا یہ دعویٰ کلیۃً صحیح و درست ہی نہیں ہو کہ واسطے کہ ایسے اشخاص
 بھی دنیا میں موجود ہیں کہ جن کو کم سے نفرت کلان اور عدم رغبت جبلی

ہو اگر قی ہو جواب اس تو ہم کا یہ کہ اگر نفرت کلی اور عدم رغبت جملی سے
 نفرت کلی اور عدم رغبت جملی اوں افراد انسانی کی مراد لیگنی ہو کہ جنہوں نے
 بنا بر پابندی مذہب کبھی کم کو ہاتھ سے چھوا ہی نہیں چد جائے اکل تو
 ایسے اشخاص کی نفرت کلی اور عدم رغبت جملی تو اس جگہ پر سطح متبرجی
 نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تنفر کلی ان اشخاص خاص کا کچھ اصل اقتضائی ہے
 اور خلقت کے سبب ہرگز نہیں ہوتا بلکہ صرف غلبہ تو ہم کے سبب پیدا ہو جایا کرتا ہے
 واپر تو خلاق ہی ہر احکام مذہبی کی رو ایک چیز کی برائی سنتے سنتے ایک دھڑ
 سخت طبیعت پر جکا ایسی نفرت کلی مشابہ تنفر جملی اوس جگہ پر نراج انسان
 پیدا کر دیا کرتا ہے جس نفرت کلی کے سبب انسان اوس غیر منوع مذہبی سے غایت
 درجہ منکر اور متنفر ہو جاتا ہے اور نہایت ہی اوس چیز کو برا جانتا ہے اور جب
 کمال غلبہ تو ہم کے دل دسکا ایسی خلاف طبع اور مبغوض شئ کے احتمال کے
 واسطے کبھی کسی وقت اور کسی حالت میں بھی نہیں مانتا ہے پس اس طرح
 کی نفرت کلی ان اشخاص خاص کی نفرت کلی سمجھنے کے ساتھ
 کب سزاوار اور کس طرح لائق عقل و اعتبار ہو سکتی ہے
 اس قسم نفرت عارضی محض کو نفرت طبعی سمجھنا ہرگز نہیں چاہیے
 باقی رہی نفرت کلی اور عدم رغبت جملی اور بعض اشخاص کی جن اشخاص
 کو بسبب پرہیز مذہبی اور عدم اعتیاد کے نفرت نہ ہو بلکہ اصل خلقت ہی
 سے نفور واقع ہوئے ہوں ایسے اشخاص جہاں میں نہایت کم
 کا عدم ہیں لہذا ایسے اشخاص کے سبب سے جو کہ حکم انادرا کا لعدم

ہو کر تے ہیں یہ دعویٰ ہمارا ہرگز باطل نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آئے کہ
 کوئی خیر بھی اس جہان میں مرغوب طبع انسانی پائی جائے کیونکہ اس طرح
 شاذ و نادر تو ہر ایک مسئلہ سے نفرت کرنے والے اس جہان میں نکل سکتے
 ہیں علاوہ اسکے احکام الہی میں کچھ ایسے خصوصیات شخصیت کو دخل نہیں
 ہوتا بلکہ نظر اکثر طبائع یا بعض طبائع کے بھی اکثر احکام بطور عام جاری
 کیے گئے ہیں تاکہ اہل ضرورت تو اس کے سبب سے فائدہ ضروری ٹھہرا
 اور غیر ضرورت والے صرف قبول و تقدیر پر اکتفا کر کے ان کی حاجت
 میں کوئی قباح نہ ٹھہرائیں تو ہم دوم یہ کہ اگر مرغوب طبع بعض افراد
 یا اکثر افراد ہونے کے سبب سے اجازت اکمل کم کو ضروری ٹھہرایا ہو
 تو چاہیے کہ شراب پینے کی اجازت بھی بسبب رغبت طبع بعض افراد
 یا اقوام یا اہل ملک کے ضروری ٹھہرے جواب اس تو ہم کا یہ کہ مطبوع ہو
 کسی ماکول و مشروب کا دو قسم ہو اگر تاہم ایک بنظر نفس تلذذ و ذائقہ دوسرے
 بسبب متاثر ہونے ساتھ اثر و کیف حاصل کسی شے کے قطع نظر لذت
 اور ذائقہ سے چونکہ مرغوبات قسم ثانی ذوقاً و اکلاً ہرگز مطبوع نہیں ہو کر تے
 بلکہ ذوقاً و اکلاً تو کمال ناگوار اور نامرغوب طبع ہونا اور نہ ہر ایک وقت اور
 حالت میں ثابت ہو لہذا شراب وغیرہ جو اشیا اس جنس کی ہیں کہ اکلاً اور
 ذوقاً کسی وقت و حالت میں مطبوع طبع انسانی واقع نہیں ہوتی، اور
 اشیا کا شمار شہامی مطبوع و مرغوب طبع انسانی میں کرنا ہی بجا و نامناسب
 ہو اور اگر ایسا ہو تو چاہیے کہ سنگینا وغیرہ سمیات قاتل جو کہ عادت

کرنے سے کمال محتاج الیہ اور پسند طبع اہل اعتیاد ہو جایا کرتے ہیں
 اور اون کے استعمال سے انسان کو کسی طبع پر مفری نہیں ہوتا چاہے
 کہ وہ تمام سمیات قائمہ بھی داخل مرغوبات انسانی کیے جائیں علاوہ
 اسکے شراب مضر عقل ہو اور انسان کو مرتبہ انسانیت سے نکال کر مرتبہ
 حیوانیت کے ساتھ متصف کرتی ہو پس چونکہ انسان ملکوتی ہر واسطے
 حفظ و تکمیل مراتب انسانیت کے لہذا استعمال شراب واسطے انسان
 کے کسی طبع مرض و مباح نہیں ہو سکتا تو ہم سوچیں کہ خواہش مجاہد
 کو جو قیاس علیہ خواہش اکمل حکم قرار دیا اور بذریعہ اس قیاس کے متبع اکمل
 حکم کو مثل لذت مجاہد کے ضروری الرخصت خیال کیا یہ قیاس
 اس جگہ محض قیاس مع الفارق ہو کس واسطے کہ خواہش مجاہد
 تو مثل خواہش جمع کے اقسام خواہش ہمای مولمہ جہانی سے ثابت ہو چکا
 خواہش اکمل حکم کہ یہ خواہش خواہش مولمہ نہیں ہو پس قیاس اس خواہش
 غیر مولمہ کا اور یہ خواہش ہمای مولمہ کے کر کے اجازت شرعی و عقلی کا اسکے
 واسطے ضروری سمجھنا محض خلاف عقل ہو علی الخصوص اوس وقت میں لذت
 اکمل حکم اون اقسام لذت سے واقع ہوئی ہو چکے ہرے سے بدون
 چکھنے اور زبان پر رکھنے کے اصلا واقفیت و اطلاع ہی انسان کو
 نہیں ہوتی چہ جائے رغبت و خواہش بلکہ تا وقتیکہ خوب طبع یعنی کمال
 اہتمام و تکلفات تمام ہکو نہ پکائیں اور اجزاء و اشیاء مصلحہ ملا کر قابل
 کھانسنے کے نہ بنائیں تب تک باوجود چکھنے کے بھی اصلا لذت اوسکی

انسان کو حاصل نہیں ہوتی کھم خام کیطرت توحیوانات دزدہ ہی کی غبت
 ہوتی ہوگی انسان لطیف المزاج تو کیسا ہی عاشق غذای کھم کیون نہوچے
 گوشت سے اوکو نفرت طبعی ہو اگر قتی ہر نہ رغبت اگر آدمی پر ایک دو
 روز کا فاقہ بھی گذر جائے تو بھی غائب کچا گوشت نہ کھائے پس ان حالات
 کی نظر سے یہ بات پر ظاہر ہو کہ مزہ کھم کا محض وابستہ صنع و ترکیب ہو کر تا
 ہر قطع نظر صنائع و تراکیب خاصہ کے فی حد ذاتہ کھم میں کوئی تلمذ و مرغوب
 پایا ہی نہیں جاتا اور اس صورت میں نفس ذات کھم کا خود لذائذ و مرغوبات
 بالذات نوع انسان ہی سے سمجھنا سراسر خلاف عقل و شعور ہو ایسی شے
 نامرغوب ذاتی کے طلب تلمذ کا واجب الرضعت ہونا کب ضرور ہو جو اب
 باصواب اس توہم کا باین طور سمجھنا چاہیے کہ کہاں مرغوب ہونا کسی شے
 کا باین درجہ کہ باوجود منع و تحویف و تاکید و تہدید فرید بھی اندیشہ او سے
 طلب تلمذ میں مبتلا ہونیکا پیدا ہو کچھ فقط او یقین مسئلہ ذات خاصہ کے ساتھ
 جو کہ نقطہ وابستہ خواہش مولہ جہانی کیے گئے ہوں لازم نہیں ہوتا بلکہ
 اور بہت سے مسئلہ ذات اور مرغوبات نفس انسانی اس طرح پر واقع ہیں
 کہ باوجود وابستہ خواہش مولہ جہانی نہ ہونے کے کمال درجہ شوق دلی
 اور رغبت نفسانی اور فکری طرف جبلت انسان ضعیف البیان میں پیدا
 ہوئے کہ ہر ہیز کرنا اور اسے بسبب غلبہ رغبت و شوق کے نہایت درجہ
 نفس انسانی پر شاق اور تکلیف مالا طاق ہوا کرتا ہو بلکہ مرتبہ غلبہ خواہش دلی
 اور رغبت نفسانی کا تو مرتبہ خواہش مولہ جہانی سے بھی بدراج بالاتر

گفتہ تاہم چنانچہ خواہش اکل و خواہش سبائشرت ہی میں فرق و امتیاز
ان دونوں مراتب کا بخوبی تمام موجود ہے یعنی مرتبہ خواہش مولہ جسمانی
اور مرتبہ شوق دلی اور طلب نفسانی دونوں مراتب ہر ایک میں ان
دونوں مستلذات سے پائے جاتے ہیں اصل مقصود اور نفس مطلوب
مرتبہ خواہش مولہ جسمانی کا نفس وجود ماکول اور نفس وجود کسی مدخلہ کا
ہوا کرتا ہے طعام کیسا ہی بفرہ اور مدخلہ کیسی ہی نامقبولہ کیونکہ خواہش
مولہ جسمانی کا سنہ ان دو اذن مطلوب ضروری کے لمجانے سے بخوبی
تمام بھرتا ہے ہر مرتبہ شوق دلی اصل مقصود اور نفس مطلوب اس کا سوا طعام
مرغوب اور صورت پاکیزہ و خوب کے اور کچھ نہیں ہوتا پس یہ دونوں
مراتب تو ہر ایک میں ان دونوں لذات سے بالضرور پائے جاتے ہیں
لیکن غلبہ تقاضا اس مرتبہ شوق و طلب کا ذات انسان میں اس قدر
زائد تر خلق کیا گیا ہے کہ جسکے سامنے مرتبہ خواہش مولہ جسمانی کو بھی نہایت
مغلوب بلکہ مسلوب سمجھنا چاہیے الحق جو نفوس کہ غلبہ شوق ماکول لذیذ
یا کسی مدخلہ مقبولہ کے ساتھ پابند و خور واقع ہوئے ہیں اگر طعام پسند
مدخلہ نامقبولہ ہر وقت اونکے واسطے حاضر و موجود بھی رہے تب بھی عدم
وجود ان دونوں کا اون کے نزدیک برابر ہوا کرتا ہے یہاں تک کہ باوجود
موجود ہونے خواہش مولہ جوع و شہوت کے بھی اکل طعام بفرہ اور سبائشرت
مدخلہ نامقبولہ سے صرف باشتیاق طعام مرغوب و محبوب مطلوب دور
و نفور ہی رہا کرتے ہیں اور بھی فرط اشتیاق طعام مرغوب اور محبوب مطلوب

سے باوجود موجود ہونے غلبہ خواہش مولہ جسمانی کے بھی اکثر اوقات
 بجو کون مرتے ہیں الغرض کمال مرغوب ہونا لذائذ عمدہ نفسانی کا باین
 درجہ کہ صبر و تحمل کرنا اور انکی طلب سے کسی طرح مستغور ہی نہو کچھ خواہش مولہ
 جسمانی ہی پر منحصر نہیں ہوتا بلکہ بازرہنا اکثر لذائذ مرغوب دلی اور مطلوب نفسانی
 سے باوجود انعام خواہش مولہ جسمانی کے بھی نہایت شکل و صورت علیٰ غصوب
 اوس وقت میں کہ منع اونکے استعمال اور استلذاز سے کیا جائے کسوا
 کہ منع کرنے سے تو حرص نفس اور بھی زیادہ تر ہو جایا کرتی ہے باقی رہا یہ امر
 کہ رغبت لحم کی بدو ن چکھنے اور زبان پر رکھنے کے تو اصلاً معلوم ہی نہیں
 ہوتی اور بتقدیر چکھنے اور زبان پر رکھنے کے بھی لذت اسکی موقوف ہوا کرتی
 ہے اور پھر بعدہ پکانے اور ترکیب و ترتیب خاص کے ساتھ بنانے کے پس اس
 صورت میں غذا سے لحم کوئی شے فی نفسہ مرغوب و مطلوب بالذات
 نہیں ہے جواب اسکا یہ کہ ایسے خیالات سے کمال مرغوب و مستلذ ہونا
 لحم کا اور بھی اس قبیل سے ہونا اور اسکا کہ انسان کمال خواہش و سکی کے
 اور اس کے طلب کرنے میں منع و تحویف سے بھی نہ ڈرے ہرگز باطل و
 ناسموع نہیں ہو سکتا کسوا سطلے کہ ہر گاہ بعد وقوع صنع و ترکیب و ترتیب
 خاصہ اور چکھنے اور زبان پر رکھنے کے کمال درجہ مرغوب و مطلوب طبع انسان
 ہونا غذا سے لحم کا بالیقین ثابت ہوا تو شرط وقوع صنع و ترکیب خاصہ اور شرط
 وقوع ذوق و استعمال تو کچھ ایسی شرائط نہیں ہیں جنکے اشتراط سے کمال
 رغبت و شوق انسانی کا ظہور و ورہیما جائے اور نسیب حاصل اور عائق ہونے

شرائط بگور کے مرغوب و مطلوب بالذات ہونا ہم کا یقینی خیال نہ کیا جا
 کیونکہ خداوند حکیم حق خلاق مطلق نے در اسے قوت سیہ قوت عقلیہ کے ساتھ
 بطی انسان کو شرف کیا ہے اور مادہ فہم خالق اشیا اور صنائع و تراکیب عجیب کا
 اسکو دیا ہے لہذا بقدر لذائذ اس نوع اشرف کے قسم محسوسات یعنی مذاق
 و مریات و مشومات و سموعات و ملموسات سے واقع ہوئی ہیں جن سے
 درک حسی ہی پر مثل مستلذات حیوانات کے مارکارا و ن مستلذات حسیہ
 رکھا نہیں کیا بلکہ عمدہ ترین لذائذ و مرغوبات اسکے انھیں مستلذات حسیہ
 وہ لذائذ و مرغوبات واقع ہوئے ہیں جن لذائذ و مرغوبات کو اسکے ایجاد
 و اختراع عقلی نے پیرایہ صنغ و ترکیب عجیب پہنا کر بطرز جدید آراستہ کیا ہے
 اور از بسکہ مزاج انسانی کمال جامعیت کے ساتھ متعدد واقع ہوا ہے لہذا
 اکثر مرغوبات طبعی بھی اسکی تراکیب جامعیت ہی کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً
 و تراکیب خاصہ کو تو کمال رغبت نفس انسانی میں استقدر دخل تمام ہے کہ
 جو مطلوبات اور مرغوبات کہ صنغ و ترکیب انسانی کا در حقیقت اولیٰ ہیں
 کچھ دخل ہے واسطے مرغوب و مطلوب نفس انسانی ہونے کی نہیں ہے اور ان مرغوبات
 و مطلوبات کو بھی انسان نے دخل و مساس صنائع و تراکیب عجیب سے
 باز نہیں رکھا جس طرح مثلاً صورت محبوب و مرغوب باوجودیکہ وہ زمین کچھ
 اصلاً دخل صنغ و ترکیب انسانی کو نہیں ہے لیکن اقسام زیورات اور لباس
 نوع نوع رنگا رنگ کی ایجاد سے اسکے تزیین و توشیح میں بھی کس درجہ
 دخل و مقولات حضرت انسان نے دیا ہے اور مرتبہ اسکے زیب و آرائش

کس درجہ بلند کیا ہے معند گوشت گھی نمک مٹھانی وغیرہ اکثر مستلذات
 نوع انسانی تو ایسی طرح پیدائی گئی ہیں کہ بدون مزج و ترکیب کے علیحدہ
 علیحدہ تو ان میں قدر قلیل ہی مزہ معلوم ہو اگر تاہم بلکہ بعض کا مزہ تو قدر
 قلیل بھی بدون مزج و ترکیب کے محسوس نہیں ہوتا ہے کہ بعض تو بدون
 مزج و ترکیب کے محض بے لطف و بد مزہ ہی معلوم ہوتے ہیں نہ لذیذ و
 مرغوب لیکن بعد مزج و ترکیب کے وہی اشیاء جبکہ افراد قبل مزج و ترکیب
 نہایت کم بلکہ کالعدم معلوم ہو اگر تاہم اس درجہ پسند و مرغوب و مطلوب
 طبع انسانی جو جایا کرتے ہیں جبکہ کچھ حد و حساب ہی نہیں کسی شے
 کے تلذذ کا درک صنائع و تراکیب خاصہ پر موقوف ہونے سے یہ لازم
 نہیں آتا کہ فی نفسہ وہ شے کمال مرغوب و مطلوب نفس انسانی قرار دی جا
 اور خواہش و طلب انسانی اوس شے کے واسطے بسبب عائق ہونے
 تکلفات صنائع اور تراکیب مد کے خواہش و طلب معتبر خیال نہ کیجئے
 کس واسطے کہ جو عقل و فہم اور مادہ صنعت رکمال شوق صنائع کہ خداوند عالم
 نے انسان کو عنایت فرمایا ہے اور جس عقل و فہم اور مادہ صنعت اور کمال
 شوق صنائع سے جملہ تراکیب عجیب الطعمہ و کشر بہ وغیرہ مستلذات نفس
 انسانی کا ایجاد و اختراع خود ذات انسان سے بدون تعلیم و تفریق کئی سر
 معلم و استاد کے ظہور میں آیا ہے وہ عقل اور فہم اور مادہ اور شوق صنائع
 کسی حالت میں مستقل نہیں رہ سکتا اور کوئی شخص اوس عقل و فہم اور مادہ
 و شوق صنائع کو طلب و تحصیل و ایجاد و اختراع انواع لذائذ و مرغوبات میں

علی انحنوس ایسے مرغوبات و مطلوبات بریہ قریب الی الفہم میں عاجز
 و مجبور اور کسی دوسرے کی تعلیم و تفہیم پر معلق و مقصور نہیں کر سکتا بھلا یہ
 لذت ترکیبی تو بہت ہی اقرب الی الفہم واقع ہوئی ہے انسان نے تو
 ایسے ایسے لذائذ و قیقہ بعیدہ و صنایعہ کہ جو عقل سے تلاش کر کے نکالا
 ہے جبکہ ترکیب عجیب میں خود عقل اکثر آدمیوں کی بھی حیران ہوتی ہے
 اس حاصل کمال درجہ مرغوب و مطلوب نفس انسانی سو ناغذا ہے ہم کا ہنر
 ثابت اور اس ضرورت کی نظر سے ضرورت رخصت اکل ہم بعض چیزات
 ماکول اللحم کی اور ان کے فیج کی بنا پر وجہ مغیرہ بالابالیقین تحقیق بعد سننے
 اس دلیل طویل کے اگر کوئی شخص یہ داپہم کرے کہ مردہ جانوروں کے
 گوشت کھانے سے بھی دفع تقاضاے خواہش نفس انسانی کا ہو سکتا
 تھا فیج کرنا جانور مان زندہ کا اس ضرورت سے کس واسطے تجویز کیا گیا تو
 دفع اس توہم کا اسطرچہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ جو جانور کہ بلا فیج امر
 کے سبب سے مر جا یا کرتے ہیں گوشت اونکا واسطے انسان کے
 نہایت مضر اور باعث حدوث انواع امراض ہو اگر تاہم لذائذ استعمال
 گوشت جانوران مردہ کا عقلاً اور نقلاً دونوں طرح اشد ممنوع ہے اور علاوہ
 ممنوع ہونے کے لذت بھی گوشت جانور مریض میں باقی نہیں رہتی پس
 علاوہ خوف مضر گوشت لذیذ بھیجہ کے سامنے گوشت بد مزہ مردار کو
 کون کھاتا یقین تو یہ تھا کہ گوشت جانور صحیح المزاج چھوڑ کر گوشت جانور
 مریض کو کوئی شخص ہاتھ بھی نہ لگاتا مقصد سیر و ہم بعد دریافت

دلائل جواز و تحسان اور وجوب اکل لحم کے جو سرعظم اور مقصد اتم تہذیب اکل
 لحم میں رکھا گیا ہے اور سرعظم اور مقصد اتم کو بھی معلوم کر لینا چاہیے معنی
 نرسے کہ تجربہ و استقصاے سوانح و وقائع روزگار اور تجسس و تفحص طاعت
 کتب سیر و تواریخ ہر ملک و دیار سے یہ بات بخوبی ثابت و متحقق ہو چکی ہے
 کہ جملہ اصناف بنی آدم میں جو جو اصناف کہ غذا و کھانسی لحم ہے اور ان اصناف پر
 کہ جنکو اکل لحم سے احراز و اجتناب ہوتا ہے ہمیشہ غالب و فہمید ہی رہا کرتے
 ہیں کبھی ایسا واقع نہیں ہوا کہ صرف اناج کھانے والے گوشت کھانے
 والوں پر غالب آئے ہوں پس اس تجربے اور استقصا سے بخوبی ثابت
 ہوا کہ تقویت مادہ شجاعت کے واسطے کوئی شے مفید زیادہ اکل لحم سے
 نہیں ہے اگرچہ شراب کے پینے والے شراب میں بھی یہ تاثیر بیان کرتے
 ہیں لیکن اول تو شراب مغرب حماس اور مضبوط عقلیہ واقع ہوئی ہے
 دوسرے شراب گوشت کے برابر تقویٰ مادہ شجاعت ہرگز نہیں کیونکہ جو
 اقوام کہ گوشت کھاتے ہوں اور شراب پیئے ہوں اور اقوام گو گوشت
 کھانے والوں پر اگرچہ وہ گوشت کھانے والے شراب سے بالکل
 مجتنب ہوں کبھی غلبہ اور تسلط نہیں ہوتا پس یہ غلبہ اور نصرت خاصہ اسی
 اکل لحم کا مقرر کیا گیا ہے ہر گاہ یہ خاصہ عظمیٰ اور فائدہ کبرے اکل لحم کا معلوم
 کیا تو جاننا چاہیے کہ از بسکہ صفت شجاعت عقلاً مرغوب و محبوب واقع
 ہوئی ہے اور صفت جانت بخلاف او سکے مکروہ و مبغوض لہذا استعمال
 اوس شے کا جو کہ صفت مرغوب محبوب عقلی کے واسطے مفید و مؤثر خلق کیلئے ہے

اور سنت مکروہ و منووض عقلی کے حق میں منفی اور مضراس خاصہ غلطی اور
 فائدہ کبرے کے سبب سے حکم عقلی ممدوح و محبوب ضرور ہے اور بہر عظم
 اور مقصد اتم اسکے ممدوح و محبوب ہونے کا یہ ہے کہ ہر گاہ غلبہ و نصرت توت
 تاثیر غذای لحم ہی پر گویا نضر کر دیا گیا ہے تو اگر حضرت شایع سے اہل حق کو
 اجازت استعمال اس غذا کی حاصل ہوتی تو اور جملہ مخالفین آکلین لحم
 کے مقابلے میں ہرگز اہل حق غالب اور فتیاب نہ ہو سکتے کیا توت حبیبی
 کیا توت شجاعت دونوں میں ہمیشہ مغلوب ہی رہتی کس واسطے کہ جاکھا جائے
 اس عالم کے حکم و حکمت الہی منحصراً بخین اسباب مقررہ پر رکھے گئے ہیں اور
 یہ اسباب مقررہ کسی نسبہ بق خاص کے ساتھ مختص ہرگز نہیں کیے گئے
 بلکہ جو فرق حق و باطل ان اسباب مقررہ کے نفع و ضرر میں برابر تصور میں آتا ہے
 اگر حکم اکل لحم کا واسطے اہل حق کے ذیابا توتو جو مفسد اور مظالم اور فتن
 و قباہات کہ مغلوبی اہل حق اور غلبہ اہل باطل سے مستور اور یقین پس نظر
 تھے اون سب مظالم و آفات اور فتن و قباہات کو جائز و منظور کہنا
 بالضرور لازم آتا تو بچانا خون ان جانوروں کا خود آدمیوں کے خون
 ناحق کو کمان کمان نہ بہانا اتحق عقلاً اور اہل حق اگر اپنے تئیں اکل لحم
 بجاتے تو جہلاً اور اہل باطل توتو باقتضای طبع و خواہش نفسانی اس غذا
 عمدہ والذکو اس حالت میں بھی ضرور ہی کھاتے اور توت تاثیر غذا
 مذکور کے سبب سے عقلاً اور اہل حق پر لا محالہ غالب ہوتے پس جس قدر
 مظالم و قباہات اور فتن و فسادات کہ غلبہ و تسلط جہلاً اور اہل باطل سے

لازم آیا کرتی ہیں اور ان سب مظالم و قباحت اور فتن و فسادات کا
 نمود و صدور بلکہ شائع و ذائع ہونا اس صورت میں ضروری ہی لازم تھا
 لہذا انھیں سب مناسد و مظالم و قباحت کے رفع اور دفع کی ضرورت
 عقلاً اور اہل حق کو کھانا محکم کا عقلاً اور شرعاً دونوں طرح سے ضرور ہوا
 اور بھی اکل محکم واسطے عقلاً اور اہل حق کے بامر اللہ القدیر نہایت ہی
 ایک عمدہ دستور ہوا و الحمد للہ علی احسانہ مقصد چہار و ہم
 مقصد میں بیان ہر دلیل جواز و استحسان فہج انواع خاصہ و حوش و طہور
 کا اور وجہ علیحدہ ذکر کرنے دلیل جواز و استحسان فہج و حوش و طہور
 کی یہ ہر تاکہ کوئی متعترض اس طرح اعتراض نہ کرے کہ جس قدر جانور
 خاصۃً خدمتگاری اور کار براری نوع انسان ہی کے واسطے پیدا کیے
 گئے ہیں صرف انھیں سب کے جواز و استحسان فہج کے دلائل بیان
 مابقی سے واضح ہوئیں پس اور ان سب کے فہج میں تو لبستہ کوئی
 محل بحث و کلام نہیں ہر لیکن اور بعض انواع و حوش و طہور جو کہ محض
 متوحش و نفور نوع انسان سے پیدا کیے گئے ہیں نہ نوع انسان کے
 واسطے وہ انواع و حوش و طہور اصل اقتضای وضع خلقی سے کچھ بیحد
 مطیع و رام ہیں نہ از حیلہ سبب احت و آرام ایسے جانور ان آزاد خلقی
 کو گرفتار اور شکار کرنے کے واسطے کوئی توجیہ اور وجہ بھی اس سلسلہ
 عبالہ سے پائی نہیں جاتی رہیں بعض اولہ ضرورت اکل نفس محکم کی عام
 اس سے کہ وہ محکم محکم جانور ان اہلی کا ہو خواہ جانور ان صحرائی کا اور ان

اولہ سے بھی ضرورت فوج ان جانوران خاص کی بالاخص اس پر گزرتا
 ثابت نہیں ہو سکتی کس واسطے کہ در صورت کافی و وافی مل وافر ہوگا
 ہونے محوم جانوران اہلی کے جانوران وحشی کو بلا ضرورت گرفتار
 اور شکار کرنا سوا فضولی اور کثرت نفس پرستی کے نہ اسکے واسطے
 کوئی توجیہ پائی جاتی ہو نہ وجہ و جیہ خیال میں آتی ہو پس کیا سبب ہے
 کہ جانوران آزاد کا شکار بلا حجت و فکر اس دین بتین میں مباح قرار
 دیا گیا ہو بلکہ عمدہ اطعمہ اور حسن ماکولات سے تجویز کیا گیا ہو آپا خاتمہ
 ان جانوران وحوش و طیور کے جواز فوج کے واسطے بھی کوئی دلیل
 و توجیہ حضرت والا مقام اہل اسلام کے پاس ہو یا نہیں جواب اس
 سوال ظاہر الاشکال کا اس مقصد چار و ہم سے دریافت کرنا چاہیے
 واضح ہو کہ مقصود وجود انسان سے علم و عقل و معرفت ہو لینے
 انسان اشرف المخلوقات کھانے پینے گھسنے کے واسطے
 یا اور کار ہائے خنثی میں مشغول رہنے کے واسطے یا مثل جادات
 معطل محض پڑا رہنے کے واسطے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ جو ہر شریف
 ادراک و عقل کہ صرف اویسکے سبب سے انسان ضعیف البنیان
 اشرف المخلوقات کہلایا اوس جو ہر شریف کا کجام ہو وہی کام انسان
 کے واسطے اصل مقصد و مرام ہو پس اصل کا مقصود انسان کا علم و
 عقل و معرفت خواہ وہ علم و عقل و معرفت ذات و صفات حضرت
 خالق کائنات کے ہو خواہ اور باقی حقائق موجودات کے ہر خدا و

باقی حقائق موجودات کا علم علم معرفت ذات و صفات حضرت خالق کائنات کے ساتھ برابر تو کبھی ہرگز نہیں کہہ سکتا لیکن بعد علم معرفت ذات صفات حضرت خالق کائنات کے اور اکثر حقائق موجودات کے علوم بھی انسان کے واسطے ایسے مقصود اور ضروری واقع ہوئے ہیں کہ جنکے اوپر تمام انتظام کارخانہ عالم کا گویا معلق و مقصور ہے اور جاننا اور نہ جاننا ہر فرد بشر پر اگر فرض عین نہیں تو فرض کفایہ تو ضرور ہے ہر شخص سمجھ اقسام علوم حقائق موجودات کے ایک فن طبابت و ڈاکٹری ہے کیسا فن ضروری ہے اگر تحقیق و تدوین اس فن کی نہ ہوئی ہوتی تو تمام فرائض انسان وقت بحوق امراض و عوارض کیسی کیسی مضطرب و مضطرب ہوتے اور کن کن مدمات کے ساتھ تکالیف جانگزا پاتے پس ایک ہی فن ہے کہ گویا ایک حصہ انتظام عالم کا دار و مدار صرف اسی پر قرار پا رہا ہے اور کمال ضرورت اس فن کی اس درجہ نوع انسان کے واسطے ثابت ہے کہ درحقیقت پوچھیے تو ہر ایک نفس انسانی اس فن کی طرف محتاج پیدا کیا گیا ہے لیکن چونکہ بعض افراد کے اوس سے واقف و ماہر ہو جاتے ہیں کارروائی کل اشخاص عام و خاص کی ہو جایا کرتی ہے اسی سبب ہم ایسے فنون ضروریہ کو فرض کفایہ ہونے کے ساتھ بغیر کرتے ہیں اجمال ہر گاہ کمال ضرورت اس قسم علوم و فنون کی معلوم کی تو اب اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ ان تمام علوم و فنون ضروریہ کی تحقیق اور تدوین اسکے محققین اور موجدین کو کچھ بیٹھے بیٹھے حاصل

نہیں ہو گئی تھی بلکہ بہت کچھ سیر و سفر اور جہان نور دیون اور دشت و صحرا گردیوں
 سے ان علوم و فنون کو اون حضرات نے حاصل کیا ہر تحقیق و تدوین
 حقائق موجودات کے واسطے کن کن مصیبتوں کو اپنے سر پر لیا ہر تعب و
 تحقیق و تدوین ان علوم و فنون کی آئی اور اور تمام حاجت مندوں نے
 اوسکے بعد گویا مفت ایک دولت غیر مترقبہ گھر بیٹھے بٹھائے اون علوم
 مذکورہ سے پائی انحصار و اصل تحقیق اور تدوین ان تمام فنون ضروریہ
 کی سیر و سفر اور جہان نور دیون اور کوہ و صحرا گردیوں ہی کے ذریعے
 سے حاصل ہوتی آئی ہر چنانچہ آج تک بھی سیر و سفر کرنا واسطے تحقیق حقائق
 موجودات کے حکماء فرنگ بافرینگ بن برابری جاری ہر کمال ضرورت
 سیر و سفر سے اس وقت تک استغنا حاصل نہیں ہوا اور نہ آئندہ غالباً
 کبھی ہو گا ساتھ اسکے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ابتدائے زمانہ میں حال اس
 سیر و سفر کا کچھ اور تھا اور اب بعد پیدا ہونے ہزار ہا اسباب و سامان
 اور حکم عملیہ کے کچھ اور ہے جو ساز و سامان زمان سابق میں ایک پادشاہ
 عظیم القدر کو میسر آنا ممکن نہ تھا اب اس زمانے میں اونی و اونی مقاصد
 کے واسطے وہ ساز و سامان بلا تکلف ہر جگہ موجود ہے جس جو سفر کی پہلے
 زمانے میں تحقیق و تدوین علوم و فنون کے واسطے حضرات حکماء
 وقوع میں آئے کمال اشکال اور سیر و سامانی اون سفروں کی احتیاج
 شرح و بیان ہرگز نہیں رہتی بعد اتمام اس تمام تہذیب و کلام کے اب اصل
 مطالب کو سمجھنا چاہیے یہ بات تو ظاہر ہے کہ حضرت خداوند عطا حق تعالیٰ نے

اصل مدار تحقیق اور تدوین ان علوم و فنون ضروریہ کا صرف اوپر سیر
 و سفر سجدہ برادر کوہ و صحرا نوردی افراد بشر ہی کے مقرر فرمایا ہے سو
 اس وسیلہ سیر و سفر اور کوہ و صحرا نوردی کے اور کوئی قدرتی وسیلہ
 اس علم و تحقیق و تدوین کے واسطے انتہا ہرگز ظہور میں نہیں آیا ہے بلکہ
 ہر گاہ کمال ضرورت سیر و سفر اور دشت و صحرا نوردی کی انسان کے
 واسطے ابتداء سے عہد عالم سے ثابت ہوئی تو جان سیر و سفر کو نامان
 علوم ضروریہ کی تحقیق اور تدوین کے واسطے انسان پر پُر ضرور مقرر ہوا
 جواز شکار و وحش و طیور اور شکار باہیان دریا بھی لیبب سو قوت علیہ
 سفر سجدہ و رہنے کے از حجلہ اہم امور مقرر تھے اس اجمال کی اور تفصیل
 اس مقال کی یہ کہ اشد شرائط و ضروریات سفر سے کہ بدون اوسکے
 سفر کی سطح پر مستور ہی نہ ہو سکے دستیاب ہونا طعام کا ہر ایک محل و
 مقام پر گو خواہش کھانہ کی مسافر کو ہر محل و مقام پر نہ ہو لیکن دستیابی
 آب و طعام کا ہر مقام پر اذعان و اطمینان ہونا ضرور چاہیے اور اگر
 حقیقت پوچھیے تو سفر میں تو بھوک انسان کی اور بھی زیادہ ہو جاتا کرتی ہے
 پس حالت سفر میں قی حالت حضر سے بھی زیادہ تر آب و طعام ہر محل و
 مقام پر مطلوب ہوتا ہے اور چونکہ سفر ایک بہت بڑی ریاضت ہے سو ہر مقام اس
 ریاضت کا بدون دستیابی غذا سے مرغوب اور قوی کے سخت عسر
 بلکہ غیر امکان پذیر سمجھنا چاہیے الغرض دستیاب ہونا طعام کا ہر مقام
 پر مسافر کے واسطے اشد ضروریات سفر سے ہے پس دستیاب ہونا طعام

کا ہر ایک مقام پر ایسے حمان نور و دون اور صحر اگر دون کے واسطے جو کہ
 گروہ حکما سے فرض کیے گئے ہیں نہ طائفہ سلاطین و امرا سے بدون
 جائز رکھنے شکار و وحوش و طیور اور شکار ماہیان دریا کے کیسے طرح پر تصور
 ہی نہیں ہو سکتا اتنی تحقیق اور تدوین تو ان علوم و فنون ضروری کی
 خداوند تعالیٰ نے ابتدا سے متعلق ساتھ گروہ حکما ہی کے فرائض جو نہ
 ساتھ طائفہ سلاطین و امرا کے اور سابق زمانہ کی بے سرو سامانی تو واضح
 تھی کہ ملک و سلاطین بھی سفروں میں اکثر اوقات بالاضطرار محتاج اس قسم
 شکار کے ہو جایا کرتے تھے بلکہ اگر حق پوچھیے تو بعض مواقع ضرورت میں
 تو خود اس وقت تک بھی سلاطین و امرا کو احتیاج بالاضطرار اس قسم شکار سے
 جارہ نہیں ہو سکتا پس ان حضرات حکما کے زمان بے سرو سامانی کے
 سفر پر نظر کرنے سے تو اور بھی بالبداہہ ثابت ہے کہ اگر شکار و وحوش و طیور
 اور شکار ماہیان دلیہ ہر مقام پر میسر نہ ہوتا تو جو سیر و سفروں سے ملہو میں
 آیا و وقوع اس سیر و سفر کا بھی ہرگز کسی طرح پر تصور نہ ہوتا نہ تو ان حضرات حکما
 کے پاس سامان سلطنت و امارت تھا کہ سلاطین و امرا کی طرح ہر جگہ
 اپنے ساتھ ہر قسم کھانے پینے کا بار بلکہ انار سمراہ رکھتے اور طرح طرح
 کے اغذیہ لطیفہ جہان جس وقت چاہتے چکھتے نہ یہ ممکن تھا کہ مثل
 بعض ریاضت کشوں کے صرف درخت کی پتیوں پر یہ حضرات لمبہ وقت
 کرتے اور باوجود آدمی ہونے کے جانوروں کا کھانا کھا کر لاپتہ
 مرتے ایسا کھانا تو حکمت کی رود سے درست ہی نہیں ہو سکتا مگر حضرت

حکماً اوسکو کھاتے اور اگر کھاتے تو باز شقت سفر کس بل بوتے سے
 اپنے سر پر اٹھاتے غذا تو سفر میں ایسی ملنا چاہیے جو کہ مقوی ہو اور
 حافظہ صحت ہو اور ادق اغذیہ سے ہو و سطح جسم انسان کے اس
 قسم کی غذا سوا شکار و حوش و طیور و زشکار یا ہیان دریا کے ہر جگہ میسر
 آنے والی کمان پر جو ایسے جان گردون اور دشت و صحرا فردون کو
 ہر ایک جگہ پر میسر آسکے پس ان تمام وجوہ و مقدمات سے یہ بات
 بالبداہہ ثابت ہے کہ ہر قسم ترقی اور تحقیق علوم ضروری نفع انسان کی
 موقوف تھی سیر و سفر پر اور سیر و سفر اسکا موقوف تھا ایسی غذا کے
 کثیر الوجود ہر جاسو جو وغیرہ وابستہ وجود سیم و زر پر غرض کمال ضرورت جو
 شکار و حوش و طیور کے اور شکار یا ہیان دریا کے سخا ط قدر ضرورت میسر
 سفر مذکور سے بخوبی واضح ہے جس قدر ترقیات علوم و کمالات نوع
 انسان کے از عہد آدم تا ایندم صرف بذریعہ سیر و سفر طور میں آئین نبوغ
 اوںکو ملاحظہ کرنا چاہیے اور دریافت کرنا چاہیے کہ جن جن علوم و ادراکات
 عجیبہ اور فنون کمالات غریبہ کو افراد انسانی نے بذریعہ سیر و سفر
 جہان گردی اور دشت و صحرا فردی کے حاصل کیا ہے یا حاصل کرنا
 اونکا کیسا ضروری تھا اور بدون اختیار جہان گردی اور دشت و صحرا فردی
 کے بھی حاصل کرنا اون علوم و کمالات عجیبہ کا کسی طرح ممکن ہو سکتا تھا
 یا نہیں اور جو کچھ سیر و سفر اور جہان گردی اور دشت و صحرا فردی
 برسوں بلکہ قرون ان حضرات سے وقوع میں آئی بدون جابجا میسر

آنی غذا سے موافق اور مقوی اور مفید کے بھی یہ جہان گردی اور شدت
 و صبر انور دی انسان ضعیف البنیان سے ممکن ہو سکتی تھی یا نہیں
 اور اس قسم کی غذا سے مفید و مقوی جا بجا میسر آنے والی سوا گوشت
 و حوش و طیور اور ماہیان دریا کے کوئی اور بھی خداوند خلاق نے
 پیدا فرمائی ہی یا نہیں ان تمام وجوہ و مقدمات کے بغور نظر کرنے
 سے کمال ضرورت جواز شکار و حوش و طیور اور شکار ماہیان دریا کے
 نوع انسان کے واسطے بدابہت تمام بلا گنجائش بحث و کلام ثابت
 و تحقیق ہر اور تتمہ کلام اور خلاصہ مرام اس مقام میں یہ ہر کہ شکار
 و حوش و طیور اور شکار ماہیان دریا دراصل واسطے نوع انسان کے
 اس نظر سے ضروری الرخصت تجویز کیا گیا کہ حاجت سفرون کی بھی انسان
 کے واسطے ضروری ہے پس اون سفرون کے واسطے مرض ہونا ایسے
 رزق و وسیع کثیر الوجود کا ازجملہ اہم امور ہر بحق بہت سفر انسان کے
 تمام نوع انسان کے واسطے کمال ضروری اور متضمن انواع فیوض
 و انتفاع مقدریہ گئے ہیں اور اکثر اشخاص مفلس و بے زر ہی اون
 سفرون پر شیفۃ اور فریفتہ مقرر کیے گئے ہیں امر اکو عیش امارت ایسے
 کاموں کے واسطے کمتر رخصت سفرو تیار ہر علاوہ اسکے سنت قدیم خداوند
 عظیم حکیم اس طرح پر جاری ہر کہ ایسے شکل اور بے طمع ارادوں کا
 کام خداوند ملک علام اکثر مفلسوں اور آزادوں ہی سے لیتا ہر حقیقت
 علوم و فنون ضروری کہ تحقیق و تدوین او کی ابتداء سے ہمد عالم سے

آج تک وقوع میں آئی کچھ سلاطین و امرا سے اوسکا وقوع نہیں ہوا
 بلکہ اکثر جامعین اور محققین ان علوم و فنون میں غلبہ غریب تھے پس اس
 صورت میں اگر شکار و وحش و طیور اور شکار مہیاں دریا کا واسطہ بن
 کے جائز اور مرض قرار نہ دیا جاتا تو بابتقت ایسے سفرون کا کس بل
 پونے سے کوئی شخص اپنے سر پر اٹھاتا اور سچ تو یہ ہے کہ ضرورت ہے
 شکار کی حالت سفر میں کچھ مفلسین و غریب ہی کے ساتھ بالاختصاص
 خاص نہیں کی گئی بلکہ حقیقت پوچھیے تو خود سلاطین و امرا بھی ایسے
 سفرون میں بعض مواقع پر بلا مضطر محتاج اس قسم شکار کے ہو جایا
 کرتے ہیں غرض امیر مہون یا فقیر ایسے آزادانہ سفرون میں بدون
 جائز رکھنے شکار و وحش و طیور اور شکار مہیاں دریا کے چارہ اگڑاؤ
 دونوں کا سخت دشوار ہوتا ہے اگر غور کیجیے تو ایسے سفرون کا صرف
 اسی قسم اغذیہ پر اکثر دار و مدار ہوتا ہے فائدہ ہر گاہ اصل وجہ ضرورت
 شکار و وحش و طیور اور شکار مہیاں دریا کی معلوم ہوئی تو جانتا چاہیے
 کہ اصل علت اور کمال ضرورت تو جواز عام شکار و وحش و طیور اور
 شکار مہیاں دریا کی ہی تھی جو کہ بیان کی گئی لیکن بعض مواضع
 اور مقامات کی حالت خاصہ پر نظر کرنے سے ایک دوسری علت
 اور بھی ایسی ہی قوی جواز شکار اقسام جانوران مذکور کے واسطے
 ثابت و متحقق ہوتی ہے بیان اوسکایہ کہ جن جبال و صحاری غریبہ
 دی نزع میں قدرت خدا سے افراد نفع بشر آباد ہیں اودن مواضع

غیر ذی زرع کے رہنے والوں کے واسطے بھی ہتھیار بالاسطرار ان دونوں
 قسم شکار کو جگہ مسلمات سے سمجھنا چاہیے کہ اس واسطے کہ ایسے مواقع خاصہ
 میں بسر برد افراد نوع بشر کا دار و مدار تو بسبب قلت و نایابی اجناس حب
 و غلہ جات کے ابتدا ہے حالت خلقی سے صرف دو ہی قسم اخذیہ پر مقرر
 رکھا گیا ہے ایک گوشت یا شیر یا روغن بھڑون بکریوں و دنبوں وغیرہ
 کا دوسرے شکار و وحش و طیور اور شکار مایمان دریا حاجت اس قسم
 شکار کی اون مواضع خاصہ میں تا زمان عدم کثرت و عدم شیوع جانات
 وغیرہ اسباب و سامان جراح مال و انتقال تو بہت ہی کچھ تھے لیکن
 اب تک بھی اکثر اس قسم مواضع پر ضرورت شکار مذکور سے فراغ و استغنا
 حاصل نہیں کر پکڑتے ہیں اور دہنے وغیرہ جانوران خاص تو ان مقامات
 کے باشندوں کے واسطے خلق ہوئے ہیں فاما ان جانوران خاص
 کے گوشت اور شیر وغیرہ کا انتفاع عام تو گویا وہاں کے ذی مقدمہ
 کے ساتھ اکثر مخصوص رہا کرتا ہے جس سے مردمان مفلس وہاں کے اونٹ
 پیٹ تو بہ نسبت اوس گوشت اور شیر کے ان دونوں قسم شکار ہی سے
 زیادہ تر بھرتا ہے پس اون بیچاروں کی زندگی کا زیادہ تر دار و مدار
 انھیں دونوں قسم شکار پر مقرر سمجھنا چاہیے اور بھی مخفی نہ رہے کہ واسطے
 حوازاں دونوں قسم شکار کے علاوہ ان علل و اسباب کے چند علل و
 اسرار اور بھی پائے جاتے ہیں بعد فکر و مامل خیال میں آتے ہیں
 منجملہ اون علل و اسباب کے ایک یہ ہے کہ انسان بعض اوقات و حالات

میں نہایت نادار اور مصیبت فقر و فاقہ میں گرفتار اور کسی کار و خدمت
 کے پانے اور بچا لانے سے بھی سخت محروم تاجار ہو چکا کرتا ہی رہا تھا تک
 کہ سودا بھیک مانگنے اور گدائی کرنے کے اور کوئی حیلہ اور وسیلہ ہی
 اوس وقت خیال انسان میں نہیں گذرتا ہی پس چونکہ بھیک مانگنا
 اقتضائے ہمت و قوت سے نہایت بعید ہے اور بسبب سنانی شرم
 دیا ہونے کے دولت انسانیت کے واسطے سترتا سر موجب حضرت
 شدید ہے لہذا اوس حضرت اشد اور بلاے بد سے محفوظ رہنے کے واسطے
 رخصت اس غذا سے بے منت خلق کی تمامی افراد نوع انسان ^{بہت} ^{بہت}
 کو علی العموم دی گئی بلکہ یہ رخصت اودن کے حق میں گویا ہم ضرورت
 سے تجویز کی گئی ستر دوم یہ کہ چونکہ نوکری اور حرفت اور تجارت یعنی
 جلاوہ جمعیت میں احتیاج تعلق اور تعلق احتیاج ہوتا انسان کو وطن
 اپنے انبا سے جنس کے ضرورتاً اور یہ احتیاج و تعلق اسکا طرف انبا
 جنس کے ہر حالت کی نظر سے از جملہ اہم امور تھا لہذا رحمت عامہ الہی متصفو
 اس بات کی ٹھہری کہ کچھ حصہ رزق بلا احتیاج و تعلق انبا سے جنس سے
 بھی انسان کو دیا جائے اور سائر حالات احتیاج او کی سے کسی ایک
 حالت میں مرتبہ فراغ و استغناء بھی تمام ارباب دنیا سے او کے واسطے
 عنایت و مرحمت کیا جائے تاکہ شان زاریت مطلقہ اور ربوبیت عامہ
 الہی کو وہ اچھی طرح سے پہچانے اور قدس عنایت خاصہ کشمکش
 عامہ کی سنجو بی تمام جانے علاوہ اسکے ایک تر اعظم اور حکمت اتم

اس رخصت سراپا صنعت میں یہ بھی ہر کما کر کوئی شخص باحققتا لیسیت
 محضہ اور غلبہ شان استغنا کے جملہ بنا سے جنس اور ارباب دنیا سے
 بے تعلق محض ہو کر بسر اوقات کرنا چاہے تو باہمہ بے تعلقی و استغنا
 اس خولان نیمان کے سبب سے بسر اوقات اوسکی دشوار نہیں ہو سکتی اگر
 معیت اہل و عیال ہر تو بھی اوسکے واسطے موجب تشدد و امتحان نہیں
 ہو سکتی الحق نوع انسان کو تو خداوند خلاق حقیقی نے صفت جاہلیت
 کے ساتھ خلق کیا ہر اور جملہ شیون و صفات کی منظریت کے ساتھ شرف
 اختصاص اسکو دیا ہر پس ایسی رزاقیت مطلقہ اور ربوبیت عامہ کا طہور
 بھی انسان کی نسبت ضرور درکار تھا اسی واسطے انسان اشرف المخلوقات
 اس نعمت عظمیٰ کے ساتھ شرف کیا گیا

خاتمہ الکتاب

دلائل جواز و استحسان و وجوب اور فوائد و منافع و مصالح اکل بحم کے مقاصد
 مذکورہ بالا سے بخوبی واضح ہوئے لیکن اتنا و سو سے اس مقام پر القبتہ باقی رہا
 کہ کچھ کرنے میں تکلیف تو جانور کو لا محالہ ہوتی ہر پس اس تکلیف کو
 خداوند ارحم الراحمین نے جائز و ضعیف و زار پر بلا جرم و خطا کس واسطے
 جائز رکھا اس و سورہ کے دفع ہونے کی واسطے بہت سے جوابات ہیں جواب اول
 یہ کہ جملہ مصالح الہی پر واقفیت انسان کی کچھ ضرور نہیں دیکھو اطفال
 خور و سال پر باوصف عاجز و معصوم و مرحوم محض ہونیکے وجہ تحلیف

امراض کی ہوا کرتی ہیں اور بھی جانور ان بے عقل و زبان پر جو خدا پر
 و تکالیف فوج سے بھی زیادہ تر لاحق ہوتی ہیں یہ جملہ شہادید و تکالیف
 بھی آخر بامر و قدرت خداوند ہی لاحق ہوا کرتی ہیں بدون اس کے
 حکم اور شیت کے تو کیسے طرح لاحق نہیں ہو سکتیں پس اون سب شہاد
 و تکالیف کے جائز رکھنے کی توجیہ اور وجہ وجیہ کب کسی عاقل کی عقل
 قیاس میں آسکتی ہے اور کونسا عاقل ان شہادید و تکالیف کے مصداق
 اور اسرار کو بیان کر سکتا ہے اسی طرح تجویز تکلیف فوج کے مصداق کا کشف
 ہونا بھی کچھ ضرور نہیں اور جائز ہونا اس تکلیف کا لقیاس جو از شہادید
 و تکالیف مذکورہ بالا عقل و قیاس سے ہرگز دور نہیں جواب دوم یہ کہ
 اکثر تکالیف جو کہ انسانوں کو پہنچا کرتی ہیں سبب شومی اعمال و فساد
 کے پہنچا کرتی ہیں پس حیوانات میں بھی تو اعمال ظلم و تعدی باہم ہیں
 اکثر واقع ہوا کرتی ہیں اور جو فوجیوں پر وہ اپنے ہمجنس کمزور کو ضرر و
 مارتا اور ستارتا رہتا ہے لہذا اگر یہ تکلیف فوج حیوان کے حق میں سزا
 اعمال ظلم و تعدی ہی قرار دی جائے تو بھی ہو سکتا ہے جواب سوم یہ کہ
 ہر گاہ خداوند عالم نے جانداروں کو علاوہ دولت و جود اور صدقہ ہائے
 نعمتوں کے ساتھ بھی مشرف فرمایا ہے حالانکہ کوئی استحقاق انکسار و
 عالم پر مہلتا تھا پس ایسے نعمت حق اور ربی مطلق سے اگر سچ بھی پونے
 تو اس سچ رسانی سے قیاس سچ رسانی ماحضہ بان پر نظر کرنا چاہیے
 خیال کرو کہ مادر مہربان کے مرنے میں جو لذت بچے کو حاصل ہو کرتی

وہ لذت تو اسکو کسی دوسرے کے پیار میں بھی حاصل نہیں ہوتی
 دوسرا آدمی بچے کو پیار کرتا ہے اور بچہ اس سے بھاگتا ہے اور ڈرتا ہے
 اور مادر مہربان اگر کسی وقت اسکو مارتی بھی ہے تو بچہ بچہ مان ہی مان
 پکارتا ہے اور اوس کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے اور بے اختیار سو کر جاتا ہے
 پس لذت ضرب و زور مادر مہربان کو اس بچے بے زبان کے دل سے
 پوچھنا چاہیے اور بھلا وہ بچہ تو بچہ کچھ آدمی ہے غریب اور پرورش کر سوا
 کے انسانات سید و عہد کے کمال خیال میں تو جانوروں تک کا یہ حال
 ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے پالے اور ملانے ہوئے جانور پر خفا ہو کر اسکو
 مارتا ہے تو کیسا ہی وہ جانور میس و شکمین دزد اور کیون نہ پرورش
 کرنے والے کی خشم و تعذیب کو دیکھ کر نہایت ہی دب جاتا ہے اور کان
 بھی اس کے سامنے کبھی نہیں ہلاتا ہے اور اسکی بچ رسانی سے اصلا غصہ
 اس کے دل میں نہیں آتا کسی طرح کا خشم و ملال طبیعت حیوانی میں سرگزا
 نہیں پاتا پس معلوم ہوا کہ پرورش کرنے والے کی تعذیب سے اصلا
 خیال ملال دل میں نہ لانا اور اس تعذیب کو تعذیب نہ سمجھنا یہ ایک امر
 فطری ہے کہ اطفال خورد سال اور حیوانات لایقل مض بھی اس میں ناچار
 و بے اختیار ہوا کرتے ہیں لہذا ایسے منعم حقیقی کی تعذیب کو مستوجب
 شکوہ و شکایت جانتا خود اقتضائے فطرت انسانی بلکہ فطرت حیوانی
 سے بھی بعید ہے ضرب و تعذیب و زبیک اسی نظر سے قول ابراہیم وید ہے
 جواب چارم یہ کہ ہر گاہ خداوند تعالیٰ قادر مطلق ہے اور اس قادر مطلق

کے حکم اور شیت سے حکم فوج کا تسلیم کیا گیا تو اس فوج میں جو کہ حکم خداوندی سے واقع ہوا کرتا ہے تکلیف ہونا جانور زمین کو کیا ضرور ہے اور نہ پہونچنا تکلیف کا ایسی حالت میں اوس قادر مطلق اور کریم حق کی قدرت اور رحمت سے کیا دور ہو پس اگر ہم اپنے وہم و گمان میں فوج کو تکلیف سمجھتے ہیں تو واقع میں اوس کا تکلیف ہونا موافق ہمارے وہم و گمان کی کچھ ضروری نہیں دیکھو ایک کم سے کم مرتبہ کا ڈاکٹر جو کہ اضعاف مخلوقات خداوندی عام سے ہر زخم چیرنے اور قطع برید انہماک سے سم کرنے میں ایسی ایک دوا سنگھٹا دیا کرتا ہے کہ جس کے سبب سے اصلاً تکلیف قطع برید کی مرضی کو معلوم نہیں ہوتی گود دیکھنے والے اوس قطع برید کو نہایت درجہ تکلیف اوس رنجور ضعیف پر گمان کرتے ہوں پس ہر گاہ خداوند حکیم بحق قادر مطلق نے ایک اپنے اوتے مخلوق کو عیقل اور طاقت عطا فرمائی تو کیا خود خداوند حکیم و کریم بحق قادر مطلق ایسا نہیں کر سکتا کہ اصلاً تکلیف ان جانوروں کو قطع و برید فوج سے معلوم ہی نہ ہو کہ بنظر ظاہر ہم اپنے وہم و فہم سے اشد تکلیف گمان کریں اور اس قطع و برید سے ڈر میں رہا ہڑپنا ان جانوروں کا ہنگام فوج جائز ہے کہ یہ ہڑپنا عین تمدن کے سبب واقع ہوا کرتا ہو نہ بسبب تامل کیونکہ وحد کرنا اور ہڑپنا بعض کیفیات مسئلہ آدمی میں بھی ہوا کرتا ہے علاوہ اسکے ہم یہ کہتے ہیں کہ جو جنبش روح حیوانی کے وقت بدن سے نکلنے کے باعث ہلانے اور ہڑپانے جسم ذی روح کے ہوا کرتی ہے وہ جنبش خواہ مخواہ دلیل اور پہنچ رسانی بانی ہی کے

ہو یہ کچھ ضرور نہیں دیکھ چھپکلی کی دم جس وقت قطع ہو کر علیحدہ ہو جایا کرتی
 ہر تو متحرک ہو اے روح حیوانی کے سبب سے کس قدر جنبش و طیش پڑ
 اوس طاری ہوتی ہر پس اوس جنبش و طیش سے خود وہ دم بریدہ تو
 صلاحیت ادراک تکلیف کی رکھتی ہی نہیں رہی چھپکلی ظاہر ہے کہ چھپکلی کو
 اوس وقت سوا کسی متدراذیت موضع قطع ذنب کے جنبش و تحریک
 ذنب سے ایک اوس نے تکلیف خفیف بھی نہیں ہوتی دم کا ٹپنا
 اس چھپکلی کے سبب و تکلیف میں کچھ اصلاً مؤثر نہیں ہوتا اور ساکن ہو جانا
 بھی اوس کا کچھ تکلیف جرح متقطع ذنب کو نہیں کہوتا پس اس بات سے
 بخوبی واضح ہے کہ نکلنے کے واسطے جو تحریک ہو اے روح حیوانی کئی اگر کئی ہر
 اوس تحریک کے واسطے کچھ خواہ مخواہ سبب و تکلیف ہی کا لازم ہونا ضرور
 نہیں ہے جواب پنجم یہ کہ ساتھ تکلیف دینے کے خداوند مطلق حقیقی قادر
 ہے کہ اس تکلیف آنی کے عوض میں نعم البدل اوس کا ہمیشہ کے واسطے
 دار آخرت میں ان حیوانات مذہب کو عنایت فرمائے جیسا کہ بعض آیات
 کتب نبی اہل اسلام سے اسکا ثبوت بھی ہوتا ہے یعنی وارد ہوا ہے کہ جانوروں
 مذہب کو خاک جنت ہو جانے کا صلہ ملے گا لیکن اس معنوں روایت بہ
 ایک شبہ عقلی بھی وارد ہو سکتا ہے بیان اوس کا یہ کہ اگر یہ جانور ان پنج
 خاک ہو گئے گو خاک جنت ہی کیوں نہوں تو خاک ہونے پر قسم جادوئی جس
 دورک سے شہرے لہذا جادو جیس ہو کر داخل جنت ہونے سے فائدہ
 اٹکو کیا ہوا اور صلہ کیا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ خداوند مطلق قادر ہے

کہ اسی خاک میں تلمذ کا اور اک پیدا کر دے اور بذریعہ خاک ہی کے
 لطف و تلمذ خیرا سے قربان ہونے کا نفوس حیوانیہ کو یوں سہاٹے
 جیسا کہ عذاب قبر میں بذریعہ عظام بالیہ خاک شدہ کے ایصال کائنات
 تعذیب و ایلام ہونا حضرات محققین نے تسلیم کیا ہے اور بادۂ وحج اس
 تعذیب و ایلام کا حکم و قدرت خداوندی سے ممکن الوقوع ہونا پایہ
 ثبوت کو پہنچا دیا ہے جواب ششم یہ کہ ہر گاہ امراض وغیرہ کے سبب سے
 بلا وجہ مرنے میں بھی اشد تکلیف کا ان حیوانات کو پہنچنا بالبدان ثابت
 ہے اور تکلیف موت ذبح بسبب تکلیف دفنی آنی ہونے کے بمقابلہ تکلیف
 امتدادی زمانی موت امراض کے اخف تکلیف ہے نہ اشد پس اس صحت
 میں اگر دوسرے مذکورہ بالا پیدا ہو سکتا ہے تو شائد تکالیف موت امراض
 میں نہایت بدرجہ اولیٰ پیدا ہونا اس دوسرے کا چاہیے نہ یہ کہ تکلیف دفنی
 آنی موت ذبح میں تو یہ دوسرے پیدا ہو اور تکلیف امتدادی زمانی موت
 امراض میں نہو حال آنکہ کمال خفت و آسانی تکلیف موت ذبح کی تو بسبب
 وضعی چشم زدنی ہونے کے مقتضی اس بات کی ہے کہ اگر اسی کمال سہولت
 و آسانی کو ایک توجید جیہ تجویز حکم ذبح کی جانب میں اور محل جوابات دوسرے
 مذکورہ بالا میں جواب ہنتم اس توجید جیہ کو گردانیں تو بھی سزاوار تسلیم
 ارباب عقل سلیم ہو سکتا ہے

فالحمد لله الذي لا يتركنا في هذا العالم الا بعد ان نلحقه بالآخرة

لند احمد ہران چیز کہ حنا طوطی نوشت آمد آغوز پس پرودہ تقدیرید

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد عاجز سراج عبد محمد لعقوب منصور محتج نظامی ناجی
 برضا رخصه نظر ارباب فهم و ذکا انصاف پر ابرو من هویدا بسیار زد که درین خان سید و آوان جمید نشو و این شعر
 مضامین نگین بجواز آسمان بنجی سی بر بر بان لاسخ فی تحقیق امر الذلیل که فی الواقع در تحقیق عجز از باج
 و از آنکه او دام قبل کجاست قاطع و برانی است ساطع تعینت لطیف و تالیف شریف تحریر شیرین کسب ادیب و قف
 رموز غنیه جلوه با هر معلوم نظایر تعلیه مهر سحر مجرب و جلال مولنا سید قمر الدین احمد صاحب الازال شمس افاده
 طالع ماطع الملل توجع خاص حضرت مولنا المکرم و غده ونا الاعظم الهی لودعی منیع فیوضات اله مولنا
 مولوی محمد شریف صاحب عمت افاقتهم باین عاجز بهر سید بن مقتضای نور خورش ابابیت و مسافه و احباب
 انطباض در بنه سعادت و این خود انکاشه دست استبداد و دلائل عالیشان حضرت آقای نادر و الحمد و التوفی
 منظر الجود و الاحسان لجامی ناوای یکسان جناب محمد عبدالرحمن خان صاحب ملک سلطع نظامی ناجی
 که عالمی از فیض عام آن منبع الفضل و الامتنان کامیاب است و ذات باریکاتش در انجا معلوم شده و لایق کام
 موعی است نایاب زدم از آنجا که توجع خاص حضرت محمد روح بن عقیدت اختصاص بهرون از احصای توحید است
 ملتس خادم درین بیایه اجابت سید داعی الفضل از درمنان آن تسخیر غریبه و عجا که عجید زمان کمن اتهام
 حضرت آقای صمد بن الانام تسبیح تمام عبد نظرانی جناب صفت علام بر کاغذ خوب و تطبیق خوش سلوب
 علیه انطباع در کتب سید و نصارت بخشیده نظر ارگان انصاف آیین گردید

قطعه تالیف طبع کتاب ہذا

این کتب نویسنده خود را از نو قلم صاحبان علم و دانش اهل بلطیج حاج تقی میرزا علی طبعی از اردو قمر بران طبع مستند

اشتمار

جو کہ حق تصنیف کنندہ اب جواباً حضرت مصنف صاحب اس عذر کو عطا فرمایا ہے لہذا بدولت اجازت انھوں کو فی حساب قصد طبع ان قوانین اور مستقر کتاب میں مطلوب بن مسطیع نامی نظامی سے طلب فرماوین و ما علینا الا اللہ البلاغ +

برزی سندھمی کہ این کتاب مطبوع مطبع نظامیت ہر دو کتاب مرتبیت نموده

